

خزانہ ادب

دہلی کے استعانی اسکول

——————

جناب کرم صلی علیہ وسلم کے نام سے ہے آمین
پھر کتب و نسخہ سنی

(100)

انوار الہیہ

ترجمہ و تفسیر مولانا محمد رفیع الدین
بیت دہلی

مقدمہ خزانہ ادب B 17 بسم الرحمن الرحیم مقدمہ

فارسی کس ملک کی زبان ہے؟ فارسی ابتداً صرف فارس کی زبان تھی جو ملک ایران کا ایک صوبہ ہے جس طرح بنگالی یا پنجابی ہندوستان کے ایک صوبے بنگال یا پنجاب کی زبان ہے لیکن چونکہ صوبہ فارس میں پہلے دربارت شاہی خاندان چنانچہ چھٹی صدی قبل مسیح میں اور دوسرا ساسانی تیسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے جنھوں نے تمام ایران پر حکومت کی۔ اس لئے اس صوبہ کی زبان دوسرے ایرانی صوبوں کی متاثر ہو کر عربی پر غلبہ پا کر سارے ایران کی زبان بن گئی۔

فارسی کا تعلق زبانوں کے کس خاندان سے ہے؟ اہرین نرن نے دنیا کی تمام زبانوں کو ان کی خصوصیات کا نہایت غور و خوض سے مطالعہ و تعالُّق کر کے چند خاندانوں میں تقسیم کیا ہے جن میں سے ہندو یورپی۔ سامی اور سنگتی تین خاندان نہایت اہم ہیں۔ ہندو یورپی خاندان میں سنسکرت فارسی اور یورپ کی زبانیں شامل ہیں۔ عبرانی اور عربی سامی خاندان کی شاخیں ہیں اور جاپانی اور چینی زبانوں کا تعلق سنگتی خاندان سے ہے۔

اس تقسیم سے معلوم ہو گا کہ اگرچہ عربی کے بے شمار الفاظ فارسی میں شامل ہیں اور دونوں کا رسم الخط بھی ایک ہی ہے مگر خود فارسی زبان کو عربی زبان سے کچھ تعلق نہیں۔۔۔ دونوں زبانیں لمبا طویل ایک دوسرے سے بیگانہ ہیں۔ برخلاف اسکے انگریزی سنسکرت اور فارسی زبانوں میں بنیادی اور اصوری مماثلت ہے کیونکہ ان کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔ اور ان کی جڑ ایک ہی ہے۔

فارسی کی قسمیں عام طور سے فارسی کی سات قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ ہندی۔ سکوتی۔ ڈاؤنی۔ ہردی۔ ناؤنی۔ درمی۔ پہلوی۔ ان میں سے پہلی چار تو ایران کے بعض اطراف کی مقامی بولیاں ہیں۔ اور ناؤنی۔ درمی اور پہلوی تینوں درحقیقت ایک ہی زبان ہیں۔ ایران والے مشرقی فارسی کو درمی یا پہلوی کہتے تھے۔ جس تقسیم صحیح تقسیم نہیں ہے۔

جدید تحقیقات کی بنا پر فارسی صرف تین طرح کی ہے۔

۱۔ انگریزی میں (اسے اسمعی نہیں)۔ ۲۔ اوستائی (astak)۔ ۳۔ پارسی۔

(۱) تہذیب فارسی - یہ پختہ خاندان کے دور ان حکومت کی زبان ہے جس نے ایران پر ہندوئی سے متاثر ہو کر ہندوئی کے نام سے حکومت کی۔ یہ زبان ہے جسے دارا اور اسکے باپ دادا بولتے تھے۔ یہ ایک خاص قسم کے خط میں لکھی جاتی تھی جو پیکان یا بیخ کی شکل سے مشابہ ہونے کے وجہ سے خط سمار یا بیخ کے نام سے مشہور ہے۔ اس قدیم فارسی کی کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔ البتہ چند عبادتیں کوہ ستون و نقش رستم کی چٹانوں پر بیخ میں کندہ ہیں۔ ان کتابت میں کوئی چار سو لغات کا ذخیرہ ہے۔ قدیم فارسی سے ملتی جلتی ہونے اور آتش پرستوں کی مذہبی کتاب ہے اور جس کی زبان و زبان ہلوی شرح ہے۔ مذہبی سکوات کی بنا پر ترجمہ اصل کتاب ہے۔ اور آتش اسکی شرح مگر تحقیقات جدیدہ نے اس کا برعکس ثابت کیا ہے۔ آتش ایک خاص قسم کے خط میں لکھی ہوئی ہے جسے اوستی رسم الخط کہتے ہیں۔ تہذیب فارسی اور آتش کی زبان موجودہ فارسی سے بہت مختلف ہے مگر بہت ملتی جلتی ہے۔

(۲) پہلی - یہ زبان ایران میں بعد خاندان ساسانی سے پہلے سے رائج تھی۔ اس زبان کو شیراز داں بادشاہ اورامس کے باپ دادا اور بیٹے بولتے تھے۔ یہ بھی ایک خاص خط میں لکھی جاتی تھی جو پہلی رسم الخط کے نام سے مشہور ہے۔ اس فارسی کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے جس کا کچھ حصہ لکھنے والی رسم الخط میں محفوظ ہے اور کچھ حصہ سلاوی عہد کے آغاز میں بظاہر درجہ حال منتقل ہو گیا۔

(۳) اسلامی یا موجودہ فارسی - یہ تقریباً ۹۰۰ عہد سے اب تک ایران میں رائج ہے۔ اس فارسی کو آنا قدیم اور پہلی کے مقابلے میں تو اسلامی یا موجودہ فارسی کہتے ہیں۔ درحقیقت فارسی کہتے ہیں۔ یہی سی فارسی کہتے ہیں کہ یہ زبان ہے۔ تہذیب فارسی اور پہلی سے کچھ سروکار نہیں کہ وہ دونوں مردہ ہو چکی ہیں مگر واضح رہے کہ پہلی زبان اسلامی فارسی سے چند الگ مختلف نہیں۔ ایک تہذیب یا تہذیب ایرانی اب بھی پہلی زبان بڑی حد تک سمجھ سکتا ہے۔ پہلی اور فارسی کے درمیان دو خاص فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ موجودہ فارسی میں عربی الفاظ کی بہت آمیزش ہے اور پہلی میں نہیں تھی۔ دوسرے یہ کہ پہلی زبان ایک خاص قسم کے خط میں لکھی جاتی تھی۔ جسے پہلی خط کہتے ہیں اور موجودہ فارسی عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ خط پہلی کا آغاز بہت پختہ ہے۔ یہاں پہلی کے خط سے اب بھی کچھ خط لکھی ہوئی ہیں۔

جب آتش پرست ایرانی مسلمان ہوئے تو جہاں انھوں نے اپنے قدیم مذہب کے جملہ رسوم و آئین کو چھوڑا۔ وہاں انھوں نے خطہ پہلی کو بھی ترک کر کے اس کی جگہ خط عربی کو اختیار کیا۔ اس وقت سے ایران میں خط عربی ہی رائج ہے۔

ایران کی سیاسی اور ادبی تاریخ

ہمارا اصلی مقصد تو یہ ہے کہ طلبہ فارسی ادبیات کی تاریخ سے کچھ واقف ہو جائیں۔ مگر اس غرض کے لئے ایران کی سیاسی تاریخ سے بھی ان کو سرسری طور پر روشناس کرنے کی ضرورت ہے اس لئے ہم یوں میں دونوں کا مصلحتاً ساتھ ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایران ایک ندرین، شاداب و وسیع ملک ہے اور ہمیشہ سے علم و فضل تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے اسلام سے پہلے یہاں سامانیہ خاندان کی حکومت تھی اور مذہب آتش پرستی رائج تھا۔ شہنشاہت میں مسلمان عربوں نے اس خاندان سے آخری بادشاہ کو شکست دیکر ایران کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس وقت سے ایران میں مذہب اسلام اور عربی رسم الخط کا عام رواج ہو گیا۔ ایران کی عہد اسلامی کی تاریخ روزِ فتح ایران سے یکراں تک مکمل اور مفصل طور پر موجود ہے لیکن اسلام سے پہلے کی تاریخ ایران نہایت ناقص حالت میں ہے۔ فارسی کا تعلق تو ایرانی اسلامی عہد سے ہی ہے لیکن چونکہ شاہنامہ اور دیگر فارسی کی کتابوں میں اسلام سے پہلے کے حالات ایران بھی درج ہیں لہذا اس کی بابت بھی کچھ لکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔

شاہنامہ کی رو سے ایران کے تاریخی و قبل از اسلام فردوسی کے شاہنامہ اور فارسی عربی کی دیگر کتب تاریخ میں ایران میں اسلام سے پہلے چار خاندان قائم کئے گئے ہیں۔

(۱) پشدادی خاندان۔ کیومرث، ہوشنگ، طہمیدرث، جمشید، یثاک وافر، دیو، اس خاندان کے بادشاہ چون کئے جاتے ہیں۔ (۲) کیانی خاندان۔ کیقباد، کیکاؤس، کیخسرو، گشتاسپ۔ اس خاندان کے بادشاہ خاندان کے مشہور بادشاہ تھے جاتے ہیں۔ (۳) خاندان اشکانی (۴) خاندان ساسانیہ جس کے مشہور بادشاہ اوروشنر، شاپور، ہیرام، فیروز و غیرہ ہیں۔

اندر سے تحقیقات جدیدہ۔ ایران کے تاریخی دور قبل اسلام جدیدہ تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ پہلے دونوں خاندانوں کے بادشاہ سب کے سب سحر دار اور بعض تھے کھانیوں ہیں اور بے حقیقت۔ ان کا خانی خاندان کی کچھ تحقیقات ہے۔ البتہ سامانیہ خاندان کے بادشاہوں کے نام بالکل صحیح ہیں مگر ان کے کارناموں میں بہت کچھ افسانہ کا رنگ آ گیا ہے۔

تحقیقات جدیدہ سے پیشوا دریں اور کمانیوں کی جگہ بنامی خاندان کا وجود ثابت ہوا ہے جس نے ۵۵۱ء ق۔ م سے ۳۳۰ء ق۔ م تک حکومت کی اور جس کا آخری بادشاہ دارا تھا۔ اسی عہد کی زبان فارسی قدیم کہلاتی ہے۔ بنامی خاندان سے پہلے میدی قوم کی حکومت تھی جس نے ۳۳۰ ق۔ م سے ۵۵۱ء ق۔ م تک حکومت کی اور ان سے پہلے ایران پر ایک غیر ملکی قوم اشوری کا تسلط تھا جس نے ایران کی ۳۳۰ ق۔ م سے ۳۳۰ ق۔ م تک اپنے زیر حکومت رکھا۔ اور اس سے آگے اپنی سلطنت نہیں جاتے۔ بنامی کے آخری بادشاہ دارا کو سکندر نے ۳۳۰ ق۔ م میں قتل کر کے اس خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ اسکے بعد ۳۳۰ء ق۔ م میں ایران میں کچھ یونانی اثر پڑا اور کچھ طوائف الملوک۔ یہ دور مانہ ہے جسے شاہنامہ ذخیرہ میں حمد اشکانی جانا گیا ہے۔ اس دور میں فارسی گرامر ہو گئی تھی ۳۳۰ء ق۔ م میں اردشیر نے سامانی خاندان کی بنیاد ڈالی تو پھر فارسی نے پلوی کی شکل میں جنم لیا۔ یہ خاندان ۳۳۰ء ق۔ م میں سلمان عربوں کے ہاتھوں سے تباہ ہوا۔

ایران کی ملکی وادبی تاریخ بعد از اسلام ۳۳۰ء ق۔ م میں ایران مسلمان عربوں کے قبضے میں آیا۔ ابتدا سے پندرہویں صدی کے آغاز تک اس ملک پر خلفائے عرب گورنروں کے ذریعے سے حکومت کرتے رہے۔ اس دور میں عربوں کے ساتھ ان کی زبان عربی بھی ایران پر غالب رہی اور فارسی کو دب جانا پڑا۔ جب نویں صدی میں ایران نے زمام خود مختاری حاصل کر لی تو فارسی کی توجہ ہو گئی۔ اور ایرانی اپنی ادبی زبان کی ترقی دیکھ کر اس کی طرف توجہ کرنے لگے پہلی نیم خود مختاری حکومت جو ایران میں قائم ہوئی وہ ظاہریہ خاندان کی تھی جس نے ۳۳۰ء ق۔ م سے ۳۳۰ء ق۔ م تک حکومت کی۔ فارسی کا پہلا نامادہ شاعر خطبہ یاد دہی ہے جو ظاہریہ خاندان کے عہد حکومت میں تھا۔ دوسرا شاعر محمود دہقان کہتا ہے کہ میری عمر میں یہ تھا۔

طہارۃ خاندان کے بعد عثمانیہ خاندان قائم ہوا۔ یعقوب بن لیث، اس خاندان کا مشہور بادشاہ ہے۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں فارسی رباعی ایجاد ہوئی۔ ابولیک گورگانی اس دور کا مشہور شاعر ہے۔ صفاریوں نے مسلمانوں کو حکومت کی پھر سامانیہ خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ غلامان کے مشہور بادشاہ نصیر الدین محمد۔ نوح بن نصر اور منصور وغیرہ ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں فارسی شاعری نے نیاں حیثیت پیدا کر لی۔ اس دور کا مشہور شاعر رودکی ہے۔ جو عام طور پر فارسی کا مقدم الشعرا کا دم الشعرا مانا جاتا ہے۔ یحییٰ جسے شاہنامہ ایام شہنوی کا خاکہ قائم کیا تھا۔ اسی خاندان کا شاعر تھا۔ اسی عہد میں سب سے پہلی کتاب فارسی میں لکھی گئی۔ عربی تاریخ طبری کا ترجمہ ہے جو منصور سامانی کے حکم سے اسکے وزیر یحییٰ نے کیا تھا۔ فارسی میں اس سے کسی قدیم تر کتاب کا پتہ نہیں چلتا۔

سامانیہ حکومت کے بعد ایران پر غزنویوں کی پھر سلجوقیوں کی اور پھر خوارزم شاہیوں کی شاندار حکومت قائم ہوئی۔ ان سلطانوں کے زیر حکومت ادبیات فارسی کو دن و رات چرگنی ترتی ہوئی گئی۔ محمود غزنوی کا دارا شاہوں سے بھرا ہوا تھا۔ جن میں سے عضدی، زرخی، زردی و ادبی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ زردی کا شاہنامہ فارسی کی چار بہترین تصانیف میں شمار ہوتا ہے۔ منہج پوری جس کے قصائد مشہور ہیں غزنوی و بارہی سے تعلق رکھتا تھا۔

سلجوقیہ خاندان نے ۱۰۷۵ء تک حکومت کی۔ طغرل۔ اب اسلاں۔ ملک شاہ اور سنجر خاندان کے باعث غزنوی بادشاہ تھے۔ نظام الملک اسی خاندان کا مشہور آفاق وزیر تھا۔ جسے بعد ازیں وہ درمنہ نظامیہ قائم کیا۔ جس میں ہمدانی ایسے صاحب فضل و کمال نے قبیلہ جہل کی سلجوقیہ عہد میں تصانیف کوئی۔ تہذیبی ترقی کی۔ اور سی۔ خاقانی، ظہیر فارابی اسی زمانہ کے مشہور تصنیف گو شاعر ہیں۔ اسی عہد نظامی گنجوی نے پانچ شویاں جو خمسہ نظامی کے نام سے مشہور ہیں تصنیف کر کے شاعری کی دنیا میں ہجوم بپا دی تھی۔ نظامی عروضی جس کا چار تھا مشہور ہے اور عنبر خیام و دولاب سی عہد میں تھے۔

خوارزم شاہیوں نے ۱۲۳۱ء تک حکومت کی یہ بھی بہت ہی علم پرور تھے۔ سمران کے عہد میں تاج الدین طغان اس شہر و ملک کے ساتھ ظاہر ہوا کہ وسط ایشیا کے اسلامی ممالک کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ چنگیز اور ہلاکو خاں کی حملہ آوریوں اور غارتگریوں سے خراسان کے میکہ شام تک تمام ممالک

ہو گئے۔ لاکھوں آدمیوں کا خون بہا۔ سینکڑوں غمیر برباد ہو گئے۔ بے شمار دھوڑیں مسجدوں اور تختیوں کی اینٹ سے اینٹ تک گئی۔ شیعہ علماء میں بغداد کی خلافت عباسیہ کا اٹھنا ہوا جو چراغ گل ہو کر ازار علی کا آغاز ہوا یہ ناماری فاتحین غیر مسلم تھے لیکن دوسری تہری پشت میں سب کے سب کمان ہو گئے۔ ہلاکو کی اولاد لای خاں کلاتی ہے جنھوں نے مسلمانوں کو حکومت کی بچھو غازی راہ اور ابو خیرا را خندان کے مشہور بادشاہ ہیں۔ پھر شیعہ علماء تک ایران میں طوائف الملوک رہی جس کا خاتمہ تہرنگ کے ہاتھوں ہوا۔ اس نے بھی تمام ایران کو تہرنگ و بالاکر ڈالا تھا۔ اس نے آدمی اولاد نے مسلمانوں کو حکومت کی۔ اسکی اولاد میں سے شاہرہ مرزا۔ الخ بیگ اور ابو سعید قابل تو کمر بادشاہ گذرے۔

اس نامادری عہد میں صوفیانہ شاعری نے ترقی کی۔ فرید الدین عطار، بولانا جلال الدین رومی اسی عہد کے ممتاز شاعر ہیں۔ یہ عہد غزل کیلئے بھی مشہور ہے۔ سعدی اور حافظ ایران میں اور امیر خسرو ہندوستان میں بہترین غزل گو تھے۔ سعدی کی نگشتاں اور بوستان کے نام کس نے نہ گئے ہوں گے۔ اس دور کا علمی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ فارسی کی چار بہترین کتابوں میں سے تین کتابیں اس عہد میں تصنیف ہوئیں یعنی شری رومی کی گشتاں درد و یوانِ نفا (جو پختی کتاب فردوسی کا شاہنامہ ہے)۔ حضرت جامی اس دور کے آخری تھے کی یادگار ہیں۔ انھوں نے بھی امیر خسرو کی طرح نظامی گنجوی کی پانچوں شمولوں کا جواب لکھا۔

اس زمانے کی شریک کتابوں میں گستاخ کے علاوہ اخلاق، اصری، اخلاق جلال، اخلاق محسنی، انوارِ اہلسنی وغیرہ قابل ذکر ہیں اس عہد میں تاریخیں بہت کچھ لکھی گئیں۔

اس اتاری دور کے بعد ایران میں صفویہ خاندان برسر اقتدار آیا جس نے ۱۵۰۱ء تک حکومت کی ہندستان میں ان کے ہم عصر لاطین نسیہ تھے۔ ایران میں صفویہ خاندان کے بعد نادر شاہ کی حکومت تھی پھر کچھ عرصے کی طوائف الملوک کے بعد ۱۷۰۵ء میں تاجا فرخا خاں نام جو ۱۷۰۱ء میں خاندان کے بادشاہوں میں ناصر الدین خاص طور پر قابل ذکر ہے جنے یورپ کا سفر کر کے اپنا سفر نامہ فارسی جدید میں لکھا۔ ۱۷۲۶ء میں رضا خاں پہلوی نے تخت ایران پر بٹھ کر کے تاجا فریہ خاندان کا خاتمہ کر دیا اور پہلوی خاندان کی بنیاد ڈالی۔

ان ضغویہ اور تاجاریہ عہدوں میں باافغانی بختیشم کاشی۔ قافانی۔ عندلیب خیر نے ایران میں اور
نیعی عونی۔ نظیری۔ صائب۔ علی خزین۔ علیہ نقادریہ دل۔ غالب وغیرہ نے ہندوستان میں وادشاہی
دی۔ اشرف رشتی۔ پور داؤد۔ عارف تفریزی وغیرہ کا شمار ایران کے موجودہ شعرا میں ہوتا ہے۔ اور
ہندوستان میں ڈاکٹر اقبال فارسی کے بہترین شاعر اس زمانہ میں تھے۔

ان دونوں عہدوں کی شرکی تصانیف میں ایران میں غزالی کے علاوہ شی سکندر کی عالم آرا کے
عباسی۔ مرزا احمدی کی جہاں کشائے نادری اور دروہ نادرہ۔ لطیف علی بیگ کا آتشکدہ اور رضا علی
ہدایت کی بیت الفصحی۔ اور ہندوستان میں بادشاہ فرشتہ۔ ابو الفضل کا اکبر نامہ اور آئین اکبری
ظہوری کی سنہ شریلوہی۔ ترک جہانگیری۔ وقار نعمت خاں عالی۔ رفعت عالمگیری۔ سکات بید
اور غالب کی تصانیف قابل ذکر ہیں۔

تنقید

ہے، ابیات فارسی کی بابت جو کچھ اوپر بیان کیا وہ تاریخی نقطہ نگاہ سے بیان کیا تھا۔ اب
ہم نقدانہ نقطہ نظر سے فارسی شری نظم پر کچھ بحث کرتے ہیں۔

فارسی شری پہلے شری لیتے ہیں۔ آغا فارسی سے لیکر اب تک ہم کو شری تین طرح
کے طرز کا وجود ملتا ہے۔ پہلا طرز تو وہ جسے ہمارا طرز کہہ سکتے ہیں یعنی ایسا طرز جس میں
سادگی اور میا خلگی۔ شانت اور استواری پائی جائے۔ اور جملے چھوٹے چھوٹے ہوں۔
مانا یہ عہد کے وسط تک عموماً ایسی طرز رائج تھا۔ چنانچہ ترجمہ نادرخ طبری۔ سیاست نامہ
چارمقالہ۔ اور ناصر خسرو کی تصانیف کا طرز کم دبش ہی ہے۔ عہد تاتاریہ کی بعض کتابیں
بھی ایسی طرز میں ہیں مثلاً اخلاق۔ اصری کا یہی حال ہے۔ ہندوستان میں ابو الفضل کی
آئین اکبری تاویخ فرشتہ اور رفعت عالمگیری کا کم دبش ہی طرز ہے۔
دوسرا طرز وہ ہے جسے شریطین نے شروع کیا اور شاخیرین نے کمال دانتا کو پہنچایا۔

یہ وہ طرز ہے جس کی وجہ سے فارسی ادب یورپ والوں کی نظر میں بدنام ہے۔ اس طرز کی خصوصیات یہ ہیں کہ اس میں آہود ہوتی ہے۔ سیدھی سادی بات کو پیچ و کیزہ بیسوں اور استعاروں میں لاد کیا جاتا ہے اور پھر الفاظ بھی شکل لائے جاتے ہیں تاہم یہ کی پابندی کیا جاتی ہے۔ صنائع و بدائع کا خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا ہے۔ صفحے کے صفحے پڑھ جائے ایک ایک فقرے بلکہ ایک ایک لفظ کی خوبی پر سرور ہے مگر مفہوم اور مطلب پیچ۔ صرف لفاظی ہے اور ضلع جگت۔ حمد سلجوقیہ میں مقامات حمیدی اس طرز میں لکھی گئی اور ناماریہ دور میں تاریخ دھات کا یہی طرز تھا۔ ہندستان میں سنہ شرطوری دینا بازار کا بھی یہی رنگ تھا۔

لحاظ طرز عبارت شری بہترین کتاب حمیدی کی گلستان ہے۔ اس میں قدامت و سلاست و استواری کے ساتھ نگین کی ایسی آئینہ کش ہے کہ کسی اور کتاب میں نہیں گلستان کی طرز کا کسی سے پیش نہیں ہو سکا کی قادر الکلام مصنفین نے گلستان کا جواب لکھنے کی کوشش کی مگر ناکام ہے۔ عام طور سے وہ طرز مانج ہوا اور مقبول ہو چکا اور اسل کے کاہینی عام طور پر سلا اور سادگی ہے لیکن جہاں موقع آ جاتا ہے تو پھر نگین بھی آ جاتی ہے۔

تیسرا طرز موجودہ فارسی نگینے والوں کا ہے۔ بکھل کی فارسی جدید کہلاتی ہے جس پر مغربی تعلیم کا بڑا اثر پڑا ہے۔ نئے نئے الفاظ وضع کئے جا رہے ہیں۔ یورپین زبانوں سے بے شمار الفاظ مستعار لئے جا رہے ہیں تکلف اور صنائع و بدائع کی پابندی یک طرفہ جاتی رہی۔ سلامت اور صحت ادا کا خیال رکھا جاتا ہے سب سے پہلے اس طرز کو ناصر الدین شاہ نے اپنے سفر نامہ میں اختیار کیا۔ پھر یہ مقبول عام ہو گیا۔

فارسی شاعری ہم نے ایران کی سیاسی و ادبی تاریخ کے ضمن میں جو شعر و شاعری کے ہیں ان کو سہولت و ترتیب کے لحاظ سے پانچ دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا دور ساسانیہ اور غزنوی عہدوں کے شعر کا۔ نویں صدی سے گیارہویں صدی تک دودکی۔ دہلیقی۔ پندھری۔ زنجی۔ مزدکی۔ منوچہری۔

دوسرا دور سلجوقی عہد کے شعر کا۔ تیرہویں صدی کے آغاز تک۔ خاتانی۔ انوری

نظام کی گنجوی نظیر ناز بانی - عریخام -

تیسرا دور خزانہ شامی و تاجی حمدوں کے شعرا کا - مثلاً ایک - فرید الدین عطار
مولانا رومی - سعدی - حافظ - جامی -

چوتھا دور صفویہ اور تاجاویہ حمدوں کے شعرا کا - انیسویں صدی تک بابائے
محکم کاشی - عربی فیضی - نظیری - صاحب - بیدل - خاکی - غالب -

پانچواں دور - حمد و حمد کے شعرا کا - اشرفی - پور دادر - عارف قزوینی - ڈاکٹر اقبال
پہلے اور دوسرے دور کے شعر اگر تقدیر یا قدر رکھتے ہیں - تیسرا دور و سطریں شعر کا ہے -
چوتھا شاعرین کا - اور پانچواں ماسویں کا -

پچھلے دور میں چونکہ تمدن کی ابتدا ہے اسلئے زبان سادہ ہے آؤ کوکھ اور آؤ دے خانی
نظری شبیس ہیں اور ترب ترب کے استعارے - یہ دور زیادہ تر شوی کیلئے مشہور ہے
اگرچہ شوچری کے تصانیف بھی شہرت رکھتے ہیں -

دوسرے دور میں ایک طرف تو تمدن اور نظم میں ترقی ہوئی اور دوسری طرف نازی نے
عربی علوم سے فیض اٹھایا ان دونوں باتوں کا مجموعی طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ استعارات
تشبیہات کی بھرمار ہو گئی اور جنم و آفرین کا رواج ہو گیا - پہلے دور کی مشورہ ہی شاہناہ
ہے اور دوسرے دور کی ایہ ناز - اور سخی نظم سکندر زامہ ہے - دونوں کے طرز میں کیا فرق
پائے گئے - یہ دور زیادہ تر تصانیف کیلئے مشہور ہے - اگرچہ نظامی کی شویاں بھی حوالہ دینا چاہئیں -

تیسرے دور میں طبیعتیں مصنوعی طرز شاعری سے جو دورانی میں لکھنے لگتیں
اور بدعمل ہوا - اب پھر سلاست زبان - لطافت الفاظ - اور محاکات جذبات کی طر
توجہ کی گئی سعدی دعا فظ اس انقلاب کے پیدا کر رہا ہے - یہ دور و طبیعت کے
ساتھ صوفیہ شاعری اور غزل کیلئے متاثر ہے -

چوتھے دور میں جب شاعروں نے دیکھا کہ میدان تنگ ہو گیا ہے اور استعارات اور
تشبیہات کا سراپا پہلے ہی حتم ہو چکا ہے تو انھوں نے اپنا کمال اسی میں دیکھا کہ

استعارے کو استعارہ اور مجاز کو مجاز و بجا نہ بنا کر رادِ غنوری دیں۔ اسی کے ساتھ لہذا نہ زبان بھی کمال کو پہنچ گئی۔ اور تخیل اور مضمون آفرینی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہاں تک کہ بیدل وغیرہ شاعرِ دل کے ہاتھوں شاعری چیتاں ہو کر گر گئی۔ اس دور کی خاص چیزیں تصنیف اور غزل ہیں۔

پانچویں دور میں پھر وہ عمل ہو کر سلاستِ زبان اور سادگیِ ترکیب کا دوم دورہ قائم ہوا وطنی اور قومی شاعری اس دور کی نمایاں خصوصیت ہے۔

اصنافِ شعر

شعر کے لغوی معنی جاننے کے ہیں۔ مگر شعر کی اصطلاح میں اس کلامِ موزوں کو کہتے ہیں۔ جو ہر وزنِ مفرقہ میں سے کسی وزن پر ہو اور شفعی ہو اور بالقصد کما گیا ہو۔

تقدیمِ فارسی اور پہلوی کی بابت تو کچھ یہ نہیں چلتا کہ ان زبانوں میں شاعری تھی بھی یا نہیں۔ لیکن اسلامی فارسی کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس زبان میں سب سے پہلے حکیم ابو حفص حدادی نے جس کا ساؤویں صدی عیسوی کے آخر یا آٹھویں صدی کے شروع میں انتقال ہوا شعر کہا۔ مگر فارسی کا پہلا باقاعدہ شاعر غنجداد بنی المثنویؒ ہے۔ اس کے بعد پہلا مشہور صاحبِ دیوان شاعر و دکن المثنویؒ ہے۔ یہ جو عام طور سے فارسی کا آدم الشعر کہلاتا ہے۔

شعر کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں سے مثنوی تصنیفہ۔ غزل۔ اور رباعی اہم ہیں۔ اس لئے اس کو رس میں ان ہی چار صنفوں کو شامل کیا گیا ہے اور ان ہی کی یہاں تعریف ہے۔ بیان کی جاتی ہے۔

مثنوی مثنوی نسبت میں خوب ہے یعنی ہر حرف جس کے معنی دو دو کے ہیں۔ اصطلاح میں ایسے ہمزون اشعار کے مجموعہ کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر کا تانید بعد آگما نہ اور ہمزون مربوط اور مسلسل ہو۔ شاعری میں برصفت تمام اصنافِ شاعری کے بہ نسبت زیادہ تغید۔ متن اور زیادہ

ہم گریہ ہے۔ شاعری کے جس قدر مضامین ہیں وہ سب اس میں نہایت خوبی سے ادا ہو سکتے ہیں جذبات انسانی، مناظر قدرت، واقعہ نگاری، تخیل ان تمام چیزوں کے لئے شاعری سے بہتر کوئی میدان نہیں۔ اس آسانی اور وسعت کی وجہ یہ ہے کہ شاعری کا ہر شعر غلطہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ پابندی نہیں ہوتی کہ پوری نظم ایک ہی تانیہ میں ادا ہو۔

شاعری کے سب سے پہلے موجد کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن اگر وہ کی کو نازی شعر کا باد آدم ما جاسے تو شاعری کا موجد بھی اسی کو کہنا چاہیے۔

شاعری باعتبار مضامین مختلف قسم کی ہے۔ مثلاً اگر اس میں کسی قوم یا بادشاہ کی تاریخ ہو تو وہ اتر کھلاتی ہے۔ مثلاً شاہنامہ و سکند نامہ اگر اس میں اخلاق کا ذکر ہے تو وہ اخلاقیہ کہلاتی ہے۔ مثلاً بوستان۔ اور اگر اس میں کوئی قصہ یا افسانہ ہو تو وہ شاعری افسانہ ہے۔ اور اگر اس میں تصوف و فلسفہ ہو تو وہ صوفیانہ و فلسفیانہ ہے۔ مثلاً شاعری رومی۔

اس کو دس میں جن دو شعبوں سے انتخاب کیا گیا ہے ان میں ایک شاہنامہ ہے جس کا شمار نادر کی بہترین کتابوں میں ہوتا ہے اور جسے کسی نے قرآن العظم کہہ دیا ہے۔ دوسری شاعری بوستان ہے جو سدی ایسے صاحب کمال شاعر کی تصنیف ہے۔

غزل غزل کے لغوی معنی غزلوں سے آئیں کرنے کے ہیں۔ مگر اصطلاح میں ایسے ہمزون شعر کے مجموعے کو کہتے ہیں جس میں پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور بقیہ اشعار کے مصرعہ انی سب ہم تانیہ ہوں۔ پہلے شعر کو جس کے دونوں مصرعے ہم تانیہ ہوتے ہیں مطلع کہتے ہیں اور آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا شخص لانا ہے مطلع کہتے ہیں۔ غزل کے ہر شعر کا مضمون جدا گانہ ہوتا ہے۔ غزل میں یادہ عشق و محبت کے جذبات ہی بیان ہوتے ہیں۔ مگر ان کے علاوہ ہر قسم کے افسانہ، اخلاقی اور تعلیمی مضامین بھی ادا کئے جاتے ہیں۔

فارسی میں شاعری کی ابتدا تصیدہ سے ہوئی۔ تصیدہ کی ابتدا میں غنچہ اشعار کے کاوشگر تھے۔ اس جیسے کو الگ کر لیا گیا تو غزل بن گئی۔ فارسی شاعری کے باد آدم دود کی کہہ رہے ہیں میں غزل کی صنف مستقلاً قائم ہو چکی تھی۔

عہد قدیم میں غزل نے کچھ ترنہ نہیں کی۔ غزل کی ترقی کا سہرا متوسطین کے سر ہے۔ اور متوسطین میں سے بھی شیخ سعدی کے سر ہے جنہوں نے اس میں عجیب و غریب پھول نکادی۔ ان کے بعد ہندوستان میں میر خوسرو اور ایران میں خواجہ حافظ نے اس جوش سے یہ فن پھول اکڑ دیا۔ گو بخی افسانہ تاخرین میں عربی اور نظیری ایسے شعراء اس میں نہ نیا نہ مضامین داخل کر دیئے۔

قصیدہ و قصیدہ ایسے ہوزن و ہم قافیہ اشعار کے غزل جیسے جوئے کو کہتے ہیں جس میں کسی کی مدح یا بھوکھا ہے۔ یا وعظ و پند اور تعنید یا اور شکایت و رذکار وغیرہ مضامین بیان کئے جائیں۔ اس کا بھی پہلا شعر مطلع کہلا تا ہے۔ ابتدا کے اشعار کو جزئہ تہد کے طور پر لکھے جاتے ہیں تہد یا تشبیب کہتے ہیں۔ جس شعر میں تہد سے اصل مطلب کی طرف توجہ مرکوز یا مخلص کہلا تا ہے۔

جس زمانے میں فارسی میں شاعری شروع ہوئی عرب کی شاعری مدحیہ تھا مدح و تحسین۔ اسلئے فارسی شعراء نے بھی ان ہی کی تقلید کی یہی وجہ تھی کہ فارسی میں شاعری کی ابتدا قصیدہ گوئی سے ہوئی۔ قصیدہ گوئی میں تقدیر میں منوچہری، انوری، خاتانی، طہر زاری، اور متوسطین میں سلمان ساوہجی اور تاخرین میں سعدی، غنوی، نظیری وغیرہ شہرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ سعدی نے قصیدہ گوئی خاص شہرت حاصل نہیں کی۔ مگر چونکہ انھوں نے مدح و ستائش کے فرسودہ و پامال میدان کو چھوڑ کر دلچسپ مضامین پر قصیدہ لکھے ہیں، اور پھر شیرینی بیان اور سلاست زبان ان کا خاص حصہ ہے۔ اسلئے ہم نے ان کے چند قصائد کو اس کو بس میں شامل کیا ہے۔

رباعی اس کو دو ہی اور تہد بھی کہتے ہیں۔ اس میں چار ہوزن مصرعے ہوتے ہیں۔ جن میں سے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ تیسرے مصرعے کے لیے ہم قافیہ ہونا لازمی نہیں۔ رباعی کی ایجاد صفاریہ عہد میں ہوئی۔ ایک دفعہ یعقوب بن ایف صفاری بادشاہ ایران کے بیٹے کی زبان سے کھیل میں بے ساختہ یہ ہوزن مصرع نکلا: "غلطای غلطای ہمی رود تا لب گو" بادشاہ کو یہ کلام پسند آیا۔ اس نے اپنے دربار کے شعرا کو بلا کر نہایا تو انھوں نے تین مصرعوں کا اضافہ کر کے رباعی بنا دی۔

رباعی کے چار درجہ عربوں میں ایک مسلسل مضمون ہوتا ہے اور چوتھا مصرع رباعی کی جان ہوتا ہے۔

رباعی میں ہر قسم کے مضامین ادا کئے جاتے ہیں۔ رباعی گوئی میں سب سے پہلے ابو سعید بن ابی خزیمہ توفی ۱۴۴ھ نے شہرت حاصل کی اور اس کے بعد عریضاً مینشا پوری اپنے اسلوب بیان کی ولادہ نری کی وجہ سے اس صنف شاعری کے آسمان کا آفتاب ہو کر چمکا۔

۱۔ فردوسی طوسی المتوفی ۵۲۰ھ (غزنوی عہد۔ متقدّم)

فردوسی۔ ابرالقاسم حسن بن اسحاق بن شرف شاہ طوس کا باشندہ تھا۔ ۵۲۰ھ میں پیدا ہوا۔ آثار و احوال میں پرورش پانے کی وجہ سے طبیعت میں خاصا زور پیدا ہو گیا تھا۔ ترقی کے شاہنشاہان کی رکھ رکھاؤ میں حشید و عروج و خفا کی داستان نظم کی جو عوام نے بے حد پسند کی طوس کے گورنار ابو منصور اور سید خاں نے بہت افزائی کی۔ سلطان محمود نے جب اسکا شہر و شاہزادہ میں طلب کیا۔ زور دیا۔ پہلے ایک باغ میں مقیم ہوا۔ اور بعدہ دربار محمود میں جگہ ملی محمود نے ایک باغ رہنے کو دیا۔ اور فی شعر ایک دنیا دار انواع کا وعدہ کیا۔ حکم تو یہی تھا کہ جب انرا ضرورت پڑ جائے تو ہزار اشتریاں دے دی جائیں۔ اس کا ارادہ تھا کہ طوس میں اس گراں بہا رقم سے بند بند ہوا دے گا۔ تاکہ عوام کو سیلاب کی وجہ سے نکال دیتا، نہ برداشت کرنا پڑے لیکن تاباں افسوس یہ واقعہ یہ کہ زردی کوڑی کا عجز آیا اور بھنگاری کی خاطر نواہ داد نہ ملی سیاسی چالیں کا سیلاب ہو گئیں۔ اور سونا روپیہ سے بد لایا۔ اس سے زردی افسردہ ہو گیا اس نے وہ روپیہ وہیں سب لٹا دیا اور دوسرے دن سلطان محمود سے معافی مانگ کر غزنین سے زاد ہو گیا اور چلتے وقت ایاز کو ایک سر پہنرا ہافہ دے گیا کہ میں نے گورنار و شاہ کو دیا جائے۔ پناہ پھر محمود نے جب وہ لفافہ کھولا تو اس میں محمود کی وہ تصویر تھی جو بادشاہ سلطنت کے محمود زمانہ کر رکھا۔ اور ہر شاہنامہ کے نسخے کے شروع میں آج بھی موجود ہے۔ خانقاہ بستان میں اس تصویر کے شاہنامہ کو بحساب فی اشتر فی خرید لیا اور زردی نے زردت بھی کیا لیکن وہ جو اس قدر مشہور ہو چکی تھی کہ تمام ہر کسی۔ اسی دوران میں اس نے دیا کہ خوش کرنے کیلئے بوسعت آئینی لکھی لیکن شاہنامہ کا ذکر کہاں۔ پھر عرصے کے بعد زردی کا خیال محمود کو بکھرا آیا اسی وقت وہ ہزار اشتریاں محمود میں

لیکن کیا جانتا ہے کہ ایک دروازہ سے طوس میں گرانیہا انعام داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے
زردی کا بشارہ نکلا۔ یہ نرم کسی لڑکی کو دنیا پا ہی لیکن لڑکی بھی آخر زردی کی تھی اس نے یہ تم لینے
انکار کر دیا۔ چنانچہ گور زطوس نے طوس میں ایک عالیشان کا دروازہ لکھ سلطان محمود میر کی۔

۲۔ عمر خیام المتوفی ۵۲۳ھ

عمر بخوبی متقدّمین

عمر خیام۔ اس کا نام تمام دربار کا نام ابرہیم تھا جو نیمہ دوزی کا کام کرتا تھا جس کی وجہ
خیام لقب ملا۔ پیشاپر وطن ہے وہاں اُسکے پاس کچھ جاگیر بھی تھی۔
خیام فلسفہ و حکمت میں اپنی سینا کا سرافوق و حدیث میں امام خواہاں اور علامہ زراں سمجھا جاتا
تھا۔ ایک مرتبہ کتب خانہ کتاب الشفاء میں وحدت و کثرت کی بحث دیکھتے دیکھتے اٹھا اور عشا
کی نماز پڑھی اور بعد میں یہ دعا کی کہ خداوند اچھے بگن تھا تجھے پہچانا۔ اب میری معرفت کہ کیا جانتا ہے کہ
یہی الفاظ زبان پر جاری تھے تو نفس غصہ سے ظاہر روح پر دوا کر گیا۔ اس کا نتیجہ دنیا میں
ہے خیام اگرچہ فلسفہ بخیرم، شعر ادب میں کمال رکھتا تھا مگر یہ عجیب بات ہے کہ اُنکی دائمی شہرت
نہایت باعیات کی وجہ سے ہے جن کی تعداد سلاخوں سے کہیں زیادہ یورپ نے کی۔ یورپ میں نظر
جیرارڈ کے انگریزی ترجمہ پر باعیات کی وجہ سے عمر خیام کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

مولانا شبلی کی سندرجہ ذیل رائے عمر خیام کی راہیوں کی بابت یاد رکھنے کے لائق ہے۔
"خیام کی راہیاں اگرچہ نیکو طبعی و خیرا بدلی ہیں لیکن سب کا تذکرہ ترک مرن چند
مضامین ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی و خورشیدی کی ترغیب۔ شراب کی تعریف و مسئلہ جبر
تو یہ و استغفار ان میں سے ایک ایک مضمون کو وہ موسود نہ لکھتا ہے لیکن ہر ذمہ اہل طبع
بدکر لکھتا ہے کہ مسئلہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی نئی چیز ہے۔"

۳۔ سعدی المتوفی ۱۲۹۱ھ (عہد تارا متیوین)

شیخ شرف الدین بن مصلح الدین عبد اللہ ان کے والد اسبابک سعد بن زنگی دلی شیراز ۱۱۹۵-۱۲۲۲ھ کے دربار سے تعلق رکھتے تھے۔ اسوجہ سے سعدی تخلص اختیار کیا ان کا سال ولادت غالباً ۱۲۵۵ھ ہے اور مولد شیراز ان کی تعلیم نظامیہ دارالعلوم بغداد میں ہوئی اور ابن جوزی سے حدیث کا درس لیا۔ ۳۰ برس طلب علم میں صرف کئے۔ تیس برس سیاحت اور تیس برس عبادات و ریاضات میں صرف کئے کہا جاتا ہے کہ پانچ اربعین شریفین کی زیارات سے بھی بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت شہاب الدین سرور دلی کے دست ختی پرست پر بہت کی۔ سیاحت کے دوران میں مولانا روم سے ملاقات کی۔ تاتاریہ حکومت کے دور گزرنے پر جیل الدین جوینی اور علاء الدین جوینی (جو دونوں بھائی تھے) شیخ کے بڑے مددگار تھے۔ آخر عمر شیخ نے کرشنہ نشینی اختیار کر لی۔ ۶۹۱ھ میں انتقال کیا۔ شیخ سعدی کا شمار عہد تارا میں سے مشہور ترین شعراء و صوفیوں میں سے ہے۔ شیخ کی تصانیف میں گلستاں بوستاں بہت مشہور ہیں گلستاں کا مجموعہ انصوار کے نزدیک نازی ادبیات کہیں نامیاب کتابوں میں شمار ہے۔ بوستاں اکیل خلاقی شہزادی ہے جس کی مادگی توصیف سے بالاتر ہے بلکہ سہل ممتنع کی نظم میں اگر شالی ہے تو یہ ہے زلفہ و اخلاق کے کل مسائل اس قدر خوش اسلوبی سے نظم کئے ہیں کہ زبانوں پر ضرب المثل ہو گئے ہیں۔

تصانیف و تطبیقات کا بھی یہ رنگ ہے کہ سوا عظیم و نصائح کا سرچشمہ بنے ہوئے ہیں اور لطف زد و نصائح خدا واد کا سپا نمونہ ہیں۔ اور اسے وقت کی درج سرائی بھی سمجھی کہی کی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ بجا آخر شمار سے ان کا دامن آلودہ نہیں ہے۔ غزل گوئی کو ترقی دینے والا بھی شیخ سعدی ہی ہیں۔ شیخ نے عربی تصانیف بھی لکھی ہیں اور ایک انتہرینہ نامہ بھی فارسی میں بچوں کے لئے نظم کیا ہے۔

۴۔ محمد قاسم ہندو شاہ المتوفی ۱۶۲۶ھ

(عہد علیہ)

ملا قاسم نام ہندو شاہ تہذیب ۱۵۵۲ھ میں مقام استرا (ازام) پیدا ہوا۔ ان کے زمانے میں

نظام شاہیوں کی وجہ سے احمد نگر (دکن) آ رہا تھا۔ ایران و عرب سے لوگ تلاش ماسٹن میں دہاں جایا کرتے تھے۔ مختار حاکم ہنوز سچہ ہی تھا کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسین نظام شاہ اول کے عہد میں احمد نگر پہنچ گیا۔ وہیں اُس نے قیلمِ حاکم کی جوان ہونے پر اُسے ترغیب نظام شاہ کی ملازمت مل گئی لیکن سرفارے میں جبکہ کسی معاملہ میں ایرانی لوگ دہاں سے شہرِ مدینہ کے گئے تو اُسے بھی احمد نگر چھوڑ کر بجپور جانا پڑا دہاں پہنچتے ہی وہ ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اُس نے علمِ طب پر اختصاصاتِ فاضلہ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ بادشاہ نے اس کے طرزِ تحریر کو پسند کر کے نیراس کا شوق مطالعہ و ترویج دیکھ کر ہندوستان کے عہدِ اسلامی کی تاریخ لکھنے کیلئے امر کیا۔ چنانچہ اُس نے یہ تصنیف بڑی تاریخِ درختہ کے نام سے شہرِ مدینہ میں شریع کر کے ۱۶۱۱ء میں ختم کی۔ اس میں محمود غزنوی سے لیکر تیرہویں صدی تک کے حالات درج ہیں اور ہندوستان کے علماء و فقہاء کا بھی ذکر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب میں بہت سی تاریخی غلطیاں ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مختار حاکم میں تاریخی تنقید کا ملک نہیں تھا۔ ابراہیم اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوستان میں اس سے پہلے یہی جامع تاریخ نہیں لکھی گئی۔ اس میں ۳۲۲ کتب تاریخ سے مدد لی گئی۔ اس کا طرزِ سادہ سلیس و تین اور تالیف ہے مصنف نے ۱۶۱۶ء میں انتقال کیا۔

۵۔ اورنگ زیب عالمگیر کی تاریخ

(مغلیہ عہدِ متاخرین)

اورنگ زیب عالمگیر - سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کا نام ہزار تاریخ ہند کے طالب علم کو معلوم ہے۔ وہ ایک جید عالمِ ادب و تہذیب کے تھے۔ رعایا کا لکھنے والے اُس کے خطوط کا ایک مختصر مجموعہ ہے اُس کے خطوط میں تہذیب کے طرز کی سی سادگی، سادگی، سلاست، استواری اور اختصار پایا جاتا ہے۔ روانی اور بے ساختگی کا یہ عالم ہے کہ اکثر متونوں پر کالمہ کا ذکر ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتخاب از گلستان سعدی

دیباچه

بیت ندانسته را عاقبت و دل بیک طاعتش موجب قربت است و بشکر اندیش
مزیارت - هر نفس که فرو میرود بخت عیادت است و چون بر می آید مفتحات
پس در هر نفسی دو نعمت موجود است و بر هر نعمتی شکر واجب است - بریت
از دست و زبان که بر آید که عهده شکرش بدر آید

قطعه

بنده مال به که ز تقصیر خویش سدر بدرگاه حسد آورد
ورنه سزاوار خداوندیش کس نتواند که بجای آورد

بار این رحمت بی حسابش همه جا سیده - و خوان نعمت بیانش همه
جا کشیده پرده ناموش بند گال گناه فاحش در روز قیامت روزی خطا
شکر بترو - قطعه

اسکری می که از خزانه غیب گزید و ترسای طاعتش نمود ازین

له شکر و احسان به لفظ اندر آید و دراز کند و ملک و رحمت و منعمه که باقی

بسم الله الرحمن الرحيم

ما کفایت کتب جلالتش بہ قصیر عبادت مترنند کہ عبادت نکندیم ترا حق عبادت
تو دو اصفان علیہ جالش تجیر مشرب کہ نہ دریا فیم ترا دریا فتنی تو۔
قطعه

گر کسی وصف او زمین پر رسد بیدل از بے نشان چہ گوید باز
ما شوقان کشتگان مشغولند بزیا در کشتگان آواز
یکے از صاحب دلاں سرسجیب مراقبہ فرد بردہ بود۔ در بحر مکاشفہ مشغول
شدہ۔ طے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محبان گفت ازیں ہوتاں
کہ بودی چہ تحفہ کراست کردی اصحاب را گفت سخا طر داشتہم کہ چوں
بدخت گل برسم دامن پرکنم ہدیہ اصحاب را۔ چوں برسیدم بے شکل
چنانم ست کہ وہ دامن از دست برنت۔ قطعه

اے مرغ سخن عشق ز پروانہ بیاموز کاں سوختہ را جاں شدہ آواز نیام
ایں مدعیان در طلبش یخچرانند کاں را کہ خورشید جرش باز نیام
قطعه

اے برتر از خیال و قیاس گلان دہم در ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
ذکر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما پہچان در اول وصف تو مانده ایم

در جبت الیفت کتاب

نیک شب تا ازل ایام گذشتہ میگردم و بد عمر تلف کردہ تاسف
اے گوشہ نشیناں اے صورت شکل تہ اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرنا اے اسرار الہی کا
دل بظاہر ہر روز اے اندیشہ نیک۔

مخورم و سنگلاخه دل را با لباس آب دیده می تعلیم - و این بیتها مناسب
حال خود می گفتم - مشغولی

هر دم از غم می رود و نفس
اے که پنجاه رفت و در خوابی
نخل آتش که رفت و کار ساخت
خواب نوسشین امداد گشیل
هر که آمد عمارت نو ساخت
و آن در گنجت بچین بود
یاد ناپا یاد دوست دارد
ماده چشیش آدمی شکم است
گر به بند و چنانکه شکم شاید
در کشاید چنانکه توان بست
چار طبع مخالفت و سرکش
گر سیکه ندر چار شد غالب
لاجرم مرد عاریت کایل
نیاسد و بد چون بی بایه مرد
برگ همیشه بگو و خویش فرست

چون بگم می کنم نشان در پی
مگر ایس پنج روز در یابی
کوس رحلت زنده با ساز ساخت
باز داد پیاده راز سبیل
رفت و منزل بگریه پرداخت
وین عمارت بسز برود کس
دوستی را نشاید این غدار
تا بد تیج می رود چه غم است
گو دل از عمر بر کند شاید
گر بشود از حیات دنیا دست
چند روزی که باند با هم خوش
جان شیرو بر آمد از غالب
نهند بر حیات دنیا دل
خدا کش آتش که گوسه بیاورد
کس نیاید و پس تو پیش فرست

لغت پهلوی معانی که مراد از راه گفته که چون بیرون شکی این اندر
که به راه گفته که آتش رنگ بار و شکر

عمر رنست و آفتاب تروز اندکے ماند و خواجہ غرہ ہنوز
 اے تھی دست رفتہ در بازار ترست پر نیادری دستار
 ہرکہ مزدوع خود خورد بخوید وقت خرمش خوشہ باید چید
 پند سعدی بگوشش دل شنو رہ چنین ست مرد باش و برد
 بعد از تامل ایں معنی مصلحت آں دیدم کہ در نشین عزت نشینم و
 دامن از صحبت نرا ہم چہیم بد و فزا گفتار ہاے پریشاں بشویم و بن
 بعد پریشاں بشویم۔

بیت

زباں بیدہ بچنے نشسته صتم و حکم بہ از کسے کہ نہ باشد ز بانہ اند حکم
 تا کیے از دوستان کہ در کجاوہ امیران بودے - دور جہرہ جلیس - ہر دم
 قدیم از دور آرد - چہ انکہ نشاط ملاعت کرد - و باطیہ عبت
 گشتو - جو ایش بگفتم و سرا از زانوے تعبید بر نہ گرفتہ بنجیدہ گمہ کرد - و

قطعہ

سکونت کہ امکان گفتار بہت بگواے برادر بطفت و خوشی
 کہ فزا چو پیک اجل در رسد بگمہ نروست - زباں در کشی
 کسے از متعلقان منش بر حسب واقعہ مطلع نمہ دانید کہ فلاں عزم
 کردہ است - ذہبت جزم کہ بقیت عمر متکلف نشیند و خاشاکی گزیند۔

لے خیر بیگیوں! جو کی سزائی تہ گوشہ تہ ہرادر گو گمانہ محل جو اونٹ پر ہوتی ہے شہ
 ہازی کردن تہ مزاج سہنی۔

تو نیز اگر توانی سرخوش گیر و بجا نیت پیش - گفتا بغزیت عظیم و صحبت
قدیم که دم بر نیارم و قدم بر ندارم گم آنکه که سخن گفته شود بنا و
مالوف و طریق معروف - که آذر دل و دستان جل است و کفایت
بیس سهل - خلافت راه صواب است و عکس راه اولی الالباب
دو الفقار علی در نیام و زبان سعدی در کام -

قطعه

زبان در دهان خردمند چیت - کلید در گنج صاحب هنر
چو در بسته باشد چه داند گیس - که جو هرزدشت یا پیله در

قطعه

اگر چه پیش خردمند خاموشی اول است - بوقت مصلحت آن به که در سخن پوشی
و در چیز طیر و عقل است دم فرو بستن - بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
نی جمله زبان از کمال است او در کشیدن قوت نه اشتهم - در دوسه از
مخافه است بگردانیدن مروت نه اشتهم - که یار موافق بود و محب صادق

بیت

چو جنگ آوری با کسی بر ستیز - که از دوسه گزیرت بود یا گمیز
بگم ضرورت سخن گفتن - و تفرج کنان بیرون رفتن - در فصل ربیع
که صورت بر آید میده بود - و آوان دولت در در میده

له یک - اچنی نه چو نه دو - عطاری کا سارن سولی اندر آبریشم و غیره و خسته کرنا هر سه
سکی نخت نه با هم کلام کرنا - بات چیت کرنا - نه دبه - نه گلاب

قطعه

اول ادوی بہشت ماہ جلالی بابل گویندہ بر منابر تضاہبان
 ہر گھل سرخ از نم او فتادہ لالی ہچم عرق بر عذار شاہ غضبان
 شہب را بہرستان با یکے از دوستان اتفاق مہبت افتاد موضع
 خوش و خرم و درختان دلکش و درہم گفتی کہ خرد وہ مینا بر خاکش ریختہ
 و عقد نر تیا از تاش آویختہ - قطعہ

آں چہ از لالہ ہائے دنگا دنگ دیں چہ از میوہ ہائے گوناگون
 باد در سایہ درختانش گسترایندہ فرش بوستملوں
 بادادان کہ خاطر باز آمدن بر رانے نشستن غالب آمد دیدمش
 دانے گل در میان و سنبل و ضمیراں فراہم آورده و آہنگ ریوج
 کردہ گفتم گل بوستان را چنانکہ دانی بقائے و عہد گلستان را وفا ئے
 نباشد و حکیمان گفتم اندر ہر چہ پناہ و لبثگی را نشاید - گفتا طریقی
 چیت - گفتم براے زہت ناظران و فہم حاضران کتاب گلستان
 تو انعم تصنیف کردن - کہ باد خزاں را بر ورق ادوست تطاول نباشد
 و گردش زمان عیش ربیش را بر طیش خریف مبدل نکند - قطعہ
 بچہ کار آیت ز گل - طبقہ از گلستان من بر درتے
 گل ہیں پنج روز شش باشد دیں گلستان ہمیشہ خوش باشد

لے جمع تعصیب بنی شاخ لے کسی جگر رات، گدازنا تہہ ریزہ یکہ نام یکہ بچول کا
 تہہ پاکیزگی تہہ کشادگی - تہہ ظلم تہہ تندی و تیزی -

حالتی که من این حکایت بگفتم دامن گل بر سخت - و در دامن آویخت
 که "صاحب کرم و قشیکه و عده کنند و قانایید" فصلی در همان و ز اتفاق
 بیاض افتاد - و حسن مباشرت و آداب محاورت و لباسی که سکمانرا
 بکار آید و مرسلاں را بلاغت افزاید فی الجمله هنوز از گلستان بقیته مانده
 بود که کتاب گلستان تمام شد -

باب اول در سیرت پادشاهان

احکامات پادشاه را شنیدم که بکشتن اسیر و اشارت
 کرد - بجای او را کی حالت نو میدی ملک را و دشنام دادن گرفت -
 و قطع گفتن - که گفته اند هر که دست از جلال بشوید هر چه در دل دارد
 بگوید - بیت -

وقت ضرورت چه رساند گریز دست بگیرد سرش مشیر تیز
 ملک یزید که چه میگوید - یکم از ذرا ای نیک مخبر گفت ای
 خداوندی گوید - انکاملین ای - و آنکه در خورند گانندم را و بخشد گانند
 تقصیر است را از مرد و خدا و دست میدارد و کوئی کنند گال را
 ملک را رحمت آرد و از سر بخون آرد و گذشته و بدید و دیگر که خدا و بود
 گفت - انبار جنس ما را نشاید در حضرت پادشاهان حُجَر بر استی سخن

گفتن۔ ایں ملک را دشنام داد و ناسزا گفت۔ ملک روسے ازیں سخن در ہم
کشد و گوشت آں دروغ کہ و سہے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازیں راست
کہ تو گفتی کہ روسے آں دروغ مصلحتی بود و بنا ہے ایں بر خبت و خیانتے
و خرمندہ الگفتہ اند۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فستہ انگیز۔

شعر

ہر کہ شہ آں کند کہ ادگوید حیف باشد کہ جز کو گوید
لطیفہ بر طاقی ایوان فریدوں نوشتہ بود مثنوی
جہاں اسے برادر نہاںد بجس دل اندر جہاں آفریں بندوبس
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت کہ بسیار کس چہ تو پرورد و کشت
چہ آہنگ ز متن کند جان پاک چہ بر تخت مردان چہ بر روسے خاک
۲۔ حکایت۔ کیے از ملک خراسان سلطان محمود سبکتگین اسخواب
دید کہ جملہ وجود اور سیمتہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچنان خوشنماں
ہیں گردید و نظر میکرد۔ سار حکما از نادانی آں خواب فرو ماند مگر
رویشے کہ بجا آوہ دو گفت بنور نگراںست کہ ملکش با گرہاںست۔

قطعہ

بس نامور بزمیں دمن کردہ اند کہ ہمیشہ بزمیں یک نشان نہ
آں پیرا شہد کہ سپروندیر گل خاکش چنان سجد و کزد و استخوان نہاند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعد از اگر چہ بے نہاند کہ نوشیروان نہاند
خیر کے کن لے فلاں غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نہاند

۳۰ حکایت - ملک زادہ را شنیدم کہ کوہ ماہ بود و حقیر و دیگر برادرش
 بلند و خوب روے - بارے پدر بکر است و استخار و روے نظر ہی کرد -
 پسر بفرست و استبصار بجائے آورد و گفت اسے پدر کوہ ماہ خرمند
 کہ نادان بلند - نہ ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر فقرہ گوہ سپند پاک
 یعنی حلال و پیل ناپاک ست یعنی مردار و حرام -

قطعہ

آں شنیدی کہ لاغر دانا گفت بارے با بلے زبہ
 اسے تازی اگر ضعیف بود ہیچاں از طویله خسربہ
 پدر بخندید - و ارکان دولت پسندیدند - و برادران بجاں برخیزند -

رباعی

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
 ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیت شاید کہ یلنگ خستہ باشد
 شنیدم کہ ملک برادران قرب دشمنے صوبے رود - چوں لشکر
 از ہر دو طرف روے در ہم آوردند - و قصد مبارزت کردند اول کسے
 کہ بمیدان در آمد آں پسر بود و گفت - قطعہ

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بنی یثیبن آں منم کاہر میان کث خوں منی سرے
 کاہک جنگ آورد بخون خویش بازی نیکند روز میراں را کنگہ بگریز و بخون لشکرے
 ای بگفت و بر سپاہ دشمن زد - دستے چند مردان کاہی را کشت -

۱۰ ناپند یگے لے دلیل و کتر جاننا لے پوشیدہ لے سخت لے میدان جنگ میں ظاہر ہونا -

چوں پیش پدر آمد زمین خدمت برپسید و گفت - قطعہ

اے کہ شخص منت حقیقہ نمود تا در شتی ہنر نہ پسندار می
اسب لا غریباں بکار آید روز سیدان نہ گاو پر و آری
آوردہ اند کہ سیاہ دشمن بسیار بود و ایناں اندک - و جامعے آہنگ
گریز کردند - پسر نعرہ برد و گفت - اے مردمان بکوشید تا جامہ
زناں نبوشید - سواران را بگفتن او تہوتہ زیادت گشت و بسکیار
حکمہ کردند - شنیدم کہ ہمدان روز بہ دشمن ظفر یافتند - پدر سر و چشم
را برپسید و در کنار گرفت - و ہر روز نظر پیش کرد - تا دلیعہ خویش کرد -
برادران حسد بردند - و ہر روز طعامش کہ دند خواہش از غرقہ بدید
در سبچہ برہم زد - پسر بفراست دریافت دست از طعام باز کشید و گفت
محالست کہ ہنرمندان بمیرند بے ہنراں جاے ایشان گیرند - شعر
کس نیاید زیر سایہ بوم در مہا از جہاں شود معدوم
پدر و ازین حال آگمی دادند - برادرانش را بخواند و گوشمال
بواجب داد - پس ہر یکہ را از اطراف بلا و حصہ معین کرد - تا فتنہ
فرشتہست از زراع برخاست - کہ وہ درویش در گلیکے بنچند دود
پادشاہ را تلخے بگنجد - قطعہ -

نیم ناٹے گر خورہ مرد خداے بزل درویشاں کتہ نیسے دگر

لے دبا لے پر مادہ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں بیل اور گھوڑے سردی اور گرمی سے حفاظت کیلئے
لکھے جاتے ہیں درہاں کھا نیکساں بھی رہتا ہے تلے بالا خانہ تلے ادب دنیا اور تہذہ کرنا -

بخت استلیم از بگیر و پادشاه همچنان در بند اقلیم دگر
 حکایت - طائفه دزدان عرب بر سر کوهی نشستند بود
 منفذ کاروان بسته - در عیت بلدان از مکائد ایشان مرعوب و لشکر
 سلطان مغلوب - بکلم آنکه ملازمی میخ از قتلہ کوهی گرفته بودند
 مجاور او اسے خود کرده - مدبران مالک آن طرف در دفع مضرت
 ایشان مشاوری کردند - که اگر این طائفه ہمیں نقش روزگار سے
 در دست نمایند متادست متنع گردد - منومی

در نیت که اکنون گرفتار پائے به نیروی شخصے بر آیدر جائے
 دگر همچنان روزگار سے ملی بگرد و نش از بیخ بر بنگسلی
 سرچشمه شاید گرفتار بیل چو بر شد نشاید گذشتن یہ پیل
 سخن بریں مقرر شد - کہ یکے تجسس ایشان بر گزاشند - و بخت
 بگاہ سیداشتند - تا وقتیکہ بر سر قوسے رانده بود - و مقام خالی
 مانده - تنے چند مردان واقعہ دیدہ جنگ از مودہ را بفرستادند -
 تا در شب جیل پنهان شدند - شبانگاہی کہ دزدان باز آمدند
 سفر کرده و غارت آورده سلاح از تن بکشادند - درخت غنیمت
 بنهادند - نخستین دشنے کہ بر سر ایشان تاخت آورد - خواب بود چند
 پاسته از شب بگذشت - شعر

قرص خورشید در سیاہی شد یونس اندر دبان مایہی شد

اے آئے جانے کار اے تہ جائے پناہ تہ طرح تہ سلائی تہ گھائی -

مردان دلاور از کیس گاہ بدر جستند - و دست یگان یگان بر کف
 بستند - بامداداں بدر گاہ ملک حاضر آوردند - ہمہ را بکشتن فرمود -
 آلفا تادراں میاں جوانے بود کہ میوہ عنفوان شبابش ز رسیدہ -
 و سبزو گلستان عذارش نو رسیدہ - یکے از وزیراں پاسے تخت ملک
 را بوسہ داد - و دوسے بشفاعت بر نہ میں نہاد - و گفت این پسر چہاں
 از باغ زندگانی بر بخورده است - و از رویان جوانی تمتع نیافتہ - توقع
 بکرم و اخلاق خداوندی آفت کہ بخشیدن خون او بر بندہ مست نہند -
 ملک روئے ازین سخن در بہم آورد - و ہدایتی را سے بلندش نیامد و گفت خود
 پر تو نیکاں بگیر و ہر کہ بنیادش بر است ، تربیت نا اہل اچوں گردگان برگزیدہ است
 نفس و بنیاد ایناں منقطع کردن اولی تر است - کہ آتش کشتن دگر
 گدازشتن - و انہی کشتن و سچہ اش نگاہداشتن بکار خردمندراں نیست -
 قطعہ

ابرگر آب زندگی بارو ہرگز از شاخ بیدر بخوری
 بازو مایہ رزگاری بسر کز بے بود یا شکر غوری
 وزیر این سخن بشنید - و طعنا ذکر ہا بہ پندید - و چرخ را سے ملک
 آفرین خواند - و گفت - ایچہ خداوند دام ملک فرمود میں حقیقت است -
 و مسئلہ بے جواب کہ اگر در صحبت آن ہواں تربیت یافتہ طینت
 ایشان نگرینتے - و یکے از ایشان شدہ ہے - اما بندہ امیدوار ہوں
 لہ آغاز ابتدا ہے اخلاط لطیفی انوشی کمہ بہرخت - مودت -

بمهرت صالحان تربیت پذیرد و خوش خرد منداں گیرد - که هنوز طفل
 و یرت بقی و عنا و آں قوم در نهاد او ممکن نشده - در حدیث است
 "هرزائیده زائیده می شود بر طریق اسلام و پدر و مادرش یهودی
 می کنند - اورا یا نصرانی یا مجوسی" **قطعه**
 پسر نوح بآبدان نبشت خاندان بتوش گم شد
 سگ اصحاب کعبه و نه چند سپه یکان گرفت مردم شد
 این گفت و طافه از نداسه ملک باادب شفاعت یار شدند تا
 ملک از سیر آزاد او در گذشت - و گفت - بخشیدم اگر چه مصلحت ندیدم -

رباعی

دانی که چه گفت زال با بیم گرد دشمن توان حقیر و بیچاره شمر
 دیدیم بے که آب سر چشمه نمود چون بشیر آرد شتر و بار میرو
 فی الجمله پسر را بنیاد نعمت بر آرد و نه - و استاد ادب را به
 تربیت او نصب کردند - تا سخن خطاب و در جواب و آداب
 خدمت مودتش داد و نهند - و در نظر بگنجان چندان آمد - بار سے ذریه
 از شما می آید و در حضرت سلطان شمس می گفت - که تربیت عاقلان
 در دانه کرده است - جمل قدیم از جبلت او بدر کرده - ملک را
 ازین سخن تبسم آمد و گفت - **بیت**
 عاقبت گرگ زاده گرگ شود گویا با آدی بزرگ شود

لئے افغانی و زید بن مہر کیا -

سال دو بریں بر آ مر۔ طائفہ ادب باش محلت در د پیرستند عقید
مرافقت بستند۔ تا بوقت فرصت وزیر را و هر دو پسرش
را بکشت۔ و نسبت به قیاس برداشت۔ در منامه دزدان
بجای پیربشت۔ و عاصی شد۔ ملک دست مختار بر نداں
سگر رفت و گفت۔

قطعه

شمیر نیک ز اہن ہر چوں کند کہے؟ ناکش تبر بیت نشود اے حکیم کس
باراں کہ در لطف طبعش خلافت نیست در باغ لاله زدید در شوره مجوم کس

قطعه

زمین شوره سنبل بر نیارو در تخم عمل ضائع مگر داں
نکوئی با بر اں کردن چاقفت کہ بدر کن بجای یک مرواں
۵۔ حکایت۔ سر بنگ زاده را دیدم بر در سراسر غلغله دیدم
کہ عقل و کیاست و فہم و فراست ز اند الوصف داشت۔ ہم از
عہد خردی آثار بزرگی در ناصیہ او پیدا۔ بیت

بالا سے سرش ز ہوشندی می تافت ستارہ بلند می

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد کہ جمال صورت و معنی داشت

و تہمند اں گفتہ اند تو بنگہ می بدل است نہ بال و بزرگی بخت

لیہ عاجزی و انوس سے اہل ملہ دانستہ کہ خوبی سے سردار و پیش رو شکوہ و فیر

بہینے پہاں سے ام بادشاہ۔

نه بال - انبای جنس او بر منصب از حد بردند و بختیست متهم کردند
در کشتن او سی بیفائده نمودند مصرع دشمن چه کند چه مریاں باشد
دوست - ملک پر سید که موجب نصیب ایناں در حق تو چیست گفت
در سایه دولت خداوندی دام ملکه بگناں را را حنی کردم بگو خود را
که ماضی نمی شوند الا بزدان نیست من دولت اقبال خداوندی باقی باد

قطعه

توانم آنکه نیاز آدم اندر دل کے خود را چه کنم کوز خود بر رخ درست
بیزا بر می آنست خود آئین بختیست که از مشقت او نه بزرگ توانی ست

قطعه

شربت شادان باز در خوا بستند مقبلان از وصال نعمت و چاه
عمر نه بنید بر ز مشقه چشم چشم آفتاب را چه گناه؟
راست نخواهی برای چشم چنان کور بهتر که آفتاب سیاه
۱۰ حکایت - یکے را از لک بجم حکایت کنند که دست تطاول
بر مال رعیت بچرا اند که ده بود و جو روایت آفتاب تا بجای که خلق
از کمال غلش بجاں بدقتند و از کمر بست جویش راه غربت گرفتند -
چون رعیت کم شد ارتفاع دلالت نقصان پذیرفت و خزینہ
توی ماند و دشمنان طمع کردند و زور آوردند قطعه

هر که فریاد رس روز مصیبت خواهد گوید ایام سلامت بچرا اندر دی کوش

لک گناه سے صاحبان آفتاب تا بچرا بگفتی -

بنده حلقه بگوش از نوازی برود لطف کن لطف که بگانه شود حلقه بگوش
 باره در مجلس او کتاب شاهنامه می خواندند ، در زوال ملک متحاکم
 و عهد فریدون ، وزیر ملک را بر سید که بیج توان دانستن که فریدون
 که گنج و چشم نداشت چگونه ملک بر او مقرر شد ؟ گفتا چنانکه شنیدی
 حلقه بر او تعصب گرد آورند و تقویت کردند ، پادشاهی یافت گفت
 ارے ملک چو گرد آمدن حلقه موجب پادشاهیت تو خلق را بر او
 چه پریشان بینی مگر سر پادشاهی کردن نداری فرو
 بان به که لشکر بجاں پروری که سلطان به لشکر کند سروری
 ملک گفت ، موجب نگر آمدن سپاه در عیت و لشکر چه باشد ؟
 گفت پادشاه را کم باید تا بدو گرد آید ، در جست تا در پناه
 و ولتش این نشیند ترا این چهره نیست شومی
 بکنده چو همیشه سلطانانی که نیاید ز گرگ چو پانی
 پادشاه چه که طریح اللعلم آنگونه پاسه دیوار ملک خویش بکنده
 ملک را پسند فرید تا هیچ موافق طبع نیامده چه ازین سخنش
 در چشمش دیده بندهاں فرستاد بیسه بر نیاید که بنی سخنان سلطان بنماز
 پادشاه است ، و بقا و است لشکر او استند و ملک پدر خواستند ، نوسه
 که از دست قحط آمدن این بجاں رسیده بدو نرسد چه پریشان شده
 بر ایشان گرد آورند و تقویت کردند تا ملک از تصرف این برود
 ! اما نام پادشاه بنیایک مرید و آگاه یعنی من غیر بنیایک پادشاه و مرید حلقه

رفت و بر آنان مقرر شد - قطعه

بادشاهے کور وادار دتم بزر دست
دست ازش روز سختی دشمن در دست
بار عیت صلح کنی ز جنگ خصم این شین
ز آنکه شاهنشاہ عادل رعیت لشکر آ

فرد

غم زیر دستاں بخور زینهار
تیرس از زبردستی روزگار
در حکایت - بادشاهے با غلام عجی در کشتی نشست، بزر غلام دیگر
در باندیدہ بود و محنت کشتی نیاز موده، مگر یہ ورا دی و در نہاد، از در
بر انداش افتاد، ملک را عیش از و منقض بود، چارہ ندانست، یکے
در آں کشتی بود، ملک را گفت، اگر فرماں وہی سن اور اب طریقے خامو
گر دایم، گفت غایت لطف و کرم باشد، بفرمود تا غلام را بر ریا
انداختند، چند تو بہت غوطہ خورد، از آں پس سوسیس گر فتنہ پیش
کشتی آورند و بدو دست و در مکان کشتی آویخت چوں بر آمد بگو نہ
نشست، و قرار یافت ملک را عجب آمد، پرسید کہ حکمت چہ بود؟
گفت از ادل محنت غرق شدن ندیدہ بود و قدر سلامت کشتی نہ
دانست، همچنین قدر عافیت کہے دانند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید، قطعه
لے سیرا ترانہاں جوین خوش نماید
مشتوق من است آنکہ بنزدیک تو نہایت
حوراں ہستی را در رخ بود اعراض
انہ روز خیال پس کہ اعراض بہشت است
در حکایت - یکے از کوکب نجم رنجور بود در حالت پیری و ایہ

لے شروع کی تہ و بنا کشتی تہ نام ایک عالم کا ہے جو در رخ اور بہشت کہے پہنچ میں ہے ۱۲

زندگانی قطع کردہ کہ سوار سے اذرو در آمد ، و بشارت داد کہ فلان قلعه
را بدولت خداوند بکشادیم و دشمنان اسیر آمدند و پادہ در عیت آن
طرح بجلگی مطیع فرماں گشتند ملک نفسے سرور بر آورد و گفت این مشرودہ
مرا نیست و دشنام راست یعنی وارثان مملکت - قطعہ
دریں امید بر شد در پیغ اعر عزیز کہ آسپہ در دلم است از دم فراز آید
امید بہ بر آمد دے چہ فائدہ ہذا آنکہ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید
قطعہ

کوس رحلت بکونت دست اہل اسے دو چشم و داغ سر بکشید
اسے کف دست و ساعد و بازو ہمت تو دے بج یک دیگر بکشید
بر من آؤ فتادہ دشمن کام آخر اسے دوستان گز بکشید
روزگارم بشد بہ نادانی من نہ کردم - شما عذر بکشید
۹ - حکایت - ہر زرا گفتند از وزیراں پدر چہ خطا دیدی کہ
بند فرمودی گفت گنا ہے معلوم نہ کردم - لیکن بہ یقین دانستم
کہ ہا بے من در دل ایشان بیکراست و بر عہد من اعتماد کلی نہ اند
ترسم کہ از ہم گزند خویش آہنگست ہلاک من کنند ، پس قول حکما را
کار کہتم کہ گفتہ اند - قطعہ
ازاں کہ تو ترسد ترس لے حکم ! دیگر با چہ قصد بر آئی یہ جنگ
ازاں مار بر پاسے راعی زند کہ تو سرش را بکوبد بنگ

لے نگاہ لے زحمت پدر و کردن تے ختم ہوگی لے خون شہ قصد

نه بینی که چو گر به عاجز شود بر آرد پشنگال چشم پلنگ
 ۱۰- حکایت - ببالین تربت یحیی پیغمبر علیه السلام همگفت بودم
 در جامع دمشق که یک از ملوک عرب - که به بے انصافی منسوب بود
 در آید و نماز و عاکر و در حاجت خواست -

بیت

در پیش و غنی بنده این خاک دزد آید آنکه غنی تر اند محتاج تر اند
 آنگاه مرا گفت - از آنجا که هست درویشان است و صحت
 معالیه ایشان توجه خاطری همراه من نکنید - سر از دشنی صلب در دنیا کم
 گفتمش بر رعیت ضعیف رحمت کن تا از دشمن قوی رحمت نه بینی -

نظم

برازوان تواناد قوت سر و دست خطاست پیچ بسکین از توایع شکست
 نه سید آنکه بر افتادگان بیخناید که گرز پاسه در آید پیش بیکر دست
 هر آنکه شخم بری کشت چشم نمکی داشت دماغ بید و پیشت در خیال بطل بست
 رگوش پنبه بردن آید و او خلق بزرگ تو می تدبیر داد روز و ادب هر دست

مثنوی

نبی آدم اعضا که یکدیگر گیراند که در آفرینش نزدیک جوهر اند
 جز عضو به بر و آرد و روزگار دگر عضو را را نمساند قرار

له لفریشن کھادار

تو که محنت دیگران بے غمی نشاید که نامست نهسته آردی
 ۱۱ حکایت - در رویشے سجائب الدعوات در بغداد پدید آمدن حاج
 بن یوسف را خبر کردند - بخواندش گفت ، دعا کے خیر سے بر من کن !
 ۲ گفت خدا یا چنانش بستاناں ! گفت از ہر خدا ایں چه دعا مست ۹
 گفت ایں دعا کے خیر است ترا و چنانہ سلطانان را غنوی

اے زبردست زبردست آزار گرم تاکے باندا ایں با زار ؟
 بچہ کار آیدت بجاں داری مردت بہ کہ مردم آزار سی
 ۱۲ حکایت - یکے از لوک بے انصاف پادسا کے را پوسید کہ
 کہ ام عبادت فاضل ترست ؟ گفت ترا خواب نیم روز تا در اں
 یک نفس خلق را نیاز داری - قطعہ

ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز گفتم ایں نعمت است خوابش برود بہ
 دانکہ خوابش بہتر از بیدار است اس چناں بد زندگانی مردہ بہ
 ۱۳ حکایت - یکے را از لوک شنیدم کہ شبہ در عشرت روز
 سرودہ بود و در پایان مسمی گفت ، بیعت -

اے ایچاں خوشتر از ایں یکیم نیست سز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست
 در رویشے بر منہ بسرمانختہ بود - گفت -

بیعت

اے آئکہ باقبال تو در عالم نیست گیرم کہ غمت نیست غم با ہم نیست

لافتی دعا اندہ ذرا کآن در گاہ ین قبول ہوئے حاج بن یوسف ایک طرما عالم داکم تھا ۱۲

ملک را خوش آمد، صخره هزار دنیا را از روزن بیرون کرد، و گفت
 و امن بدار ای درویش، گفت، و امن از کجا آرم؟
 که جامه ندادم. ملک را بر ضعف حال او رحمت زیادت شد.
 و خلعت بر آن مزید کرد و پیش درویش فرستاد. درویش آن نقد
 جنس را باندک مدت بخورد و پریشان گرد و باز آمد.

بیت

قرار در کعبه از ادکان نگیرد مال نه صبر در دل عاشق نه آب در غریب
 در حالتی که ملک را پرورای او نبود. حال بگفتند. بهم راست
 درویش از در کشید. و از اینجا گفته اند اصحاب نطنت و محبت
 که از حدت و صولت پادشاهان بر خدو باید برون. که غالب همیشه
 به نظرات امور مملکت متعلق باشد و تحمل اثر دحام عوام نکنند.

مثنوی

حراش بود نعمت پادشاه سر بهنگام فرصت ندارد و نگاه
 بجال سخن تا نه بینی ز پیش به پیوده گفتن مبرق در خویش
 گفت. این گدای شوخ سبزه را که چندین نعمت باندک مدت
 بر انداخت بر ایند که خزینة بیت المال لقمه مساکین است نه طوره
 اخوان الشیاطین. بیت
 ایست که روز روشن شمع کافوری نهد زود بینی کش بشب روغن نبات شود چراغ

لے میان جبرادیه رکھا جانا ہے لقمہ چینی لے غصہ ہوا لقمہ تیزی سے دہشت منظر کھنچے۔

یکے از در اسے نا صح گفت ، اے خداوند مصلحت آل می بینم کہ چنان
کساں را وجہ کفایت بقادرین مجری دادند تا در نفقہ اسرا نہ کنند
اما آنچه فرمودی از زجر و منع مناسب از باب ہمت نیست . یکے را بلفظ
امید دار گردانیدن و باز بنو میدی خستہ کردن - بیت
برئے خود در طاع باز نتوان کرد چو باز شد بدشمنی فراز نتوان کرد

قطعه

کس نہ بیند کہ تشنگان جاز برب آب شور گرد آیند
ہر کجا چشمہ بود شیریں مردم و مرغ و مور گرد آیند
۴۱ - حکایت - یکے از پادشاہان پیشین در رعایت ملکستہ تی
سکرت و لشکر بہ سختی داشتہ ، لا جرم دشمنی صعب روئے نمود ہمہ پیشانیہ او
مثنوی

چو دارند گنج از سیاہی درین در پنج آیدش دست بردن بہ تیغ
چہ مردی کند در صف کارزار کہ دشمن تہی باشد و کارزار
یکے از آنال کہ غدر کردند با من دوستی بود ، ملاست کردم و گفتم
دوست ، و بے پاس و سفلہ و تاحق شناس کہ باندک تفر حال
از محمد دم قدیم برگردو - و حقوق نعمت سالیان در نور دو - گفت اگر
بگویم معذور داری - شاید کہ ایسم بے جرم بود ، و نمد ز نیم بگرد سلطان
کہ بذر با سیاہی بخیلی کند باد بسرجہ انردی نتوان کرد -

لے کون تہ بجاگ گئے تہ زار ضیف و جوار

بیست

ز دیده مرد سپاسی را تا سر برد
دگرش زردی می سرشته بند در عالم
۱۵۰ حکایت - یکبار از دزدان معزول شده بجلقه درویشان در
آمد. و برکت صحبت ایشان در دوسه سرایت کرد. و جمیع خاطرش
دست داد ملک بار و گر باو دست دل خوش کرد و غل فرمود. قبولش زیاده
و گفت معزول بی که مشغولی - مشغولی

۳ تا آنکه بخیج مافیت نبشتند دندان سگ و دوان مردم بسته
کافد بریدند و تلم بشکستند و دست و زبان حرف گیران شدند
ملک گفت - هر آینه بار آخر و مندی کافی باید که تدبیر ملک را نشاید
گفت نشان خردمند کافی آنست که بچنین کار با تن درند.

بیست

هائیکه بر همه مرغای زان شرف اند که استخوان خور و طایر سینه یازار و
مثل سیاه گوش را گفتند - ترا ملازمست شیر بچه. چه اختیار اند تبار
گفت تا فضل صیدش میخورد و از شر و شنای در پناه صولتش
زندگانی می کند. گفتندش اکنون که بطل حایش بر آمدی و بشکر
نعمتش اعتراف کردی - چرا نزدیک تر نیایی - ابوجهل فاضالت در
آمد و از بندگان خلاصت شمار و گفت - از بطش من در سه بچنان است.

ہمیت

اگر صد سال گزرا آتش منہ سرد
اگر ایک دم دروانتد بسوزد
انتہ کہ، نیم حضرت سلطان را در بیاورد
یا شد کہ سر و دہکند
گفتہ اند از تین طبع پادشاہان بر خرد
یا بدوان کہ دشتی بسلا
بر خیزد و دیگر وقت بر شامے خلعت و ہند
و گفتہ اند ظرافت بسیار

ہنرمندان است و عیب یکساں، ہمیت

تو بر سر ز خویشتن باشی دو قار
بازی و ظرافت، بہ نایاب گدار
۱۶- شکایت شبی از رفیقان شکایت روزگار
نا سعاد جنر و

من آرد کہ کفاف اندک دارم و عیال بسیار
و طاقت با خاقانی
کہم و بار بار و لم آکہم با قلیہ
و شجر نقل کہم ہزار آبی صورت کہ
زندگانی کہم کہ را بر یک و چہ من اطلاع نہ باشد
و عیال

بہر سوز خائب گشتی گفت کہ گیت
بس جال بلب آ کہ ہو کہ گیت
باز تو را شہا ابدار و در شہم کہ بطنہ
و آغا کہ من بخشد و تو

مرا از حق عیال بر سرم مروست
حق گفت و گویند و طالع
ہیں آں بہ ہمت را کہ ہرگز
نخواہد و درویشی کیست

کہ آسانی گزیند خویشتن را
زن و فرزند و گیزار و بہ سختی
و درین علم محاسبت چنان کہ سلوم ست
چیز سے دانم اگر سواہ شہا

شعبہ سہیل شب کہ موجب جیت
خاطر با شد بقیست عمر از عہد
نہ یمن بوس عادت کہ گمان

شکراں بیروں آمنہ خواجہ گفتہ اعلیٰ بادشاہ اسے برادر و وطن
دور و امینان و بیم جان و خلافت کے خرمندان باخدا بدیں

امید در آن بیم افتادن - بیت

گفت: ایس موافق حال من گفتی، وجواب سوال من نیاوردی
یا به تشویش و غصه راضی شوی یا جگر بند پیش راضی به
سکس نیا بدینجامد و رویش که خراج زمین و باغ بدهد

نشینده که هر که نیت از دستش از جهان است باز و بیست
راستی موجب چنانچه خداست کس ندیدم که گم شده از راه راست
نگاه گویند که چهار کس از چهار کس بجای برنخند حرامی از سلطان
دزد و از پاسبان و فاسق از غلام و درویش از محتسب آنکه حساب پاک است
از محاسبه چه پاک است

16

مکن فراخ روی و دل اگر خواهی که روزی تو باشد جال و تنگی
 تو یک باشی برادر برادر و کمر یک بند جانک ما یک گلازان بر تنگی
 گفتم حکایت رو با سپهر مناسب حال است که دیدنش سگر زاری و
 سخنو بشن انسان و خیران که گفتش چه آفت است که موجب خافت است
 گفت شنیده ام که شیر را بجزیره بگیرند و کنند اسب سفید آترا با شیر می
 مناسب است و داد را با نوید مشابست گفت خاموش اگر حسودان

۵۵: مردی که غماز عیب جو است و کجای از آن فاحشه او بکار کشد در جوت الله با شوم نمایی بخار
شماره: ۱۰۰ -

بعرض گویند که این ہم بچه شیر است و گرفتار ایم سرگرم تعلیم من دارد
 که تا تفتیش حال من کند و تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده
 شود و ترا همچین فضل ست و دیانت و تقوی و امانت ، لیکن تحتانی و کین
 اند و مدعیان گزشتن اگر آنچه حق سیرت است بخلاف آن تقریر کنند
 و در عرض خطاب پادشاه آئی در آن حالت که مجال مخالفت باشد پس
 مصلحت آن می بینم که ملک فضاغت را حراست کنی - و ترک ریاست گوی -

بیت

بدریا در منافع بے شمار است اگر خواهی سلامت بر کنار است
 ز نیت این سخن بشنید و بهم بر آید - در دگر از حکایت من در هم کشید -
 و سخن ز بخش آینه گفتن گرفت که این چه عقل و کفایت است و نیم و
 درایت ؟ قول حکما درست آمد که گفته اند - دوستان در زندان بکار آید
 که بر سفره همه دشمنان دوست نمایند - **قطعه**

دوست شمار آنکه در نعمت زند - لاف یاری و بر آید و خواندگی
 دوست آن دلم که گیریزست دوست در پریشان حالی و در ماندگی
 دیدم که تغییری شود - نصیحت من بفرض می شنود - نزدیک صاحب دیوان
 ز تم بانه معرفتی که در میان ما بود و صورت حالش بگفتم و اطمینان
 استحقاقش بیان کردم تا بکار من مختصر تر نصب کردند چند سب برین برآمد
 لطف طبعش را بدیدند - و حسن تدبیرش را بدیدند - **کام شش**

ای منتان عیبه غرضی - در خوان تم دعای که من بولا بمائی که کبری - و تر
 برادر -

از آن دو گذشت و بر تبه و الا ترازان میگویند که پنجاه نفر سوارش در
 ترقی بود. تا با و بیج ادا شد بر سید و مقرب حضرت سلطان و مستد سلیه
 گشت. در سلامت حالش شادمانی کردیم و غنیمت بیت
 ز کلاهش عیندیش و دل شکسته دارم که آب چینه جوان وین با کیمیت
 و بیک

نیز یارش از گدازانم که معبر تلخ است و لیکن بر شیرین دارد و
 آب تربت مرا با طافه یاران و توفیق سفر افسا و چون از تو یارست
 که از آدم میگوید هنرم است سوال کرد و ظاهر حال تو را دیدیم و چنان
 در بیابان تو و بیابان لغت چه حالتی با گشت آسجی نامه تو لغتی جان فله
 در روزی در میانم در بیابان کرد و ملک دام بکنه ادر گشت حقیقت آن
 و نصفا فرمود و یاران قدیم و دوستان حیم از کلمه حق خاموش شدند
 با حبت و میرزا اموشش کردند - قطعه -

چیزی که پیشش خود از مند جهان شائش کنان و سست بر بر بند
 اگر روزگار شاد در آوردن پاست همه حالش پاست بر سر اسند
 نیا بجه از انواع عقوبت گرفتار شدم و نادری منته که مرده سلا
 جهان بر سید از بند گرانم خلاص کرد و ملک سر و سرم خاص کرد و گفتم
 در آن نوبت اشارت سن قبولیت نیامد که گفتم عمل پا و شایان چو سطر
 در یاست خطر ناک و سودمند یا بکج بر گیری یا در ملاحظه میری -

ایه تفریش - توجه کرانه سینر پاره و کهن بعضی حجه عظیم کیل میل به سن ظاهر کردار

یاد بهر دوست کند خواجہ در کسب و
مصلحت ندیدم ازین بیش زویش در ویش را بلامنت نریشیدن و
بسک بر جرات پاشیدن برین کلمہ اختصار کردم قطعہ

ندانتی کہ بینی بند بر پائے
زگرہ گر نداری طاقت نیش
۱- حکایت ملک زادہ گنج فرادان از پدر میراث یافت و دست
کرم بکشاد و داد و سخاوت بہ داد و نیت بیدین بر سپاہ و رعیت بخشید -

قطعہ

نیایا بد مشام از طبع از حد و بر آتش نه که چون غلغله بهر سو می رود
بزرگی بایست بخشندگی کنی که دانه تانقشانی نه در ده
یکه از جلائے بهر بهر فصاحتش آواز که در که کوکبش بهر سو می رود
نه بهر را بسی از دروغه اند بر آئے مصطفی هتاده - و سینه از کبریا ستود
که ماه که که واقعا در پیش است و دشمنان از پس بنایید که بود
باجت درانی قطع

اگر گنجی کن بر کامیاں بخش
سود سود زید ترا جبر و دزد

کسانده روئے از پرده مخفی
و می افق طلعت نیاید و مراد

بخت غریب چو صد و پنجاهین خورشید و یغوی چیزش می جا آید بیست سیاه بنگه کز این
خوشه وار نظر .

زجر فرمود. و گفت: خداوند تعالیٰ مرا ملک این مملکت گردانیده است
تا بخورم و بنوشم. نه پاسبان که نگهدارم.

بیت

تا در اول ملک شد که چنانچه گنج داشت نوشیروان نمرود که نامش نیکو داشت
۱۹- حکایت - آورده اند که نوشیروان عادل را در شکا گله

صد ساله کتاب میگرداند و نمک بود غلامی را بچو شاد و امیدند. تا
نیمه آمد. و نوشیروان گفت: نمک بقیمت بتان مار می خورد. و
و نه خراب نشود گفت: ازین تدریج عقل نراید؟ گفت: بنیاد ظلم اند
چنان اول اندک بوده است و هر کس که آمد بر آن مزید کرد تا بدین بیت
رسید. - قطعه

آرزو باغ رحمت ملک خود رسیدی برآوردی در غلامان او در خفت ازین
پیرایه بیضه که سلطان تمرد داد او ازین لشکر یا نش هزار مرغ استیخ

باب دوم در اخلاق و ریشاں

۱- حکایت - یکی از بزرگان گفت: پارسای را چه گوئی در
حق فلاں عابد که دیگران در حق دس لطفه سخنها گفته اند گفت:
بر ظاهرش عیب نمی بینم و در باطنش غیب نمی دانم.

له روتا گادان

قطعه

هرگز ا جاسد بار سابی بار سادان دیک مرد انکار
 دزدانی که در نهانش چیت تختب را درون خانه چه کار
 حکایت - درویش را دیدم که سر بر آستین کشیده
 دینا لید و سگفت که یا غفور یا رحیم تو دانی که از ظلم و جور چه آید

قطعه

عذر تقصیر نه دست آوردم که ندارم بطاعت انتظار
 ماهیان از گشتن را که کنند عارفان از عبادت استنظار
 عابدان جزای طاعت خواهند باز گماناں بهای بضاعه بین
 بنده امید آورده ام نه طاعت بدر یوزه آورده ام نه تجارت - فقره
 بکن با من آنچه که توانی سزاوار آن و آن کرم در حرم است بیت
 مگر گشتی در حرم بخشی دوست و مریکشان بنده را فراوان باشد هر چه توانی برانم

قطعه

بر در کعبه سائے دیدیم که همی گفت و میگریسته خوشن
 من نگویم که طاعتم پسندیدم قلم غفور بر گنا هم کش

قطعه

خلق در ملک خدا که از همه بختی باشد صاحبان خود را بگیرد که باز نمانم
 مگر کسی را علی هست و امید دارد ما که ایم درین ملک نه باز گانیم
 احببنایت تمکارت نه بنایت نادان مگر گدائی

۳۴ حکایت - دزدے بخائے پارسائے در آید چند آنکه طلب کرد
چیزے نیافت دل تنگ شد پارسا را خبر شد گلیے کہ بر آن فخته بود
در راه دزدانداخت تا محروم نشود - قطعہ

شنیدم کہ مردانِ راه حسد ا
دل دشمنان را نکرد بدستِ گ
ترا کیے میر شود این مقام
کہ باد و شانت خلافت و جنگ
مردانِ اہل صفایہ در دے و چہ در تفتان چنان کز پست عیب
گیرند و پشت میرند - نظم

در برابرِ جو گوشت پند بکنم
در تفتانِ چو گدگِ مردمِ خوار
ہر عیب و گراں پیش تو آورده نمود
بے گماں عیب تو پیش آراں خواہد بود
۳۵ حکایت - تنے چند از روزندگان متفق در میانہ شد بلو دہ
و شریک رنج و راحت خواستم کہ مرا نصیب کنم ہوا نصیب نکرد و نہ
گفتم این از کرم اخلاق بزرگان بدیع است - دورے از مصاحبت
رویشال بگھر و انیدن - وفادارہ در بے داشتن کہ من و نفس خویش
این قدر عزت و مروت ہی شناسم کہ در خدمت مردانِ بادشاہ را تنم
نہ بار خاطر -

سینہ ازاں میاں گفت اذیں سخن کہ شنیدی دل تنگ دار - کہ
دیں روز باد دے سے بدورت درویشان بر آیدہ بود - خود را در سلک
صحبتیہ مانتہ ظلم کہ در -

۳۶ مرتبہ دورے دہی بچت تہ ہزار ہوا کہ عیب نامہ سے منشی نے پانک

شعری
چه دانند مردم که در جامه کیت نویسنده دانند که در نامه چیت
از آسبنا که سلامت حال درویشان است - گمان فضلش نبردند
و بیاری قبولش کردند -

مثنوی

صورت حال عازنان دلن است این قدر بس چو روئے دختی است
در عمل کوش و هر چه خواهی پوش تاج بر سر نه و علم بر دوش
در قزاق کند مرد باید بود بر غنث سلاح جنگا چه سود
روزے تابش رفته بودیم - و شبانگه در پای هماره خفته که
دروازه توفیق ابرق رفیق برداشت - که بطارت می رود و بفارت
میرفت - فرو

پادشاهین که خسته در بر کرد . جامه کعبه را جصل خر کرد
چند آنکه از نظر درویشان غائب شد - بر جبه بر رفته در سج
باز دید - تا روز روشن شد - آن تاریک بود مبلغ راه رفته بود -
در فغان بی گناه خفته - با مدادان همه را بقلعه در آورند - و بنشیند
دور ز مدان کردند - از آن تاریک ترک صحبت گفتیم و طریق عزت
گرفتیم که سلامتی در تنهایی است - قطعه
چو از قوسه یک پیداشی کرد نه که از منزلت ماند نه می را

نه گذری که جز اولائی می پناه جاما ہے کہ چو کہ خور چھاٹا ہے بزرگ بڑا

نی مینی کہ گاوے در علق زار بیالاید ہمہ گادان وہ را
گفتم پاس دمت خدا سے عزوجل را کہ از خواہد درویشاں
مردم نانوم اگر چه بصورت از صحبت جدا افتادم بریں حکایت کہ
گفتی مستغنی گشتم و اشال مرا ہمہ عمر این نصیحت بکار آید۔ شنوئی
بیک ناز آتشیدہ در مجلس بر بند دل بہ شمشداں بے
اگر برکت پر کنند از گلاب گئے دروے افتد خود بخواب
۵۔ حکایت۔ در جات بلبک و تے کلمہ بھی گفتم بطریق و عطف

باجائے افسردہ دل مردہ راہ از عالم صورت بہالم منی بردہ۔ دیدم
کہ نفسم درنی گیرد۔ و آتشم در ہیزم براثر نہی کنند۔ درین آدم
تریت سوراں۔ و آئینہ در علق کورال۔ و لیکن دینی باز بود۔ و سلسلہ
سخن دراز در منی این آیت کہ "ما نزدیک تریم بسوئے آدمی از گ
گردن" سخن بجائے رسانیدہ بودم کہ می گفتم۔ قطعہ

دست نزدیک تر از من بہ است دین عجب تر کہ من ازوے دورم
چہ کنم با کہ تو اں گفت کہ او در کنار من د من مجبورم
من از شراب این سخن مست بودم۔ و فضائل تدج در دست۔ کہ
روندہ بہ کنار مجلس گذر کرد۔ و دروید آخر دروے اثر۔ نعرہ برد کہ دیگران
بہوافتد وے در خروش آمدند۔ و خادمان مجلس در جوش گفتم بولانی نشر۔
دوران با خبر در حضور۔ و نزدیکان بہک بہیچر دور۔

۱۔ چہ گاہ ہمہ بے ادب۔ بہ تیز گویان و نامزدان شہ چارپایہ شکار اوٹ بگذازد۔ (گدا)۔
تہہ پس ماندہ

قطعه

فہم سخن چوں بکنند مستی تو بہ طبع از مشکلم مجوے
فحوت میدان ارادت بیار تا ز بند درد سخن گوے گوے

باب سوم در فضیلت قناعت

۱۔ حکایت - خواجه بندہ مغربی در صفت بزازان طلب میگفت اے
خداوندان نعمت اگر شمار انصاف بودے و اما قناعت ہم سوال

از جہاں برخاستے۔ قطعہ علی امیر بندہ
اے قناعت تو انگر مگردان کہ در اے تو بیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمان است ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

۲۔ حکایت - دو امیر زادہ در مصر بودند کہ علم آموخت و دیگر
مال اندوخت با قیمت الاموال علامہ گشت و آل دیگر عزیز مصر
شد پس ایں تو بگز چشم حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتے من
بسلطنت رسیدم و ایں همچنان در مسکنت ماند گفت اے برادر شکر
نعمت باری عز اسمہ همچنان برین افزودن تراست کہ میراث پتیراں
یا فتم یعنی علم و ترا میراث فرعون و بامان رسیدہ یعنی ملک مصر۔

منوی

من آل محمد کہ در پایم بالند نہ ز بزم کہ از نیشم بالند
دلہ گشادگی۔

کجا خود شکوای نعمت گزارم که ز در مردم آزاری ندارم
 هم حکایت درویش را شنیدم که در آتش فاقه می سوخت و
 خرقه بخرقه میدوخت و بسکین خاطر خود را میگفت شعر
 بنان خشک فاعلت کیم و جانم دلق کز آدا که رنج محنت خود به که با منت خلق
 آنکه گفتش چه بینی که فلاں درین شهر طبعی کریم دارد و کریم عیلم میانی
 بنحمت آزادگان بسته و بر در و لمانست اگر برصوبت حالت چنانکه
 هست و قنوت یا بد پاس خاطر عزیزاں داشتن منت دارد و عنایت
 شمار و گفت خاموش که در پیشی مردن به که حاجت پیش کسے برون.

قطعه

هم رفته و رفتن به دلازم کنج صبر که بهر جامه رفته بزخا جگال نشت
 حاکم با عقوبت و درخ برارست زفن با کروی همایه در بهشت
 حکایت برنجی را گفت دست چه میخواهد گفت آنکه دلم چینه
 نخواهد شعر
 سده چو بر گشت شکم در دغا ست سودمندار و نه اسباب راست
 حکایت بازگانے را دیدم که صد و پنجاه شتر بار داشت
 و بیل بند و خدنگار می شے در جزیره کش مرا بکجھه خویش بر و به شب
 میار سید از سخنانے پریشان گفتن که فلاں آبنام تبرکاتان ست
 و فلاں بضاعت هندوستان داین قبالة فلاں زمین است و
 له کرکه بنی نذر دانه آینه او را لازم کر لینا سه شریک دینا.

فلاں چیز را فلاں کس ضمیمہ است۔ دگاہ گفتے کہ خاطر اسکندر یہ دارم
 کہ ہوا بیش خوش است۔ باز گفتے کہ دریا سے مغرب بخوش است۔
 سعد یا سفر سے دیگر در پیش است۔ اگر آں کردہ شود بقیہ عمر خویش
 بگوشت و خیشیم و تناعت کنم۔ گفتم آں کد ام سفر است گفت گو گم و
 پاری تو اہم بردن بچیں۔ کہ شنیدم قیمتے عظیم دارد۔ و از آنجا کاسہ
 چینی بردم اہم۔ و دیباغے زوی ہند۔ و پولاد ہندی بکلب۔ و آہنگینہ
 حلبی بہ بین۔ و بڑویمانی بیاس۔ و ازاں پس ترک سفر کنم۔ وہ دکانے
 نبشیم۔ انصاف ازین ماخولیا۔ چنداں فروگفت کہ بیش طاقت گفتش
 نمائے گفت اے سدی تو ہم نئے بگوے از اہنا کہ دیدہ و شنیدہ نگفتم۔

قطعہ

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور باد سالارے بقیہ از ستور
 گفت چٹم بنگ دنیا دار را یا تناعت پر کند یا خاک گور
 ۱۔ حکایت۔ مالدارے را شنیدم کہ بہ بھل اندر چناں مروت
 بود کہ حاتم طائی بکرم۔ ظاہر حالش نبشت و نیا آراست۔ و حشہ نفس
 بجلی ہچناں در دے شکم۔ تا بجائے رسید کہ تاسے از دست
 بکاشے اندازے۔ و گر بے ابوہریرہ را بلقمہ نہوائے۔ و گاہ اصحاب کہف را
 استخوانے نینداختے۔ فی الجملہ خانہ اور اکس ندیدے در کشادہ و سفر

اور اسے۔

لے غام۔

ہیت

درویش بجز بوسے طعناش نشیدے مرغِ اذہبے مان خوردنِ وزیرِ ہندے
 شنیدم کہ بدایا کے مغربِ راہِ مصر پیش گرفتہ بود و خیالِ فرختنی در سر
 باوے مخالفتِ کشتی برآمد چنانکہ گویند۔ فرو
 ہا طبعِ ملوت چہ کند ول کہ نسا از فرجِ فرط ہمہ دستے بنورِ لائقِ کشتی
 دستِ دعا بر آورد۔ و فریادِ بیچارہ خواندنِ گرفتِ شعر
 دستِ تصرع چہ سود بندہ محتاجِ را وقتِ دعا بر خدا وقتِ کرم در نبل
 قطعہ

ا از رو سیم دا حقہ برساں خیزتن ہم تنے برگیر
 وانکہ این رخا از تو خواہد ماند خستے از سیم و خستے از زگیر
 کورہ اندکہ در مصر اقارب درویش داشت۔ بداند ہلکے سے
 پخت۔ الی اد تو انکہ گزند۔ جاہا کے کہن ہرگز اود بدیدند۔ و خیر
 و میاطی ہو ص آں بریدند۔ ہمدان ہفتہ یکے را دیدم از ایشان بباد
 پائے سوار رواں۔ و غلامِ پیری پیکر در پے اودواں۔ قطعہ
 وہ کہ گر مردہ باز گردیدے بسرے تبیلہ نہ پید
 رد میراثِ سخت تر بودے واثاں را از مرگِ خویشاوند
 بسا بقہ معرفتیکہ در میان باو آستینش گرفتہ و گفتم ہیت۔
 بخورائے نیک سیرست سوارو کالِ زرد مایہ گرد کہ دو خود
 لے موافق ہواست فاکوہ سچہ ایک تم کارشی پڑا ایک فہم کا عہہ پڑا و عہدِ میاط کا۔ مصر
 میں تیار کیا جاتا ہے وہ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

باب چہارم در فوائد خاموشی

۱- حکایت۔ یکے را از دوستان گفتم: "اتنا سخن گفتن بملت آں اختیار آردہ است کہ غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد دیدہ دشمنان جز بر بدی نمی آید۔" گفت اسے برادر دشمن آں یہ کہ نیک نہ بنید۔ بیت۔

ہنر بچشم عداوت ہرگز عیبست گل است سعدی و در چشم دشمنان رست

بیت
نور گیتی فردر چشم ہوا زشت باشد بچشم ہوشیار کور
۲- حکایت۔ از گمانے را ہزار دینار خسارت اکتلاو پسر گفت
ناید کہ با کہے ایں سخن در میان نمی گفت۔ اسے پر از فرمان تراست
انگویم بلکہن بایکہ مرا بر فائدہ ایں مطلع گردانی کہ مصلحت در نہاں
داشتن چہیت ہ گفت تا مصیبت دو نشود۔ یکے نقض ان مایہ و دیگر
شہادت ہمایہ۔ بیت۔

گو اندہ خویشش با دشمنان کہ "لا حول" گویند، شادی کنان
۳- حکایت۔ جوانے خود مند از فنون فصائل خط و افراشت
دجھے با قرینہ آنکہ در محافل دانشمندان شستے زبان سخن بہرستے

لے ہر کتاب لے چھو نہر لے مراد از کلمہ "لا حول" لا قوۃ الا باللہ "جو امور عجز کے متعلق ہے۔
کہا جاتا ہے۔

بارے پڑش گفت۔ اے پسر تو میرا بچہ دانی گویا؟ گفت ترسم کہ از
 انچه دانم بیشتر و شرساری برم۔ قطعہ
 اس شنیدی کہ صنوفیکہ گفت زیر نعلین خویش نیچے چند
 سمستیش گرفت سرنگے کہ کیا۔ قبل برستورمید

فردوس
 گفتہ ندارد کہے باتو کار و لیکن چو گفتی دلیلش بسیار
 ہم حکایت جالینوس ابلے را دید دست در گریبان داشتند
 ز وہ بود بے حرمتی ہی کہ دگفت اگر ایس دانا بودے کارا دہناد
 بدینچا نرسیدے۔ منوی

دو مائل را با شد کین و بیکار نہ داناے ستیر و با سبکار
 اگر باداں بوخت سخت گوید خود مندش نبری دل بجزید
 دو صاحب دل نگہدار نہ موئے ہمیدوں سرکش و آرزوم جوئے
 وگر در ہر دو جانب جاہلانند اگر بخیل باشد بگسلانند
 کیے رازشت خوبے داد دشنام تحمل کہ دو گفت اے نیک فرجام
 تیززانم کہ خواہی گفت "آنی" کہ دانم عیب من چوں من دانی

۵۔ حکایت۔ سبحان واکل را در نصاحت بے نظیر نہادہ اند
 حکم آنکہ سائے بر سر جمے سخن گفتے کہ لفظ مکر نہ کر دے و اگر ہاں
 اتفاق افتادے بیارت دیگر گفتے داز جملہ آداب زمانے حضرت
 ملوک کیے این ست۔

ششمی

سخن گر چه دلبنده و شیرین بود منزه از تصدیق و تحسین بود
چو بادے گفتنی - بگو باز پس که حلوائیو یکبار خوردند و پس
حکایت - کی را از حکما شنیدم که میگفت هرگز کسی بجهل خود اقرار
نکرده است مگر آنکس که چو درگیرے در سخن باشد همچنان تمام آفاقه
سخن آغاز کند منومی

سخن را سرست اسے خردمندین میاد سخن در میان سخن
نهادند بر دفرنگ و پوش بگوید سخن - مانده بیند خموش
حکایت تنے چند از بندگان محمود گفت جن میمندی را که سلطان امره
چو گفت ترا در نال معلوت گفت بر شما ہم پیشیده نما ند گفت بر آنچه بانو
گوید با مثال با گفتن روانه را و گفت با اعتماد آسوده اند که گویم پس

چرا همی پرسید - بیت
نه هر سخن که بر آید بگوید اهل تنایت بستر شاه سرخوشین نشاید باخت
حکایت - در عقد بیع سراسے مترود و دوم جو دے گفت بخیر که من از
که خدایان این مملکت و صفت این خانه چنانکه هست ازین پس هیچ سبب
ندارد گفتن بجز آنکه تو همسایه من باشی قطعه

خانه را که چون تو همسایه است ده دم سیم سیم عیار از زرد
لیکن امیدوار بایده بود که پس از مرگ تو هزار از زرد
حکایت یکے از شعرا پیش امیر و زوال رفت و ثنا گفت - فرمود تا جانان

بر کنند از دہ بدر کنند میکین بر ہنہ برامی رفت سگان در تفلہ میے
 انشاؤذخواست تا سنگ بر دادر و سگان دافع کند زمین بخ بستہ بود عاجز شد
 گفت ایچہ حرام زادہ مردمانند سگان را کشادہ اند و سنگ را بستہ
 امیر زوال از غرقہ بکشد بشنید و بخندید و گفت ای حکم از من چیزے
 بخواہ گفت چاہے خود بخواہم اگر انعام فرمای بہیت
 اسیدوار بود آدمی بخیر کساں مرا بخیر تو اسید نیست بد مرساں
 سالار در دال را بر در رحمت آمد چاہے او باز داد و تقاہے پوشینی
 براں مزید کرد و درے چند

باب ششم در ضعف پیری

حکایت - بہان پیرے بودم در دیار بکر کہ مال فرزداں داشت و فرزندے
 خوبڑے شے حکایت کرد کہ مراد عمر خویش بجز این فرزند نہ بودہ است درختے
 دیں دادی زیارت گاہ ست کہ مردماں بجا جنت خواستن آنجا روند و
 شہاکے دراز در پاکے آن درخت بخدا نالیدہ ام تا مرا این فرزند
 بخشیدہ است شنیدم کہ پسر بازیتاں آہستہ میگفت چہ بودے اگر
 من آں درخت را بدلتے کہ کجاست تا دے کا دے کہ پدرم ہمدے -
 حکمت : خواجہ شادوی کناں کہ فرزندم عاقلست و پسر طعنہ زناں
 کہ پدرم فرزندست -

لے طبع آدمی چو کتاہ عقل ہو -

قطعہ

سالما بر تو بگذرد کہ ننگدار
 ننگنی موسے تربت پدرت
 تو بجائے پدر چسبد کردی خبر
 ناہاں چشم داری از پست
 حکایت روزے بزور جوانی سخت
 زانہ و بوم و مشبا نگہ بپائے
 گر بوجہ ست زانہ پیر مردے ضعیف
 از پس کارواں ہی آید
 گفت چه خوبی کہ نہ جائے خفتن
 ست گفتم چون روم کہ نہ پائے خفتن
 گفت این نشیدی کہ صاحب دلاں
 گفته اند ز خفتن و شستن بہ
 کہ رو دین و گشتن قطعہ

لے کہ مشتاق نثرے شباب
 پند من کار بند و صبر آموز
 اسپ تازی رو رنگ رود شباب
 اشترا بہتہ میر و شب و روز

باب مفہم در تاثیر تربیت

حکایت ۱۔ یکے را از ذہر الہی کے کو دین بود پیش دانشمندے
 فرستاد کہ مرا این را تر بیتے کن مگر عاقل شود روزگارے تعلیم کرد
 موثر بود پیش پرش فرستاد کہ این عاقل نہی شود و مراد یوانہ کہ قطعہ
 بیج صیقل بخورد اند کہ د آہنے را کہ بد گھر باشد
 چون بود اصل جو ہرے قابل تربیت را بد و اثر باشد
 سنگ بد ریاسے بفتگانہ بشوے کہ چو تر شد پدید تر باشد

لے بہت پہاڑ یا بلند شد کہ ہم

خبر علی اگر شنس بگم بوند چون بیاید هنوز خبر باشد
 حکایت ۲- بکجه پسران را پند می داد که اسه جانان پدر پسر
 آموزید که ملک و دولت دنیا اعتماد را نشاید و بیم و زور در محل خطرت
 با و زود بیکبار بهر دیاخواجہ بفارین بخورد و اما پسر چشمه زاینده است و
 دولت پاینده اگر پسر مند از دولت برفت غم نباشد که پسر در نفس خود
 دولت است هر کجا که رود قدر پند و صدر نشیند و بی پسر قیام پدید آید

سخت است پس از جاه حکم کردن
 خود کرده ساز جور مردم بودن

در قیامت افتاد فتنه و رشام هر کس از گوشه نزار رفتند
 و دست ازادگان و انشد به وزیرتی پادشاه رفتند
 پسران وزیر و ناقص عقل بگم ای بر دستار رفتند
 حکایت ۳- سالت ز آسمان میان پیادگان حاج افتاده بود
 و واهی درال سفر هم پیاده بود- انصاف در ضرورت و هم افتادیم
 و واد نسوق و جدال برداریم- کجاده نشین راه دیدم که با عیدین
 خویش میگفت- یا لکعب پیاده حاج عرصه شطرنج را برسی برد-
 نرزمی می شود- یعنی به ازال می شود که بود و پیادگان حاج بادی را
 بسر زدند و تر شدند-

نه محتاجی نه گنوا بجای سه دانی که من شیخ سعدی سه ماستی-

قطعه

از من گوئے حاجی مردم گولے را
کو پستین خلق بازاری در د
حاجی تو نیستی شتر است از بے آنکه
بچاره خاوری خورد و یاری برد

جدال سعدی مدعی بیان تو نگری دروشی

یکے بر صورت درویشاں نہ بر صفت ایشاں۔ در محفل ویدم
نشست و شغف در پیوستہ۔ و دفتر شکایت باز کردہ۔ و تو نگراں
آغاز نہادہ۔ سخن ہمیں جاریاںیدہ کہ درویش را دست قدرت
بستہ است و تو انگر را پاسے ارادت شکستہ بیت۔

کرمیاں را بہت اندر دم نیست خداوندان نعمت را کرم نیست
مرا کہ پروردہ نعمت بزرگانم این سخن سخت آمد بگفتم اسے یاد
تو انگران دخل سکیناںند۔ و ذخیرہ گوشہ نشیناں۔ و مقصد زائران و
کہنہ مسافراں و متحمل بار انگران از بہر راحت دگراں۔ دست
نماول بطعام آنکہ بند کہ شلقاں و زبیر دشاں بخورند۔ و فضلہ نکارم
ایشاں بہ اول دیراں و اقارب و جیراں رسد۔ فظلم
تو انراں را و دوست نذر و صمانی از کافہ و خطرہ و اعتقائی و پستی ترانی
تو کہ ہر دست ایشاں کی کہ نتوانی بخراین دو گشتہ و آنہم بصدیق نشانی
اگر قدرت جوہر است و اگر قوت تجوہ۔ تو انگران را بہتر نیست میفرم
لے بر کمالہ عطار کی خواہش تے جے اولہ سنی پرولہ جے چارہ سنی ہمایہ شے آواز برما۔

کہ مال مڑکئی دارند۔ و جائید پاک و عرض معنوی۔ و دل فارغ۔ و قوت
طاعت در لقمہ لطیف است۔ و صحت عبادت در کسوت لطیف پیدا
کہ از مدہ خالی چہ قوت آید۔ و از دست تہی چہ مروت۔ و از پاک
لبہ چہ سیر و از دست گرنہ چہ خیر خیزد۔ قطعہ

شب پر آگندہ خجندہ آگندہ پدید بود وجہ با مدادانش
مور گرد آورد بتابستان تا فراغت بود زمستانش
فراغت با فاقہ نہ پیوندد و جمیت از ملک متی صورت نہ بندد۔ یکے
تحریرہ عشاق بہ ودیگر منتظر عشاق نشسته ہرگز ایں بران کے ماند بیت۔
خداوند روزی بستی مشتعل بر آگندہ روزی بر آگندہ دل
پس عبادت ایشان بقبول نزدیک تراست کہ جمع اندو حاضر
در پیشان دیر آگندہ خاطر اسباب سعادت ساختہ و باور ادعادت
پہرہ اختہ۔ عرب مگوید۔ پناہ می خواہم بخدا از گدائی بروافستادہ
و ہسائی آگس کہ دوست ندارد در خیر است۔ گدائی رو سیاہی ست
در مرد و جہاں گفت ایں شنیدی و آن نشنیدی کہ فرمودہ اند۔
"در ویشی و فقری فخر من است" گفتم خاموش کہ اشارت سید
عالم علیہ السلام بفقر طائفہ ایست کہ مرد و یدایت و بھاداند۔ و ہر خط
تیر قضا نہ انیاں کہ خرقہ اہل پوشند و لقمہ اندازند و فرشتہ را با علی
لے طبل بلند بانگ در باطن پیچ بندہ توشہ چہ تدبیر کنی و قوت پیچ
سعدی بخت غنایات کی ناز کند عشاق را کہ کا کا نا نا کند و در نہ شہ تمسک دارد و

گفتم ندمیت انیاں رو ادا کر کہ خداوند کریم اند۔ گفت غلط گفتی کہ ندیدہ
 دم اند۔ چہ فائدہ کہ ابر آزار اند و نیبا زند۔ و چشمہ آفتاب اند و کس
 نمی تابند۔ و بر مرکب استطاعت سوار اند۔ و نیرا اند۔ تقدس بہر خدا نہ
 ہند و در سبب حق وادستی نہ ہند۔ مالے بقوت فراہم آند۔ و نہ خست
 نگہدار اند۔ و بحسرت بگذارند۔ چنانکہ بزرگاں گفتہ اند۔ یہم بخیل از خاک
 و تھے ہر آید کہ او در خاک رود۔

برنج و سی کے نیٹے بچنگ آرد۔ و اگر کس ہمیدو بے رنج و سی ہر دار
 گفتش بر بخیل خداوندان نعمت و قوت یافتہ الا بخلت گدائی
 و گرنہ ہر کہ طمع کیسو ہند کریم و بخیلش کیے نماید۔ بکاک و اند کہ زر
 چیت۔ و گداوند کہ مسکت کیت۔ گفتا تجربت آں می گویم کہ متعلقا
 بر در ہزارند۔ و عیطان شدید را بر گارند۔ تا ابر غنہ زراں نہ ہند۔ و
 دست بچار سینہ صالحاں و اہل تیزاں نہند۔ و گویند کس اینجا نیست
 و حقیقت راست گفتہ باشند۔ **بیت**

آں کہ عقل و ہمت تدبیر راست نیست۔ خوش گفتہ پردہ دار کہ کس راست نیست
 گفتم بعد از آنکہ از دست متوقیان بجاں آمدہ اند۔ و از رقصہ
 گدایاں بفریاد۔ و محال غفلت کہ اگر یک بیاباں در شود خیم گدایاں
 چر شود۔

ریدہ اہل طمع نہایت دنیا۔ چر نشود ہیناں کہ چاہ بہ شہنم
 خداوند کرامت کہ سینہ داشت بہ بخیل۔

ہر کجاختی دیدہ تلخی کشیدہ را بینی - خود را بشنو در کار ہا سے محنت
 اندازد - و از عقوبت آخرت نہ ہراسد و حلال از حرام نہ شناسد قطعہ
 سنگے را اگر گلوئے بر سر آید - ز شادی بر جد کای استخوانیست
 اگر نقشے در کس بر دوش گیرد - لیکن الطبع پسندارد کہ خوانیست
 گفتا نہ کہ من بر حال ایشان رحمت می برم - گفتم نہ کہ بر مال ایشان
 حسرت می خوری - ادیس گفتار و ہر دو ہم گرفتار - ہر پند کہ بر اعم
 بدین آں کشیدے - دہر شایہ کہ بخواندے بفرزین پوشیدے تا
 نقد کیست بہت در باخت - و تیر چہبہ حجت ہمہ بیداخت - قطعہ
 ہاں تا پیر بنگنی از جملہ اصبح - کورا جزیں ببالہ مستعار نیست
 دریں در زد معرفت کہ بخند اں صحیح - بر در سلاخ دارد کس در حصار نیست
 با عاقبت الامر دیش نماند - دیش کردم - دست تقدی در اند کرد
 و ہمہ کہ گفتن آ ناز - و سنت جان است - کہ چوں بلیل از فہم فرو
 مانند سلسلہ رخصت بچسبانند چوں از ریت تراش کہ بچخت با پیر
 بر نیاید بچنگ بر نہاست و نام داد - بتقطش گفتم گر یا بنم درید - بخندش
 شکستہ قطعہ -

او در سن و سن در دست اوہ - خلق از پیر ما دیوان و خند اں
 انگشت نیچے - جانے از گفت و شنید ما دیوان
 القصہ مرا فہم ایں سخن پیش قاضی بردیم - و بگوست عدل راضی

لے بصر بلہ نا کس سے ترکش سے مقدمہ - نا لث -

خبریم. با حاکم مسلمانان مصطفیٰ بخیرید. و میان تو انکاران و دره یشان
فرستے بخیرید. قاضی چون حالت ما بدید. و منطق ما بشنید سر کجیب تفکر
نزد کرد و پس از تامل بسیار سر بر آورد و گفت ای که تو انکاران را نشا
گفتی. و بر در یشان جفا داد داشتی. بر آنکه هر جا که محلست خااست
با خا خااست. و بر سر گنج ما رست و آنجا که گور شا ہوارست تنگ مردم
خااست. لذت عیش دنیا را کہ خدا جیل در پے ست. و ہمیشہ

را دیوار مکارہ در پیش بریت. گنج ما روکل غار و غم و شادی ہم اند
جو رہن چہ کند و کنگ طالب دست نظر کنی در بتان کہ بید مشک است و چوب خشک و ہمیشہ در
زمرہ تو انکاران شاکر اند و کفور. و در حلقہ بود یشان صابر اند و خجور ہشور
ادلا اگر توالہ ہر قطرہ در مشدے چو خر مہرہ باز از د پرتہ ہے
مقر بان حضرت حق و علا تو انکارا نمود در ویش سیرت. و در ویش
تو نگہ بست. و ہمیشہ تو نگہراں آنست کہ غم در ویش خور و. و ہمیشہ تو یشا
آنکہ گم تو انکاران گیرد. و کیکہ توکل و اعتماد کند بر ذاتی خدا پس
خدا کا نیست مراد را پس روسے عتاب ہوا من بجانب ہی ویش کرد.
و گفت ای کہ گفتی تو انکاران شغل اند نہایتی. و مست لا ہی رحم طافہ
ہستہ بریں صفت کہ بیان کردی. قاصر ہست. کافر ہست. کہ بیزند
لہ نشہ لہ دہک لہ تنگدل. نکلین لہ ذیل و قیر لہ ہر شہ آستین. و لہ لہ
منہ ماتہ کھیل کرد و غیرہ جزایہ خدات غافل کریں

دہندہ بخورند و فرہند۔ یا اگر بشل باران نہارد۔ و یا طوفان جہاں را بر
داد۔ یا اعتماد کینش خویش از محنت درویش پرند۔ و از خدا استعانت
نرسند و گویند۔ شعر۔

گر از پیش دیگرے شد ہلاک مراست و بظہر از طوفان چہ پاک

روزان چو گلیم خویش بیرون بردند ^{شعر} گویند چہ غم گر ہمہ عالم مُردند
نوسے بدیں گیت بستند۔ کہ شنیدی۔ و طائفہ خوان نعمت نہادہ۔ و
دستِ کرم کشادہ۔ طالب نام اند۔ و مغفرت و صاحبِ دنیا و آخرت۔
چوں بندگانِ حضرتِ بادشاہِ عالم عادل اما یک ابو بکر بن سعد زبلی
ہمیشہ داد و خدا زانہ ادرافت و ہر نیزایے ادراد۔

قاضی چوں سخن بدیں غایت برسانید۔ داز حد قیاس ما اسپر
بالغت۔ در گدرا نید۔ بقضائے حکم تضار ضاد اویم و از دایمے در گد شہیم و چوں
د بعد از مجاز اطرین داد اگر قیاس۔ و سر بند ایک بر تہم یک۔ بگر نیادیم۔ و در
پوسہ بر سر و روسے ہم دادیم و ختم سخن بدیں دو بیت کہ بدیم۔ قطعہ
مکن ز گردش گیتی شکایت لے درویش کہ تیرہ صحیحی اگر امیرین شش مردی
تو اگر چوں دل دوست گھرا نیت است بخور بخش کہ دنیا و آخرت بردی۔

بائشتم در آداب صحبت

۱- حکمت - مال از بهر آسایش عیشت نه عمار از بهر زود کردن مال -
عاطفه را پر سید از یک بخت کیت و در بخت چیت - گفت یک بخت آنکه
خورد و گشت - بخت آنکه مرد و بخت - بخت -

مکن نماز بران یکپیش که هیچ نه کرد که هر در بر تحصیل مال کرد و بخورد
۲- حکمت - موی علیه السلام تار و ن را نصیحت کرد که موی کن چنانکه
یکی کرد خدا با تو نشنید - عاقبتش شنیدی - قطعه -

آنگین که دنیا در دم خیزد و رفت سر عاقبت اندر سیر دنیا در دم کرد
خواهی شمع شوی از نعمت دنیا با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد
عرب گویند و منت نه که نفع آن بود باز سیر کرد و قطعه
در نصیحت کرم هر کجا هیچ نکرد گذشت از فلک شاخ در لاله اد
گر اسیر داری کز در بر خود می بخت منبر آرد بر پاسه او

نویسنده دی - قطعه

شکر خدا کن که موفق شدی سیر در از انعام فضل او نه سطل شکر شدت
منت نه که خدمت سلطان می کنی - منت شناس از دکه کند مست بهر شدت
۳- پند - ملک از خرد منداں جمال گیرد و دیو از پر میزگار از کمال
یابد - یا و شاهاں به نصیحت خرد منداں از ال محتاج تر اند که خرد منداں

جمع کردن نه مستفید نه منتفع بهر یک بیکار

بقدرت بادشاهاں قطعہ

پندے اگر بشنوی لب بادشاہ در ہمہ خمر بہ اندریں پسند نیست
بجز بخورند منہ را کھنکھن کمر چه کل کار خردمند نیست
ہم حکمت - رحم آوردن بر دواں تمہا است بر یکاں در غم کہ دن از

ظالمان جوہا است بر درویشان بیت -
بیت را چہ تہمت کنی و ہوازی
و نہ - اذیکہ نراں خواہی با کس در بیاں منہ و اگر چہ دوست
مخلص باشد کہ مراں دوست را نیز در شاں باشند و چون سلسل قطعہ
فاشی بہ کہ ضمیر دل خویش با کہ گفتن گفتن کہ گویہ
اے سلیم آب ز سر خیش بہ بند کہ چو بہ شد نتواں بستن چو

سخن در ہماں نہاید گفت کساں بخی بر ملا نہاید گفت

۱ - حکمت - دشمن خفیف کہ در طاعت آید و دوستی نماید مقصود ہے
جز میں نیست کہ دشمن تو ہی گزرو - و گفته اند بر دوستی دوستان
اعتقاد نیست تا گفت دشمنان چہ در سر ہو چہ کہ دشمن کہ چکد را چہ
شمار دواں مانہ کہ آتش اندک را مہل فی ہنگزارو - قطعہ

امروز کہش چہ میتواں سکشت
گزار کہ از گشتہ سال را دشمن کہ بہ تیر میتواں دوخت

۱ - حکمت - نہ راز گشتہ سال کہ چاہی -

۷۔ حکمت یغن دریاں دو دشمن چناں گوے کہ اگر دوست گردند

شرم زودہ نباشی۔ ابیات

میان دو کس جنگ چو آتش است سخن چین بد بخت ہیزم کش است
کنند آں خوش و گر بارہ دل ہے اندر میاں کو بخت و نجلت
میان دو کس آتش افز و خشن نہ عقلت و خود در میاں سوختن

قطعه

در سخن باد و شاں آہستہ باش تا مدارد دشمن خود نخواہد گوش

پیش دیوار اسخیر گوئی ہوش واد تا نباشد در پس دیوار گوش

۸۔ حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست۔ ولیکن شنیدن

رواست کہ بظان آں کار کنی۔ عین جواب است مشو می

نذر کن نہ اسخیر دشمن گوید آں کن کہ بزرگوار زنی دست تناسل

گر تیر راست نماید است چو تیر ازاں برگردد در بار دست چپ گیر

۹۔ حکمت۔ چوں بینی کہ در سپاہ دشمن تفرقہ افتاد۔ تو جمع باش

و اگر حج شوند از یریشانی اندیشہ کن۔ قطعه۔

بر و باد و ستان آہستہ بنیش چو بینی در میان دشمنان جنگ

و گر بینی کہ با ہم یک زبانند کمان را از کین و بر بارہ بر جنگ

۱۰۔ حکمت۔ وہ آدمی بر ستروا بخورد۔ و دو سگ بر مردا سے بہم

بسر نرند۔ طرحیں بچا نے گر سناست۔ و قانع نہائے سیر۔ حکما آفتہ اند

اے پافور! شرمندہ شدہ اموس سے قطعہ شدہ درخوان۔

در روشی بقناعت به از تو انگری بیضاعت شعر -
 روده تنگ بیک نان تہی پڑگر دو نصیب روست زین پڑکنند دیدہ رنگ

قطعہ
 حلقہ مرآت

پدر چوں دور عرش منقض گشت مرا این یک نصیب کرد و بگذشت
 کہ شہوت آتش ست از لبہ پیریز بخود بہ آتش دوزخ کن تیر
 در آل آتش نہ ادبی طاعت نمود بصیر آبے برین آتش زن امروزی

انتخاب از تالیخ فرشتہ

جلد اول

ذکر شاہی شہ شہ شاہ افغان بن حسن مورخ

نام شہ شہ شاہ خرمیہ و نام پدر او حسن کہ از طائفہ افغانان رودہ است
 و قتیکہ سلطان بہلول لودی بجگو مت رسید پدر حسن مور کہ ابراہیم نام
 داشت ہوس نوکری کہ وہ بدہلی آ رہ و تعریف رودہ کہ مسکن افغانستہ
 و از آن ہر دو دریا ہر دو نہ کہ دیشدہ و وہ جبارت از کوہ پتانے ست کہ
 ابتداست کہ اس اعتبار اول از سواد و سبورت و اقتضایہ سور کہ از تالیخ بگر
 و سرش الحسن ابدلی تا کابل و افغانان آ گنا چندین قبیلہ اند از ان

۱- آتش - سواد و سبورت و سواد و سبورت - کابل - لاہور -

چنگ یک زنده سورت در ایشان خود را از سلاطین غوری دانند و بگویند
 که یک از اولاد ایشان که محمد سوری نام داشت در آنده ساداتی جلای
 وطن کرده بمیان افغانان رفته آمد و چون صحبت نسب از نو سبکی از
 رؤسای افغانان بر حدیقین رسیده و با آنکه رسم ایشان نیست که
 دختر بیکانه دهند لیکن آنکس دختر خود به محمد سوری داده و اما اگر دانید
 ملذذ اولاد بهر سیده با افغانان سر مشهور گشتند و بایں اعتبار افغانان
 بزرگتر بقیال افغانه خوانند بود. البته در عهد سلطان بملول پدر
 حسن سوری که ابراهیم نام داشت هوس چاکری کرده از میان تعبیل خود
 بیرون آمد و نوکری سبکی از امرای سلطان بملول اختیار کرده چنگ
 در حصار فیروزه در زبک چند در بگفته نام نول گذرانید و چون فرست
 پادشاهی پادشاه بملول لودی در گذشت و در پادشاهی به پیش
 سلطان سکندر رسید و حال خان که از امرای پادشاه سکندر لودی
 بود حاکم چنبره شد حسن بن ابراهیم سوری که ملازم قدیم او بود رعایت
 کرده اسیرام پور و خواص پوٹھانڈه که از تواریخ به تناسر دست بگیری
 داده صاحب پانصد سوار ساخت و پانصد را به شش پسر خود داد اما قریب
 و نظام هر دو از یک مادر بودند و نام ایشان از نفس افغانان بود و یکی
 پسران از بطن کنیزان بودند و آخره بود و در سبب ایشان که سن را بود
 فرید چندی آلفته بود و بعد از پنج فرزند از آن تو سبب بفرستادند
 از خدمت پسر رنجیده بملول دست چالی افغانان رفت و حسن بقیال را از آن دست

که ز زبیر مرآتستی داده پیش من فرستید که میخواهم چیزی بخوانم و تهنید
 اخلاق نماید هر چند حال خالی فریدم تا تکلیف نمود که بخند متوجه پدر و داد
 توبی نکرد و گفت چون در پیر نسبت ایستادم عذر آنرا ندادم پس بجا طلب
 علم قیام می نمایم و دستهای آسجاده چیده میخورم و بختهای و بختهای و بختهای
 که در آن زمان اهل هند میخواندند خوانده و کافی را با خواستی و در سینه
 کتب علمی نیز در گذرانید و از نظم و شعر و تاریخ و قوفی بهر ساعده بعد
 اند و سه سال که سن من سپید آمد و خوشای آید و در میان آمده فریدم را بخت
 پدر آمد و در وقت کفایت نمودند حسن و ادب و گوی جایگزین خود را بفرز و توفیق
 دانسته و در اینجا که فریدم در وقت و در اعراب بر حسن پدر و سانسید
 که در کار عالم خصوص امور امارت مخصوص عدالت است اگر مرا بگیر
 می فرستیدن از سوتیخت تجاوز نخواهم کرد و نوکران شما اکثر خوششمن و
 نزدیکان اند و پس از راه عدل تجاوز نمایم بجا نخواهم کرد و ازین قسم
 و تعهدات گفته بجا گیرفت و آنجا از روی عقل و کفایت سوتیخت نمود
 در میان اقربا سوتیخت مرغی داشت و در مقام بیخود بیفته از تعداد مکتوب
 و تهنید آن یاد آورده برومان خود شورت شده بودند همه گفتند که بشک همراه
 با دست و او بجا سپید و در دست تعیین شده تا آمدن پدر و برادران
 فریدم و تا او بیست و زین (سپ) سازم بعد از مقدم بر موضع کمال است
 بر ریت طلب داشت و از قسم سپاسی بیفته و آنکه پیاده بود و در آن نوازی

که میرزا محمد باقر در این کتاب از این روایت کرده است که در این کتاب

سکونت داشتند طلبیده بقدر خیر و جاسه امداد نمود و بوعده تسلی کرده
هر یک را بر اسپان عاریت سوار و بر سر جماعتی که او را بنظر داشت
آوردند رفت و قریب مواضع ایشان فرو آمده گرد خود قلعه ساخت و
هر روز جنگ می برید تا بقلعه که ملائکه میا می ایشان بود رسید و سر کربا
ساخته غالب آمد و خلق کثیر قتل و اسیر گردانید و ازین امر بنو پیچ
ا به پیش در دلهاسه نمودن آن مرد بوم جا کرد که جمله مطیع و منقادش شده
الکذا اسی نمودند و پرگنات سمور و آبادان گشت و او صاحب ملکست مشهور
بنوا حصه و تدبیر شهره عالم گشت و پس از مدتی که حسن بجای آمد و
سمور بی پرگنات و طریق سرانجام و سرور ای فرید مشا به نمود خوش
رفت شده تحسینا کرو گویند حسن را کینه بود که از دو پسر داشت
سلیمان و احمد و در سلیمان احمد بن گفت که شما و عده کرده بودید
سمور گاه پسران تو بزرگ شوند و از و علی پرگنات بآنها داده خواهد شد
الحال که آنها بزرگ شده اند و بوعده وفا باید نمود حسن رعایت خاطر فرید
که فرزند بزرگ و خلف بود نموده سوختی داشت و فرید این معنی
را نهیده دست از حکومت پرگنات باز داشت حسن و از و علی پرگنات
سلیمان و احمد داد و عذر خواهی فرید نموده گفت چنانچه تو کاره ای حصار
تخریب شده می خواهم که برادران تو نیز صاحب وقت شوند و در آخر
تایم متابع من تو خواهی بود. القصة بول حکومت پرگنات و سلیمان
که جاسه پناه شد انسر ششم که سبب مطیع

احمد فراد گرفت فرید آذروه خاطر شده با اتفاق برادر خرد نظام با کرد رفت
و بخدمت دولت خال لودی که از امر اے کبار بادشاه ابراهیم لودی بود
قرار گرفت و مدت در خدمت کرده از خود راضی و خوشنود ساخت و در
دولت خال گفت مطلب و دعاے که داشته باشی بگو تا سرانجام کرده
آید فرید گفت پدرم پیر شده و همه جا گیر پدرم خراب است و سپاهیان
نیز خراب و بپیشانی می باشند اگر آں پر گنات با هر دو برادر مرخص
شود یک برادر با پانصد سوار همه وقت در خدمت بادشاه بوده و دیگرے
بسرانجام سپاهی و رعیت خواهم پرداخت و نیز بخدمت گزاری پدرم بزرگوار
تایم خواهم نمود۔ دولت خال روزے این سخن را به عرض بادشاه ابراهیم
لودی رسانید بادشاه فرمود که آنکس پدرم سے است که گله و شکوه از پدر
دارد و دولت خال این حرفت بغیر نگفته و اوستی نمود که با رویه وقت
نیک ملاحظه نموده عرض خواهم کرد و چاره ساز تو خواهم شد و عطفه یوم
افزوده و اورا نگاه داشت و فرید را بخت خوش خلقی و آشنائی و کرم و
سروت همه کس دوست گرفته دولت خال نیز در همه باب همراهی او
می نمود تا آنکه پدر او فوت شد و دولت خال خبر فوت حسن را به عرض
سلطان رسانید پدر او را بجا فرید و برادرش گرنه و فرید
با ذوالنحویه اسیرام در خواست پدر بجا گیر رفت و بسرانجام پیاسه
و عصبه مشغول نگشت و با امانت بقیه مقام مستقیم نیامده پیش محمد خال سدر که

سخت بد لینا۔

حاکم چون پیر بود و هزار دپا فصد سوار داشت رفت و از برادر شکایت کرد
 محمدرخان مجبور گفت بابر بادشاه هندوستان آمده است و درین نزدیکی
 میان من و بابر بادشاه دبراهیم جنگ خواهد شد اگر بادشاه را برابیم ظفر
 یافت بر اینجندش برده سفارش خواهد نمود که سلیمان گفت ای همه انتظار
 نمی توانم نمود و مردم من سرگردان اند محمدخان و کس پیش فرید
 فرستاده میان برادران بصلح و لایق نمود فرید گفت که محمد رسد سلیمان
 اینی در حیات پذیر بود حالا نیز قبول دارم اما در حکومت بشارت ده نمی دهم
 زیرا که در هند میر و پادشاهان و دو حاکم در یک شهر آید و گیرند و بپایان
 شریعت در حکومت و محمدخان و سلیمان را در کون نموده گفت که طاعت داد
 که حکومت را برادر از فرید گرفته بود خواهیم داد و چون فرید برین سخن
 اطلاع یافت و در فکر کار خود شده تنظر معامه بابر بادشاه با سلطان ابراهیم
 نمودی بود چون بنیر گشته شدن سلطان ابراهیم در فتح بابر بادشاه شنید
 اندیشه شده و علامت بهادر خان و دل دریا خان و جانی که ولایت بهار
 را از دست گرفته و دولت شاهسی از داشته خود را سلطان محمد خطاب را داد بود
 و ده و در سبک تو که افش از نظم گشته و در دست سلطان محمد و بیکار زده بود آگاه
 شیرین ظاهر شده و بدست ابل شده و آن را از بنیم شمشیر پاک ساخت سلطان
 محمد فرید را خواند و فرمود و خطاب شیرخان یکنه آ و انقدر دانی و رفته رفته
 شیرخان را در خدمت سلطان محمد و در و اختصاص تمام جان من آمده

الایقی پیر خرو خود جلال خاں باو تقویٰ فیض فرمود و بعد از دستے شیر خاں
 بشخصت جاگیر گرفتہ بحسب اتفاق زایدہ از میا و با در روزے سلطان
 مجلس جماعہ از شیر خاں کر و کہ از رندہ تحلف نموده می آید محمد خاں حاکم جو نیز
 فرصت دیرہ بعد از رجوع رسائی کہ از بنایست عمیل و متکار است انتظار آمدن
 بادشاہ محمود بنی سکندر بودی دارد و بایں حرف مزاج سلطان محمد از د
 مخوف ساختہ گفت علاج آوردن او آنست کہ پیلیمان نام برادرش کہ
 پدر در حیات خود ایدہ قائم مقام خود داشت و دتے ست کہ از دگر رختہ بامن
 می باشد اگر جاگیر شیر خاں باو دهند بر آئینہ مضطر شدہ و دای خواہد
 آمد سلطان محمد بواسطہ خضوع سوابق شیر خاں بے تقصیر ظاہری
 بتغیر جاگیر رضا دادہ بہ محمد خاں خود فرمود کہ بروش مناسب میاں
 برادران جاگیر را قسمت کن و تسکین نیتند و فساد بدہ محمد خاں سود
 بجایگز خود جانب جو نیز آمدہ سادی نام غلام خود را پیش شیر خاں فرستادہ
 پیغام داد کہ برادران تو پیلیمان و احمد دتے ست کہ پیش من می باشند و
 از خدمت درسد خود و محروم اند لایق آن کہ حصہ ایشان بدہی شیر خاں گفت
 ملک رندہ نیست کہ ملک کسی باشد مملکت ہندوستان ست ہر کرا بادشاہ
 می دہد جاگیر باو تعلق می دارد و تا امروز دروش سلاطین چاں بود کہ
 آنچه مال میت می بود از دے شرع میان خزندانش قسمت می کرد
 دہر کرا شایستہ امارت می دانستند مگر ست و سرداری باومی دادند

بیت

ملک میرا سبب بگیر و گیسے تا نزد سیخ و دوستی بے
 دین سبکم بادشاه از ایزم لوزی سہرام و خواص پر مایہ را ستم
 چوں سادی غلام بر گشتہ آنچه شنیدہ بود و بعد خاں شور گفت محمد حسن
 بر آتشقہ سادی غلام گفت تمام جمیت مرا با اتفاق سلیمان و احمد با خود برد
 بضریر شیر خاں را برد کردہ ہر دو پر گنہ را تسلیم سلیمان و احمد کن
 و بچہ کثیر نیز سلیمان و احمد گذاشتہ بیا۔ اتفاقاً در آن وقت از جانب
 شیر خاں ملک سکھ نام غلام آو کہ پدر خواص خان سہرام و از غنہ خواص پور
 طایفہ بود شیر خاں خبر ازین سادی و سلیمان و احمد شنید و ملک سکھ نوشت
 کہ در مقام دست درافت تقصیرے تمام سادی غلام و سلیمان و احمد
 چوں نظام خواص پور رسید ملک سکھ بچہ بر آوہ بتسل رسید و لشکر شیر خاں
 تفرق شد ہر سہرام آمد و شیر خاں را تائب و متواضع نامندہ ارادہ رفتن
 بطریق خود چنانچہ پیشہ گفتند پیش سلطان احمد بایہ رفت شیر خاں
 گفت کہ چون شیر خاں امیر کلاں ادست خاطر او را بجست خاطر من از
 دست نخواہم و او پس را کہ جانب او بر آں قرار گرفت کہ بجست مت جہید
 بر لاس کہ نہ جانب حضرت بابو بادشاہ حکومت کرد اما ملک پور داشت
 برود و بادشہ نظام میرا پس را کہ را پندیدہ قصہ شیر خاں بعد از
 ارسال رتی در سائل احمد قول گرفته بخلافت سلطان جہید بر لاس
 لہذا بعضی پنداران ہو کہ تہ مد

شکافت و شکست دیدار انید و منور و در و از سلطان حبیبی و در
 از انکه ملک گشته بجا نرسیده و در محمد خان شکر تاب و در دست نیاید
 بکوه و بتاس و گر خجست و هر دو پر گشته و در شیرخانان بایست که چون سپهر و
 و گنگر چو گشت آبل نواحی تبخیر و در آورد و گشتان را را و در دست
 گذاری نمودن و در دادن و در گنجی نمود و با حکومت و در انکه لائق تبخیر است
 سلطان حبیبی بر لاس و در ستاد و اقرا هم و انبیه خود و انکه شکر و خسته بکوه و در آورد
 بر و در ملک نموده و حبیبی را به به و رسانید و به محمد خان شکر و به به و در دست
 من اتقام از برادران و در شمار و بکاسته و هم خود و به به و در دست و در دست
 پر گشتان خود و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 بدست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 شیرخان شکر و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 خود و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 افغانیان و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 او و امرا و نوادش و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 در یافته و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 انتساب بود و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 مثل را مشاهده کرد و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست و در دست
 در کردن آسان است ایشان گفتند بچه دلیل یگونی گفت باد شاه

ایشان خود بحالات کسری رسید و پاسبان در را می گذارد و وزیر را بمقتضای
 رشوت کاه کرده حق با دوشاهی بجانی آورد و عیب افغانان آنست که
 با هم نفاق دارند و اگر برادر دولت مساعدت کند نفاق از میان ایشان
 بردارد و کار خود بسیار می یارند برین دانه می که در آن وقت محال می نمود
 خنده می کردند و تخری می نمودند تا آنکه روزی در مجلس در پیش مکانی بر سر
 سفره طبق ماهیچ میش شیر خاں نهاده بود و خود خوردن آن خود را عاجز
 یافته تا پیش برده می نان برد آورده بکار ویزه ساخته باز در کاسه کرده اند
 تا شش خوردن گرفت حضرت بابر بادشاه برین حال واقف شده بمیر
 خلیفه گفت که این افغان غریب کاه کرد و چون از کار باکے که با
 محمد خاں شور کرده بود مطلع شد بر تدبیر وزیرگی ادا شاره رفت شیر خاں
 از هم زبانی بادشاه بامیر خلیفه آگاه شده این قدر دانست
 که بظن عبرت منظور است و این معنی علاوه داشت شده و چون
 شب از لشکر بادشاه جدا نمود بجای که خود رفت و سلطان جنید بر لاس تو
 که چون محمد خاں شور سلطان محمد گفته بخواب است که بر سر برنگات من فرج
 ز ستم منظر بگفته به شخصت تمایل بجایگزینا تم و خود را از زمره دولت
 خوا بان بیرون نمی دادم - القصد چون شیر خاں از طرف منحل میوس
 و متوهم شده بود با اتفاق برادر خود و خود نظام باز پیش محمد سلطان رفت
 سلطان محمد را نوازش کرده با تالعی جلالت خاں پیش بطریق اول
 ۱- مرافت نه خواش - اراده - و داعی جمع که مراد از بابر بادشاه که چچه کرده

و مقرب گشت در آن ایام بحسب تقدیر سلطان محمد فوت شده جلال خاں
پیش که خرد سال بود قائم مقام پدر شد و والده جلال خاں لادد ملکه
نام بهات را پیش خود گرفته با اتفاق شیر خاں حکم میسر آمد و در بهار می
او در جلال خاں نیز فوت شده حکومت بهار من حیث الاستقلال بشیر خاں
قرار گرفت و مخدوم عالم نام از امرائے والی بنگاله که حکومت حاجی پور
داشته با شیر خاں رابطه محبت و موافقت بهم رسانید و سلطان محمود
والی بنگاله از دو خاطر دیگر گوی سزای قطب خاں حاکم ولایت بنگال را بشیر
ولایت بهار و استیصال شیر خاں یعنی دم عالم گیتی کرد و شیر خاں هر چند در
صلح زود ملاشت نموده تا مدتی که با آخر با اتفاق انعامان ولی بزرگ
بناده تاراج جنگ داد و چون فریقین بهم رسیدند جنگ عظیم شد و قطب خاں
کشته شد و شیر خاں غایب آمده فیصل و خزانه و چشم بنگاله را تصرف داشت
دشمنان از پیش صاحب توستان شده از من جهت لورانیان از رشک و حسد
بشیر خاں در مقام نفاق شدند و قصد کشتن او کرده در آن باب با جلال
خواں که او نیز از لورانیان بود گفتگو کردند و جمعی از متعلقان
جلال خواں شیر خاں را از آن عالی آگاهی بخشیدند شیر خاں بجلال خواں
گفت که امرائے شما از روی حسد با من در مقام نفاق اند اگر شما
در علاج این امر منتهای تدبیر و تدبیر از خدمت شما جدائی اختیار
نمایید که جلال خواں گفت بر آنچه صلاح تو باشد من از آن بیرون
اینستقل طور پرست نمیکنم و دست کسی که تو را چاکر و غرضه نموده با منی.

غنیتم شیر خاں گفت که ایصال را دو فرقه باید ساخت یکی را بنابر
 تحصیل زر به پرگنات روان باید کرد و دیگری را مقابل حاکم بنگال
 باید فرستاد و بعد در محافظت خود بنوعی کوشید که جلال خاں لوجانیا
 از دفع او عاجز شده قرار داد که بخدمت سلطان محمود دای بنگال رفعت
 نوکریش اختیار نمایند ولایت بهار را پیشکش نمایند پس لوجانیا و
 جلال خاں شیر خاں را به بهانه آنکه در مقابل قتل باشد در بهار گذاشته
 خود پیش سلطان محمود رفتند و ابراهیم خاں سیر قطب خاں را به کمک
 داده بر سر شیر خاں فرستاد و شیر خاں در قلعه که از گنل ساخته بود محصور شده
 و هر روز جمعی را جنگ می فرستاد و زود خورد می کرد اما آنکه ابراهیم خاں مرد
 دیگر از حاکم خود طلبید شیر خاں بر طلب کمک مطلع شده مردم خود را جنگ
 صفت مستعد ساخت و وقت یافت آدمی مردم خود را میا نموده از قلعه بیرون
 آمد و لشکر بنگاله هم صفت پیاده و سوار و آتشبازی و فیلاں تربیت داده
 مقابل نمودند شیر خاں فوجی از مردم خود در برابر ایشان داشته مردم چیده
 و گردید و را عقب پشیم مخفی ساخت و قرار داد که باقی فوج مقابل غنیتم
 تیر اندازی نمایند و پشت داده رو بگریزند تا سواران ایشان
 بجهت تعاقب از میان توپخانه بر آیند و چون چنین کرد و در لشکر
 که مخفی بود کبابه حمله آورده و از روزگار بنگالیاں بر آورد و ابراهیم خاں
 نیز نسبت پر رگه کرده قتل رسید و جلال نیم جان جنگ پا بیرون

برده به بنگاله رفت و تمامی فیلمان و توپخانه بنگالیان بدست شیرخان در
آمده ملک بهار نیز صاف گشت و استعداد شاهی بهم رسید گویند در آن
ایام تاج خان نامی از جانب بادشاه ابراهیم لودی بجلومت قلعہ چنار
اشتغال داشت و او را زنی بود لاڈ و ملکہ نام عقیقہ کہ تاج خان را
سایست محبت باد بود و پسران تاج خان کہ از زمان دیگر بودند از
کمال رشک و حسد در مقام کشتن لاڈ و ملکہ شدہ شب یکے از پسران کہ
کلان تر از همه بود شمشیر بے لاڈ و ملکہ انماخت و زخم کاری نیا مدہ
خون غاشکہ کہ لاڈ و ملکہ را کشتند تاج خان با شمشیر برهنہ خود را بدستجا
رسانیدہ قصد پسر کرد و چون پسر بے یقین دانست کہ از دست خلاصی ممکن
نیست قتل پدر را بدست نمود و شمشیر آن بے سعادت کار گرفتار افتاده
تاج خان کشته شد چون پسران تاج خان سرانجام قلعہ و سپاہ
توانستند و خود را آئینہ شیرخان کہ در مسایگی بود بریں معنی اطلاع یافتہ
بر پیر احمد ترکمان کہ عمده کویران تاج خان و خالو بے لاڈ و ملکہ بود در
باب تادیب پسران بے ادب سخن در میان آرد و بعد آمد و شد رسولان
ترک بران گرفت کہ شیرخان لاڈ و ملکہ را در حالہ نکاح خود آورده قلعہ چنار
را متصرف گردید پس شیرخان عقد بالاڈ و ملکہ نموده قلعہ را بحضرت این و
دخان متصرف گشت **منظوم**

چو بنگام رسیدن در سد تنگ بزم خود کند کام دل بنگ
ازیں جا میرساند دیدہ را کہ نظارہ جیسر نمود از دور

دور خلال این احوال بادشاه محمود بن بادشاه سکندر لودی از صد سواران
 نزدیس مکانی بابر بادشاه پناه براناسنگا برده با اتفاق راناسنگا و شیرخان
 یوآنی و دیگرزینداندان بر سر نزدیس مکانی بابر بادشاه آمده و در نواحی
 قصبه جالوه جنگ کرده شکست خورد و چنانچه در محل خود ثبت گردید و بادشاه
 محمود در حوالی پتیتور روز شنبه می آید و اتفاقاً اکثر امرا سوار لودی که در
 ولایت پٹنه اجتماع داشتند کس بطلب بادشاه محمود فرستادند و او آمده می
 باز بر مسند حکومت پٹنه جلوس نمود و از آنجا لشکر گراں ولایت بهار در آمد
 شیرخان چون دید که افغانان را از متابعت بادشاه محمود چاره نیست ناچار
 بسلامت اورنته اطاعت و انقیاد نمود و امر اسے بادشاه محمود ولایت
 بهار را در میان با هم تقسیم نموده پاره بشیرخان گذاشتند و غدر نخواهی
 نموده گفتند که هرگاه ولایت جوینور را از تصرف منحل بر آوریم باز گاهی
 ولایت بهار از تو نخواهد بود شیرخان درین باب قول نامه از بادشاه محمود
 گرفت و بعد از مرسته همت سرانجام لشکر و حصص بنا گیر گرفته به سمرام
 آمد درین وقت که بادشاه محمود بقصد جنگ منحل و گرفتن ولایت جوینور
 می رفت کس بطلب شیرخان فرستاد و جواب نوشت که متعاقب سرانجام
 لشکر نموده می رسم امر اسے بادشاه محمود گفتند شیرخان بس محل است و نکار
 لائق آنکه بجایگزینش رفته ادب را همراه بگیریم و بادشاه محمود با لشکر خود متوجه
 جوینور شد و امر اسے جنت آشیانی که در جوینور بود در تاب مقادست نیاز

لے تاب دای لے اترا نامه لے مراد از ہایوں

بدر رقتند چو نور و آل نواحی بتصرف افغانان در آمده تا ولایت ماکپور
 را ندیده متصرف شدند و در آن وقت حضرت جنت آشیانی در نواحی کالجفر
 تشریف داشتند و چون غلبه و طفیال افغانان بسامع علیه رسید و عنان
 عزیمت بدفع رنج افغانان مطوت ساخت بادشاه محمود بن جهانگیر
 و دیگر امرای افغانان در برابر آمده تقابله نمودند و چون شیرخان
 از سرداری و کلاں تری بن و بایزید در تباب بوده میخواست که خود بزرگ
 شود از روش کار غلبه مغلل برای العین مشاهده می نمود و رخصیه به میرزا
 بیگ که از امرای کبار و سپه سالار مغل بود پیغام داد که چون من پرورده
 هستم فردوس مکانم در وقت جنگ سبب هزیمت افغانان خواهم شد
 چنانچه در روز جنگ با فوج خود طرح داده بکنا لے رفت و جنت آشیانی
 بدفع و فرقه ای اختصاص یافته بادشاه محمود بد حال بولایت پهنه رفت
 و نوشته گرفته ترک سپاه گری کرد تا آنکه در سال ۹۲۹ هجری بمصروف و بولایت
 او برپایه رفعت در آنجا وفات یافت و جنت آشیانی بعد از فتح متوجه آگره
 شده امیر هند و بیگ را پیش شیرخان فرستاد که قلعه چهار رابوے سپارد
 شیرخان در وادن قلعه غدر آورد و امیر هند و بیگ برگشته بملازمت آمدند
 چون این خبر بجهت آشیانی رسید متوجه قلعه چهار شده بمجمع از امراراپشتر
 فرستاد تا قلعه را محاصره نمودند شیرخان عرضیه ارسال داشت که من
 بتوجه رادمه حضرت فردوس مکانی بابر بادشاه برترت حکومت رسیده ام
 لعل ظلم و نازانی -

در جنگ بادشاه محمود بن بایزید سبب فتح آل حضرت شدم پادشاه اگر
 چنان را ابن مسلم دارد قطب خال پسر خود را با نوبج بخندست ز ستاده لواز
 خدمت گزاری بتقدیم رسانم و چون در آل یورش غلبه داشتی
 بهادر شاه گجراتی بساح عز و جلال رسیده بود درین وقت مادر الائن
 نموده عرضش بدرجه قبول افتاد و شیر خال قطب خال را با عیسی خال
 حاجب که بمنزله وزیر او بود بلا دست فرستاد و جنت آشیانی مراجعت نمود
 بهم بهادر شاه گجراتی پرداخت قصه قطب خال یا پانصد سوار در رکاب
 آل حضرت بود لیکن از گجرات گرسخته پیش پدر آمد و درین مدت شیر خال
 فرصت یافته ولایت بهادر را متصرف ساخت و لشکر به بنگاله کشید و اراک
 بنگاله در مقام محافظت گذاهی شده یک ماه جنگ کرد و در آخر الامر گداه
 بهصرف شیر خال در آرمه ولایت بنگاله رفت و بادشاه محمود بنگالی طاقت
 جنگ نیاورده و حصاری که تحصن شده شیر خال ترسیده محاصره بخواب گشته
 چو سکه از زمین در آن بهارفتنه آنگهیخته بود و بجا نب بهار برگشت و خواهر
 خال و دیگر امرای خود را به تسخیر بنگاله گذاشت و چون مدت محاصره
 بطول انجامید و غلدر در شهر یافت شد تا چهار سلطان محمد دانه راه کشتی
 گرسخته بجای آورد و شیر خال خاطر از هفتنه و فساد جمع ساخته و بنیال
 سلطان محمود نموده اولاً علاج جنگ کرده زخمی از معرکه گرسخت و بنگاله
 بهصرف شیر خال در آرمه و درین آل ملک را در آغوش کشید و چون

له خاطر و کرامت له پیچید

جنت آشیانی از سفر گجرات مبادت نموده با گره آمد و فتح شیر خاں را
 اہم دانستہ ریات جہاں کشا بطون چارہ بجرکت در آمد جلال خاں کہ
 در قلعہ چارہ بود و غازی خاں سوار جمعی دیگر را بجلالت قلعہ گذاشتہ
 خود بجانب کہستان چارہ کمند رفت و چون شش ماہ از محاصرہ قلعہ
 چارہ گذشت روی خاں کہ صاحب ارشام تو پخانہ بادشاہی بود در
 دیار سرکہ پیا ساختہ قلعہ بتصرف سپاہ مغل درآمد بادشاہ محمود کہ زخم دار
 از مکر شیر خاں گریختہ بود دریں وقت بلازمت بادشاہ مشرف شد
 جنت آشیانی دوست بیگ را در قلعہ گذاشتہ متوجہ شیر خاں شد و
 او جلال خاں و خواص خاں اکثر لشکر خود را بہ جہانظمت گڈھی کہ
 سرحد بنگالہ است فرستاد و جنت آشیانی جہانگیر علی بیگ و دیگر اطرا
 بیشتر روانہ فرمود و جلال خاں و خواص خاں کہ در گڈھی بودند با
 ایشان جنگ کردہ غالب آمدند جنت آشیانی دیگر بار انواج فرستاد
 و خود نیز از عقب بسرعت رسید و فتح گڈھی شدہ جلال خاں پیشتر
 پذیرفت چون جنت آشیانی از گڈھی گذشت شیر خاں شہر کور
 را خالی کردہ بجانب چارہ کمند رفت و بواسطہ قرب وجوار در اندیشہ
 تسخیر قلعہ رہتاس گم دید تا زین و فرزند خود را در آسنا گذاشتہ لغز
 بال باطلیم ستانی و جنگ جنت آشیانی پرواز و اذال کہ گرفتن آل قلعہ
 بجز و تہرا مکان عقلی نداشت متوسل و تشبیت بدامن حیلہ دہر بیر
 گشتہ کساں نزد راجہ آن حصن فلک اساس کہ راجہ ہرشن نام

داشت فرستاد و پیغام کرد که ولایت بهار بنایت شکست و لشکر بسیار نزد من
جمع آمده از این سبب اراده تسخیر ولایت بنگاله دارم و خاطر سبب قرب و
جوار مغالان جمع نیست اکنون اعتماد بر یاری و دوستی تو کرده اهل و
عیال خود و سپاهیان خود را میخواهم که بقلعه تو فرستم و بخاطر جمع به بنگاله دارم
راجه از قبول این تمسک سر باز زد و شیر خاں دیگر باره مردم سفندان
منحطف و هدایا بخدمت راجه و کلامه او فرستاده پیغام نمود که بجز عورتا
و خزانة چیزی دیگر نخواهم فرستاد - اگر پنج بنگاله نصیب شده بیست
مهاودت نمودم او اسے حق شفقیت شایدا اجبی خواهم کرد و اگر قضیه برعکس
باشد باز عیال و اموال من نزد شما مانده است مغالان که دشمن
قدیم اند افتد راجه آن حصار بطبع آ که خزانة آباد آورده - پرتش ملی
قبول کرد و شیر خاں هزار دولی ترتیب داده بطریق که در هندوستان
عورات را از جاکے بجاکے در دولی نشاندند و برقع انداخته یکی بر سر
در هر دولی بجاکے زنی دو مرد مردانه در آورده و پانصد کس از شیر خاں
دو تن مرد و دو تن بدنه بر سر نهاده چوبدستی بجاکے عصا در دست و پیغام
داده پاسبانے قلعه فرستاد چون در چند دولی که از شیر خاں پاسبانے از بیرون
نشانده بود و خراج سربازان نیز همراه بودند به و متعلقانش غافل
طلق شد و شخص و حبس نمودند و مال و منال را ملک خود اقتدار کرد و
در بالا بردن تمجیل نمودند و بعد از آنکه دولی پاسبانے تحویل کرد راجه بزرگ آنها
له مذحمت گنج گرانایه خبر و پوزیکه یکم خزانة کامه گنج هزار و پوزیکه یکی گنج پوزیکه
عورتیں -

تعیین کرده بود رسیدند که گمان دوزی نشی که راجع ایشان را ازین تصور
 کرده بود با شمشیر اے آریخته مردانه بدو بدو میزد و مزدوران پول شصت
 را که مانند سرخ بر سر داشتند انگنده چو بها علم کردند و روے بدو دانه
 آورده باراجه هر کشتن مخصوصان او که در کمال غلظت بودند بجنگ پیوستند
 در آن اثنا شیر خاں که لشکر خود را مستعد و مکمل کرده گوش بر آواز خود
 را بشتاب سحاب بدو دانه بار سائید و چون در دانه را کشاده دید با اکثر
 مردم خود بدو در آمد و راجه هر کشتن که با جمعی از مخصوصان خود لحظه
 بجنگ ایستاد و آخر چون دانست که کار از دست رفته است در دانه
 عقب قلعه را کشاده بنزد شفت یم جانے بتنگ پا بیرون بدو و شل
 رهناس قلعه که در دریای مسکون نظیر ندارد و با خزائن و دنانین به این
 سهولت بقصد شیر خاں آمد قبل از آن در سنوات سابق نصیر خاں
 فاروقی حاکم خاندیش بهمین که در دانه بیر قلعه اسیر و از اسامیر گرفته بود
 و رهناس بی باله و اغراق در احکام بحدیست که مسافران و نفع
 مسکون مانند آن نشان نمی دهند القصة اکثر بقاع و تلافیع هندوستان
 بنظر مدلف در آمده است اما بحدیست قلعه دیده نشده الغرض در
 حوالی قلعه بهار بزرگ و کوچی و نفع و اتع شده در عرض و طول زیاده
 از پنج سوره از دامن سوره تا در دانه قلعه یک سوره را پیشتر است در دانه
 اکثر اکنه آل حصار سپهر آثار چشمه های آب خوشگوار موجود است بکلیه
 له تجربه کار و از موده له انچه کایه له بدل ابر که بحدیست تمام شصت حج قلعه -

در کمالی کہ چاہ میکنند بعد از حاکم یک ذراع یاده ذراع چشمت آب شیر
 پدید آید و دیگر نظر بر آن قلمی اقتدای اختیار بر زبان می آورد
 که از بدیع صنایع آفریدگار است و بنا بر آنکه طائر بهمت بیج یک از
 بادشاهان عالی مقدار در هواست مدتی به شیر خاں قلم پر و از نکرده بود و تصرف
 شیر خاں در آمد انعامان تو می دل شده اهل و عیال خود را و اهل
 قلم در آورده اسباب قلم داری بر وجه اتم سامان نمودند به بیت
 بپاوه کشاده شود کای سعادت به دست بر آید بهار از درخت
 و جنت آشیانی توت سده در شهر کرد که در کتب سلف به کشتنی در گذار
 توغن نمود بهیش و عشرت گذرانید و پس وقت خورشید که هند ایل نزا
 در آگره و دیوات علم نبی و مخالفت افزاشته خطب نام خود خوانده تیغ
 بجلول را بقتل رسانید آن حضرت جهانگیر قلی بیگ را با تیغ هزار بار
 انتخابی در گرد گزاشته مراجعت فرمود و چون لشکر بادشاهی از کشته
 بهمان و گل دلائی بے سامان شده اکثر پان سپاهیان سقط
 شده بودند نهایت بے سراجامی بحال مردم راه یافته بود شیر خاں
 فرصت غنیمت شمرده بالشکرے زیاده از مورد تیغ بر سر راه آورده در
 نوای جو سار مقابل نمود و اگر و لشکر خود قلم ساخته شست و بعد از
 زسل در سائل تیغ خلیل نام شخص را که مرشد خود میدانست بنده دست
 چنت آشیانی فرستاده بنجام داد که ولایت بهار را تا گنڈمی تهرت
 لشکر و ایل بهادرت تمهید کچھ مسمی می تھے۔

انتخاب از نمایندگان فرشتہ

اولیائے دولت گذاشته خطیب و کاتبان و خدمتکاران و نظریین
چون مقدمہ صلح ترا گرفت لشکر خانی را و شاهی نسبت بدگیرد و زبا بدین غرض
شدند و آب جو سار را یکی بہتر و آنکہ جو سار گفتند شیر خاں ایشان را غافل
یافتہ وقت شب ایستاد و فرمود کہ ہر کس صبح در ۹ صبح ہند و چل و شش
بالشکرے آراستہ و فیلان کوہ پیہر آید و اگر آواز باد شاهی را فرست
ترتیب نشد شکست افتاد و جنت آشیانی را کمال پریشانی متوجہ آگرہ شد

ہمہ سال گوہر خیز در سنگ
و شیر خاں مراجعت نمودہ بہ بنگالہ
در آنجا بودند بدعات با او جنگ
علف نیخ شیر خاں ساختند و
و خطبہ بنام خود ساخت و سال د
دریں وقت کہ بیگانہ را یکانہ باید
جنت آشیانی جدا شدہ بہ لاہور
کہ بادشاہ تربیت ترکمانان می شد
نفاق کردہ بنیاد مخالفت نهادند
بجنت آشیانی از آگرہ بقنوج شت
لشکر منزل بصد ہزار و لشکر افغانا

ساز و جہاں گاہ جنگ
قلی بیگ بالشکرے
نداشتند خود را
بر شاہ خطاب دادہ کہ
تمام متوجہ آگرہ شد
مرزا از خدمت
پشتانی بدال سبب
ایشان می کو شد
و با وجود ایں حال
لذت و دریں محل
میرسد بالجملہ

لے کوچ لے چارہ - خوراک -

در روز عاشورہ ۹۴۷ ہجری بمصر و چل و ہفت لشکر مغل کوچ کرده ارادہ
 فرود آمدن منزل داشتند کہ شبیر شاہ صف آراستہ بجنگ پیش آمد و
 لشکر مغل بے جنگ ہزیمت یافتہ جنت آشیانی در آب سب انداخت و
 بہ محنت تمام بدرآمدہ متوجہ لاہور شد و چون شیر شاہ تالاہور تنہا بے نمود
 جنت آشیانی بجانب سندھ روانہ شد و شیر شاہ تا خوشاب و تالاب نمود
 و اسٹیل خاں و غازی خاں و فتح خاں بلوچ دوانی کہ سروار طائفہ
 بلوچ بودند آمدہ شیر شاہ را دیدند و شیر شاہ کوہستان سندھ حوالی کوہ
 بالات را ملاحظہ کرودہ در جلد سے کہ قلعہ ضرور بود طرح قلعہ انداخت
 و موسوم بر ہتاس کرودہ دریں وقت خواص خاں غلام خود را کہ لہی و
 مردانگی اوز نام بادشاہی کہفت آوردہ بود امیرالامرا اگر دانیدہ عشر
 ملک محروسہ باقطاع دے مقرر فرمود و اورا باہیبت خاں نیازی
 و لشکر سے بیاہ و آسجا گداشته بجانب ہندستان مراجعہ کرودہ چہ
 باگرہ رسید شنید کہ خضر خاں شیروانی کہ از جانب ادھاکہ گنگا بود و خضر
 سلطان محمود بنگالی را بقصد در آوردہ در شہت و بر خاں
 بادشاہاں ملوک می نماید شیر شاہ گفت علاج واقعہ چہ بود و
 کہ دپس ایں ہمہ را واجب دانستہ بجانب بنگالہ ہضہ فرستاد و خضر خاں
 شیروانی باستقبال آمدہ مجوس گشت و شیر شاہ ولایت بنگالہ را بچند
 کس قسمت نمودہ ملوک، ملوانت ساخت و قاضی فضل را کہ از علمائے

و شیخ عبدلکی و شیخ جمالی مصرع و یک گفت مصرعہ -

تولیت مصطفیٰ الانبیاء فی عبیدی

بالجمله شیرشاہ مدت یک سال در آگرہ قرار گرفته سرانجام لشکر و ملک نمود و بہیت خاں حکم فرستاد کہ ملتان را از تصرف بلوچان برآورد و او رفتہ با فتح خاں بلوچ جنگ کرد و غالب گشتہ ملتان را منخر ساخت و شیرشاہ رعایت او کردہ دسے را خطاب اعظم ہلالی داد و در سنہ ۹۵۹ ہجری بمصر و پنجاہ یونان مل و لد را بہر سجدہ پورسیہ در قلعہ را پسین علم غلبہ و استیلا نوشتہ اکثر برگنات آن نواحی را متصرف شد و ہزارہ عہدات مسلمہ را بہریم خود نگاہ داشتہ ازین سبب عہدی ہمیت شیرشاہی بکرت در آمدہ و تسخیر قلعہ را پسین پرداخت و چوں مدت مباحصرہ داشتہ او کشید شیرشاہ سخن فتح در میان آوردہ با پورن مل عہد و پیمان بست کہ با و ضرر جانی نرساند پورن مل با زنان و فرزندان و چہار ہزار را بچہیت نامی از قلعہ برآمدہ بیرون منزل کردہ از غلامی وقت پیرزا رفیع الدین صفوی باوجود عہد پیمان نتوانستہ بہ قتل پورن مل و او شیرشاہ تمام لشکر و فیلان کوہ پیکر آراستہ بر سر پورن مل خستاد و اما از اطراف لشکر او را در میان گرفتند پورن مل و را چوتان دل بزرگ ہنادرہ کار رستمائی کردند کہ داستان دہم و اسفند بار باز بچہ شد و پروانہ وار خود را بر دم تیغ و تیرو و ندان قیل بے محابا بفرستادن زدند کہ جلہ بازن و فرزند خود را کشتند و سوختند و شیرشاہ مراجعت نمود

با گره آمد و چند ماه تیرا گرفت و بتازگی سرانجام لشکر نموده متوجه تسخیر ولایت
 مارا و اتر گردید و در هر منزل گرد لشکر را بختندی و قلعه استحکام میداد و لوازم
 عزم و احتیاط بتقدیم میرسانید و چون به زمین ریگستان رسید و بستر قلعه
 شش روز گشت بفرصت و اندیشه درست بفرمود تا جواهرها بر ریگ ساخته
 با آله هم میگذاشتند و قلعه می ساختند اول بر سرال دیو که حکومت و ولایت
 ناگور و جود پور داشت و در میان راجاهای هندوستان بکثرت لشکر چشم متاز
 رفت و قریب پنجاه هزار سوار را بجهت در طلب رایت راس مال دیو جمع گشته
 قدرت یک ماه در نواحی اجیر و برابری شاه شست و پنج یکدم در جنگ پیش رفتی
 نمی نمود و شیر شاه حقیقت اورا استخوان را آورده از آمدن خود پیشان گشت اورا
 چو مال دیو و ارشاد آں ملک نبود بلکه خرد ج نموده بطلب راجاهای آن
 حدود را مشغول ساخته بود و آئینه راجا فرستاد یافته نزد شیر شاه آوردند
 بشیرت شیر شاه کتابت از زبان امراسه مال دیو بخط هندی به شیر شاه
 نوشتند که ما بنابر ضرورت درین مدت اطاعت مال دیو می کردیم و بخواهیم
 او ساخته شطر لطیفه غیبی بودیم الحمد لله که شیل تو بادشاه متوجه این شهر
 گشت تا انتقام چندین ساله ما را از دست کشد پس هرگاه لشکر نظر افرو اسلام
 نزدیک برسد ما از راجه مال دیو جدا شده بکشت مالی ملحق می گردیم بر وفق پهل
 مکتوب بنیاز از زبان شیر شاه نوشتند که انشاء الله تعالی بعد از فتح و
 شکوایت مال دیو شمار مغز و کرم داشته چنین اقطاع موردی آباد اجداد

آذری میذاریم باید که خاطر جمع داشته در اظهار لوازم دولت خواهی خود را
 لغات در ادب پس آن کتابت مزبور را بطاعت اخیل بدست مالک خود
 و مالک که همیشه از زمینداران امرای خود اندیشه و دغدغه در خاطر داشت
 از مطالب مکاتیب هر سال شده بآنکه سه چهار منزل بقصد جنگ پیش
 آمده بود تو تعجب نمود و کوشید نام که از امرای او بکشت سپاه و دغور
 شجاعت از همه مردم امتیاز داشت در پیش رفتن و جنگ کردن مبالغه
 بسیار بجای آورد و چون یکی از کتابت نام که سپاه بود و یقین مالک
 شد که او برای مصلحت خود تر غیب تنالی نماید تو همیشه زیاده مشاهده
 لازم مراجعت گشت و کوشید و دیگر امرای او هر چند نصیحت کردند و می
 نیفتاد و ایشان چون بر زمین کتابت خلیه امیر شیر شاه مطلع شدند نه از
 نصیحت پیروانی که در مذمت همه کس خصوصاً راجه پوتان اخیل جنگ و
 عارضه اندیشیده با اتفاق بنالید و گفتند که دولت خواهی و انظار اصل چون
 محمول بر اتفاق می شود واجب است که براس دفع منطقه آتشیر شاه
 چندال حرب نایم که فتح کنیم یا کشته شویم و بالاین قرار داد خواهی نخواهی
 دواغ کرده وقت شب که مالک کوچ کرده بود لایت مورد دست خودی رفت
 کوشید و دیگر امرای بزرگ با دوازده هزار سوار که در جمع سوارگی از ایشان
 آتار موافقی بنظر رسیده بود بعزم تبخیر بجانب لشکر شیر شاه روان شدند
 و راه غلط کرده در دوزخ لشکرگاه شیر شاه رسیدند و از کمال حیرت غیرت

با افغانان که بے اغراق هشتاد هزار سوار بودند بجنگ ایستاده مصاف دادند
 اکثر افواج افغانه را برهم زد و نزدیک بآں رسیده بود که شیر شاه فرار نماید ناگاه
 یکے از امرائے عمده افغانان موسوم بجلال خاں جلوائی معروف بجماعت
 و کاروانی به لشکر تازه زور رسیده هم از گرد راه بر راجپوتان حمله آورد و ملک
 جمیعت ایشان از هم پاشید و کونیا و دیگر راجپوتان کشته شدند و شیر شاه
 که بترسکت متیقن شده بود ظفر یافته بر زبان آورد که برائے یکساعت
 از زن بادشاهی هندوستان را بر باد داده بودیم چه که در ملک مالدیو
 بسبب کثرت ریگ و کمی آب مثل دیگر ممالک هندوستان گندم وجود
 و نخود و بیشک و تنبول و برنج خوب نمی شود و اکثر مزدعات ایشان
 از زن ست که بزبان هندی آں را با جرا گویند و نیز مالدیو از جنگل مرآت
 بیگانه از قتل ایشان و تیردیر و حیل افغانان مطلع شده تا سفت بسیار
 خور و دانا کام به کوهستان حمد چپورگر گنجت و شیر شاه بعد ازین فتح که نه
 در خنده بازوے او بود بقلعه چتور زنه بصلح گرفت و مراجعت کرده به زن
 تنبور آمد و چو قلعه زن تنبور را بسجا گیر عادل خاں سپهر بزرگ خود و او و
 عادل خاں چند روز خست گرفت تا سیر قلعه و سرانجام آن وقت منوره شهاب
 آمد و شیر شاه از انجا بجانب قلعه کالجهر که حکم ترین قلاع هندوستان است
 منصبت کرده و راجه کالجهر بواسطه بدعهدی که در باب پورن علی یدیه بود
 اطاعت نکرد و در مقام مخالفت شد و شیر شاه قلعه را مرکز دار و زبان گرفته

له بلا باله له غده چنا با جرا له لایق که گزاره

بساختن نقب و سرکوب و سابطا اشتغال نمود و چون سابطا قلعہ رسید شیرشاہ
 از اطراف جنگ انداخت و در جائے کہ خود ایستاد بود مردمان حقہائے
 پر دازعی تشنگ باندردن قلعہ می انداختند اتفاقاً یک حقہ بر دیو قلعہ
 خورده برگشت و شکستہ در میان حقہائے دیگر افتاد و آتش در گزشتہ شیرشاہ
 با شیخ فلیل مرشد خود و ملا نظام و دانشمند و دریا خان شروانی سوختند و
 شیرشاہ بال حالت خود را بر محل رسانید و هر لحظه کہ نفس می کشید شور بهم
 می رسانید فریاد کرده لشکر را بجهنگ ترغیب می نمود و مقرران خود را بتاکید
 و اتمام تمام جهنگ می رشتاد و در آخر ای روز کہ دوازدهم ربیع الاول
 ہند و پنجاہ و دو بود خبر فتح قلعہ شنیده و وضعیت حیات سپرو منظم
 در روزگار خجیں حالتی پسند آمد کہ خوب زشت و بد نیک و گند زید
 برین صیفہ یناز خانہ خورشید نگاشته سخن خوش بآب زد و یدم
 کہ اسے بدولت و دزدہ گشتہ مستنظر باش غزو کہ از تو بزرگتر یدم
 شیرشاہ پانزده سال در امارت گذرانید و پنج سال بادیستاشی بلاد
 ہندوستان کہ و قتل و تدبیر عیاب امتیاز تمام داشت و آنرا پسندیدہ بسیار
 گذاشت چنانچہ از بنگالہ و شاہ گھاؤں تا آب سندھ کہ آب نیلا بہا بہا داد
 یک ہزار و پانصد کردہ است و در ہر یک کردہ سرای ساخته چاہ و مسجد ازشت
 منج پر راختہ موزن و مقری و اما سے مقرر نمودہ آنرا و طیفہ می بین کہ و د
 و ہر ہر یک در داڑہ طعام بختہ و خام برائے مسلمانان در داڑہ و دیگر کذا کشتہ

لے سرکبہ ربہ سہارن پڑھتے دلاگتہ استاد عہ اسی طرح

براسے ہندو ال مقرونوہ کہ دالم میرسانیدرناما سا فران عسرت نہ کشیدہ
 باشند و در ہر سرداد اسپ بام کہ بزبان ہندی ڈاک چوکی گویند نگاہ داشتہ کہ
 ہر روز خرنیلاب واقصاے بنگالہ بادی رسید و دریں راہ ہر دو جانب و
 نیاباں از درختان میوہ دادہ از قسم کھرنی و جامون و غیرہ نہال نشانیدہ
 بود کہ خلایق در سایہ اش آمد و شرمی کردند و ہمیں طریقہ از آگرہ تا سندو کہ
 سی صد کہ رہست درخت میوہ دادہ برپا کردہ بود و سرا و مسجد ساختہ و در عمارت
 اضیت برتبہ بود کہ متر و کین در محراب دیا بان ہر جا میرسیدند از کالائے خود
 اندیشہ نہ کردہ بفرارخت می غنودند گویند اگر زائے باشد کہ پراز طلا در محراب
 خواب کرے حاجت پاسبان اصلا بنوے شیرشاہ ہر گاہ کہ دریش نہیند خود را
 و در آئینہ دیدے گفتے کہ دولت و شاہی نزدیک بوقت شام بمن رہے
 کہ وہ پس در یہ باب تا سفت بسیار خود سے و شعر میخواند و ہندوستانیانہ
 گفتے۔ القصہ ایس بیت صحیح بگینہاے دوست۔ بیت

شہ اشراقی تریا و دالم
 اکثر اوقات خود را صرف کار خلایق کردے و سرا انجام سپاہ و تیار رعایا
 بود جی نمودے و ہر طریقہ عدل و داد استقامت داشتہ۔ بیت۔
 پس از مرگ ہر کس کہ دنام ماند
 ہما کہ در زندگی کام ماند
 و شاعرے تا بچ فوت او گفتہ۔ قطعہ۔

شیر شاہی کہ از ماست او
 شیر و ز آب را بہمی خورد

لے لے اد پریشانی ہے آنے جائیے مراد ساز لے ابابیل غیر لے ٹو کرے۔

چوں رفت از جهان بداد بخت گفت تا یخ اوز آتش مُرد

۹۵۲

انتخاب از رقعات عالمگیری

بنام بادشاہِ ہزاوہ کلاں سلطان محمد معظم شاہ عالم بہادر

بہ تعجیل۔ ہمین پور خلافتِ نذرند سادت توام محمد معظم حفظہ اللہ تعالیٰ وسلم
اعلیٰ حضرت فردوسِ منزلت بگزفتن ولایتِ بلخ و بدخشاں و خراساں
و ہرات ملکِ قدیم و سورہی توجہ مفرط داشتند و کمر را انواعِ بادشاہی
بر سر کئی مرا بخش بآں صوب فرستادند چنانچہ اکثر آں ولایت فتح
ہم شد لیکن بہ سبب کم جہاگی آں نامراد کہ بے طلب حضور بر خاستہ آمد
باستالہ ابائی و اکابر آں دیار نیرداخت۔ ملک مقبوضہ و مفتوحہ از
دست رفت و غنمت و در ضائع گشت۔ از اینجا است کہ گفتہ اند از
پسرنا خلعت و خمر بہتر۔ نظر بایں توجہ کہ سخ اگر برزتو اتد بہر کام کند۔
این غنائی را آزد بانی است۔ بد میرش غیر ازین کہ بہرہ آہستہ خضرست
را با فوجے شائستہ و سامان بائستہ بآں سمت بفرستیم دیگر از اچھی آید
با وجود تا کیدایت حضور شائقند ہار را نگرفتہ آید۔ تا ایں ہم چہ رسد۔

لے مراد از شاہجاں لے از حد و لا شتن لے سردای لے اچھی باؤں سے اپنی
طرت مال کرنا لے مراد از عالمگیری لے ضروری و محتاج الیہ۔

ظاہر کار از شناسیت - عارف بخود پُر عارف است - ایں نمود بے بود خود
آفتاب سر کدہ است - بدست آمدہ چہ دنیا مد چہ - شما فکر خود کنید کہ در سجاد بہ
ہیچ شال چہ رو خواہید نمود - و در آنجا کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ و حضرت اعلیٰ
رقعہ ۲ - مین پور سلطنت ! بر اسے اضافہ پسر چارمین کہ ظاہر بسیار دوست
می دارند - عرضداشتیکہ نوشتہ بودند بمطالعہ در آمد - بیشی مراتب خود بر بزرگ
اسکان ندارد - و طرفہ تر اینکہ آن فرزند خیر خانہ خود ندارد - خبر یہ و اخراج پسر
از کجا یافتند بہر حال - ع - عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است سپاس
خاطر آن فرزند بطور دیگر رعایت کردہ خواہد شد

رقعہ ۳ - مین پور خلافت ابا وجود سلاست نفس فتح اشرف خان را چہ را
ناخوش کردید - مادر ایا م شاہزادگی با اُمرا مچو سلوک می کردیم کہ ہمہ را مہی
بودند - در حضور و ضیبت بہ خوشدلی کہ رعیت و توصیف می کردند بل با
وصف اقتدار برادر نامہر بان بعضی ہا ترکب زقاقت او کردہ ملازمت ما اختیار
کردند - جمعی کہ با شارہ برادر نامہر بان حرکات ناملائم کردہ حرفہاے
بے ادبانہ ہر زبان آوردند - باز یافتہ اغراض و تحمل متنبہ شدہ از سر انصاف
افراد بصاحب حوصلگی ماکر ذہن انقش سرداری و بہادری ما بلوچ خاطر
اشرف اقدس اعلیٰ حضرت مرثیہ گشت و کار ہاے دست بستہ
باز در بازوے ایں موضع ضعیف صورت گرفت شما مثل فتح اشرف خانہ را
رنجیدہ خاطر کردید - مچو سپاہی جگر دار ہمہ کادہ را کہ بکار عمدہ شما می آمد

لے کنایہ از انتہای عمر و زندگانی لے کوڑا لے ہوشیار ہمہ نقوش لے مشقت کرنے والا

شکسته دل نمودید - فرد -

گر صدر از لعل و گهر سبزی چه سود دل را شکسته اند که گوهر شکسته
مضه نامضی حالام اگر در جوی کیند بهتر و راه اصلاح کار نیست -

بیت

ای صیحه گشت بشنود بهنگام که هر چه با صبح شفق گوید بت پذیر
بیشتر هر چه رعنا - سلام بر آن کس است که پیروی راه راست کند -
که قصه هم - بین پور خلافت با منم خال از حضور رخصت یافت تا جلد
رسیده آنچه بزبان او حواله شده - ابلاغ نماید - از خود خبر نمیت که کیتم
و کجای روم ؟ بر سر این عاصی پسر عاصی چه خواهد گذشت - حالا از همه خرس
می شوم و همه را بخندای سپارم - فرزندان نامدار کما نگار را بایده شمع خالفت
کنند و مجوز کشف و خون خلق که بند پای خدا نید نشوند - آنچه منظری آید
طرحه بنگامه بر پاشدنی است - آید و مطلب الطوب توفیق خفاظت خلق اندر
و دایج بدایع خالقند - چراغ راه سالکان طریق ریاست و ملک دایمی کما و

بنام پادشاهزاده محمد اعظم شاه بهادر

رقعه ۱ - فرزند عالیجاه اسپ را بهوار که این مرتبه براسه مافرشاده
از سواری آن خیل خوشیم - و یاد از غمخواری اسه پدر پیرانان فرزند
جوان سخت می دهد - از کمال تحفظ بخوش خرام موسوم شده -
له یا مجیب له دل کما پیر نه دالاته جمع در بیت بنی امانت همه خوشی -

چوں آں فرزند در تجویز نام مطابق ہر چیز ہمارت نام دادند برائے ہر کسے
از اسباب خاصہ مکہ فرست آں بقید رنگ و نسلِ مرسلہ آختہ بگی خدا پرست
تجویز کردہ بہ نویسند۔

رقعہ ۲۔ فرزند علیجاہ۔ ڈالی انبہ مرسلہ آں فرزند بذاقتہ پدر پیر خوشگوار
آمد برائے نام انبہ گنام استہ عامودہ اند۔ چوں آں فرزند جودت طبع
دادند و داد انکیلیت پدر پیر چرامی شوند بہر حال سد ہارس و دستا بلاس
نامیدہ شد۔

رقعہ ۳۔ فرزند علیجاہ ہمزہ کچھڑی بریانی شاد از رمتان بیادی آیمہ اکت
کہ تہذیبی اسلام خاں باں نہی رسید میخواستہ کہ سلیمان بریانی پدر از شہاد
بگیرم اما شفقت پدری اقتضا نکرد۔ اگر از شاگردان او کسے ہمارت
ایں فن دانستہ باشند طلبیدہ آید و الا خوشا و زے کہ بیا پند و تجویز نہ و
بخور اند۔ بیت۔

خوشا و تھے و خرم روزگارے کہ یارے بنجور و از وصل یارے

بیت

ہوس از سرم یک سر موزنت سیاری ز موزنت و از زرفت
رقعہ ۴۔ فرزند علیجاہ محمد اعظم حفظہ اللہ تعالیٰ و سلم ظاہر اور سوار می
خنے جلد دند میردہ چنانچہ سید سائبان بردار ایشاں از پادراقتادہ
زندگی را جواب داد و مدتی در حضور مجھنور ماندہ طریق سوامی دیوانہ

لہ دارند و طلب لہ درخواست تہہ کیا تم کا کھانا جس میں چاول اور چٹا شامل کر کے بکھایا جاتا
تھے چیز کردار۔

بہر اخلاف آن پسندیدہ اند۔ فرد۔

آہستہ حشر ام بلکہ مخرام زیر قدم ہزار جان است
 رقعہ ۵۔ زوزد علیجاہ محمد اعظم حفظہ اللہ قوالے و سلم احسن بیک ویرال کار
 چکلہ کوڑا بر عایت خاطر افضل اجل معزول نشدہ۔ رعایاے آسجا
 دادیلا دادہ۔ و سر بگت میزنند و میگویند۔ رع۔ اگر تومی نہ ہی داد و زہ
 دادے ہست۔ محاسبان حقیقی ظلم عمال بنام ماوشما ہی نو لیسند۔ جزاے
 اعمال حق دانستہ۔ باحوال سکنتہ آسجا دادہ۔ و آلا جاگیر تفسیر خواہ شد
 و عوض نخواہند یافت۔

رقعہ ۶۔ زوزد علیجاہ آسچہ معلوم میشود مصطفیٰ قلی بیک ویران خاص
 آل زوزد کار با بجز ورسی سرانجام میدہد غنیمت است اضافی منصب
 و خطاب خانی اگر بنویسد دادہ آید۔ آدم خوب نسل طلاے بخش است۔

بیت

اچہ جہتیم و دیدم کہ بسیار است نیست نیست ہزاران دین عالم کہ بسیار است نیست
 روزے سعد اشترخال مرحوم بجز زراغ از اوراد و وظائف تا دیرے دست
 بد عابد داشتہ۔ یکے از نمازے گستاخ پرسید کہ ام آزد باقی است ؟
 گفت آدم خوب۔ "الحی حرف خوب بے گفته۔ ہر چند جوہر دیانت و امانت
 و طہارت انسانی جہت نیست بہر کہ حق قوالے کرامت کردہ باشد۔ اما ہمت
 و انصاف آقا را نیز و ظلم ہست۔ کہ نوکر را مرقہ الحال داد و جہت بخش
 بہ۔ بران کنندہ کہ آید کہ تہہ بہ تہہ جہت عامل اپنی کار گذار و جہت را نہ نہ کہ تہہ کہ تہہ بنیات

مقدار احوال فارغ البال دارد۔ تا ضرورت عالم تعلق خلل اندازد اعتقاد
اوشود۔ رع کہ مزدور خوشدل کند کار بیش ۔

رقعہ ۷۔ فرزند عالیجہ با باظار جاسوسان معلوم شد۔ کہ شاہ راہ از بہادر پور
تا نجفہ بنیاد خالی از مخاطرہ نیست۔ طاع الطریقان مال بیو پاریاں و
سازان بنارت می برند۔ و ترددین باسنت نمی توانند آمد و رفت نمود ۔

ہر گاہ در قرب لشکر اوشما این حال بودہ باشد واسے بر حال طرق و ہر
دست معلوم میشود کہ سنیاں اخبار معتبر بآں فرزندنی رسانند۔ از انجا کہ

غفلت و بی پروائی خلاف طریق ریاست و جانبانی است۔ کاتبان جدید
بہدیت یقین نایند۔ و عملہ و فعلہ پیشین را بنرا رسانند۔ و نو بجے مستعد مقرر

سازند کہ استیصال نصدان از یخ و یمن کردہ شاہ راہ از شہر جماعت
جاسیان یک سازند ننگ بد عملی۔ اس کے گوارا تو ال کرد۔ بیت

من نمی گویم نایان کن یا فکر سود باش اے از دست بخر دور ہر چہ باشی زود باش
رقعہ ۸۔ فرزند ارجمند عالیجہ آب خوردہ سفید چینی خوش تماشیں کہ

اکنوں با وجود تلاش بہم نیرسد بطریق پیش کش آدرودہ۔ بودند درین ضمن
کسی کجکڑہ نیز بنظر گذشت برائے آں فرزند دلبند فرستادیم شکر ہر دو عطیہ
بجا آزند و در ارسال طوالی انہ بتلافی مافات کوشند۔

رقعہ ۹۔ فرزند عالیجہ! یاد داریم کہ روزے بخدمت میاں عبداللطیف
قدس سرہ الشریف رفتیم۔ و در اثنا کے کلام گفتیم۔ کہ اگر اجازت باش

لکھنؤ کو۔ و ہذا ملاحظہ آئے ہا۔ و لکھنؤ سے۔ و لکھنؤ سے۔ و لکھنؤ سے۔

چند ہزار مضامین مکتوبوں کے لئے مصارف خاتقاہ مقرر کر دیے گئے ہیں۔
دو مصرعہ بزرگان صدق و تہجد پر لکھتے ہیں۔ بیت۔

شاہ مارا دہ و ہر منت نیست رازق بارزق بے منت دہر
گفتم بھینچن است اما تقدیم خدمت بقرا و اہل اللہ برائے خیر و برکت
و ہستی و عاقبت خود و حصول دعا کے مزید نعمت و دولت است نہ برائے
آرزو و منت گفتم اگر فی الحقیقت از تصیم ارادہ باطن نیت خیر است
نعمت غلات از حصہ بر عایا بگیرند بلکہ مظلومان محنت کش زیادہ از ان
دارند۔ داور اردو فیض برائے گوشہ نشینان متوکل کہ زبان سوال ہے
بیابا نہاد و دروایا کے دیوان سکن دارند مقرر سازند و بدار مظلومان کو
رسند کہ حق کسے تلف نشود۔ دوست اقویا از حال صنفا کوتاہ باشد۔
افرونی دولت و نعمت مشاہدہ نمایند۔ بتقریب دانش سکھ چکھ سکھ
ایں نقل بیاد آمد کہ بے اختیار بآں فرزند قلبی شد۔

رقعہ ۱۔ فرزند علیجاہ ادا دہنہ توپ خانہ و دیوانخانہ را فرجیدار
نواح احمد آباد کردہ اند۔ و ادھتھا نجات بنویشاں داترا بے سردا نھار
سیدہ مستغنیان بجاہت داروئے مذکور بدالہ الٰہی فرزند باری یا بندہ
و بیسے مال مردم خوار و دہان رفیق و مادوش شدہ خلق افشاں ایدای دہند
حیرانم کہ در وقت جزائے اعمال چه جواب خواہیم داد حق سبحانہ تعالیٰ
نہ قریب۔ گاؤں لکھ و مگر جہاں مشائخ اہل درویش عبادت کرتے ہیں تہ بجالانا۔ سکھ
جمعہ زاد یہ بھی کچھ و عزائم و رشوت۔ خار تہ فریادی۔ رادخواہ۔

عادل است اگر ظالم را کافر دیکشم هر چه ایست که از ظالم مایه بر آید بدست
و بآل سرور ایم که ظالم را زور وادان و بداد و ادخواه نرسیدن در می خود بخیزد
ظلم بودن است بهیبت -

خندم از گندم بر وید جو ز جو از مکافات عمل غافل شو
رقعه ۱۱ - زنند عالجاه باشل نه ایدر با وضیضه بیچاره تا که بحال تیاره
و محروم خواهد بود بر ما و شناختی دارد و نواسه اش آنچه کردند تیر آں دیدند
تبلت حتی بیچ سال نباید بود و داشته باشند که روزی که فیل فتح جنگ
خال بر آں زنند حمله آورد میر محمد چه کار رستمانه کرد فیل را از شوخی باز
داشت و خلعت عنایت نگرفت که حق خانه زادی بجا آوردم مزد چرا
بگیرم بر اے خدا و خاطر ماسینه را از کینه دیرینه پر از اند و آں ضعیفه را
که غیر شاد دیگر سے ندارد و شمول عواطف سازند -

بیت

پدیان خود را بغیر اے قهرمان که هر گویا یزد پرورده غنچه
رقعه ۱۲ - زنند عالجاه از سر سدا شرفاں در حضور پدر آید -
اعلیٰ حضرت سبب پر سید نه عرض کرد که فقره چند ده بیاضی به نظر آورده بود
نقل بر سید اشم تا بعضی را نامم ۱۰ قیام بنیان سلطنت از عدالت
انزالش ملک و مال از ثجاعت و قیادت صحبت داشتن با علما و
فضلا و محترز بودن از قرب جملا نشان عقل است - عامل بودن بر
له یونانی -

عقاید مستقل مانند در عین شد اند - مقصود بود در امور و سیدی
از تدبیر - راضی و شاکر مانند بر تقدیر و بر پائی خاندان از ترحم نمودن
بر تیمار و محتاج نشدن خود از کار وائی محتاجان - انصرام امور ملکی
بصلاح و صواب و ذرا - منظور و منظور بودن با ستم و استغناء - ندرست
ماندن از نیت از آنکه در درو و دروستان آسید رحمت داشتن از جناب حق
بعده حرام مجرمان ال حضرت خلیه محفوظ شده - بوسه بر پیشانی حسان
برورد و آورد و آخر روز چند تھان محمودی زرد و زمی یک رنگ بخان مذکور رحمت
فرمودند و خاتم که سناستند و نه با شتم بآں فرزند و لکن ہم نوشتم توفیق عمل به
بمکنال رفیق باد -

رقعه ۱۳ - فرزند سادات توام محمد اعظم حفظه الله تعالی و سلم نظام را
پسر ناظر دیوان خانہ آں فرزند عالیجاہ در نقار خانہ قمار می بازی و حیث
صدیق با وصف و دعوی جہاں بانی این ہمہ غفلت و نسیانی ہر کار ہا
چہ شد کہ خبر نمیرسانند - یا از فروشی خواہد بود - کاتبان جدید مقور سازند
تہدید کنند -

رقعه ۱۴ - فرزند عالیجاہ اجانا عزیز! چند فقرہ از بیاض اعلیٰ حضرت
خوش آمد - با تقضای شفقت ظہری بے اختیار بآں فرزند از جسد
نوشتم کہ تنہا متلذذ بنائیم چندین چیز بہترین اعمال است - و نہ دادن
مردم بد و سنجیدن بدم حصول مقصود نہ بجانیدن مردم خوب مزاج -

اینکہ ای کہنے والا! و در کرنامہ قبول مکتبہ لینی داد و غنہ فراموشی

نخواستن با کمال احتیاج صحبت داشتن با اهل بیاد ^{آفرین} حتی که درن تابان
با استعداد باز دادن پیش خود بروم مجال دادن بار باب استحقاق بقدر
توفیق پیش از سوال کرم داشتن اهل فضل مصروف نبودن مزاج
بدل بدل نکردن با قوال غیر عقائد بے خبر نبودن از احوال شوکانیان
بے مکالمه بیعت و آفرین وجود یگانگانی که یگانہ از خلق باشند
پیش داشتن بیتی که مصالح امور دنیا و عقبه بودند در عصر ہم مردم
خوب بیاد اند اما دل متفحص و توفیق پیش آوردن آنها که ظاهراً
بعد چندے برتر ازین خواهد شد - فرد -

من ز وضع زمانه در سنگرم که مباد ازین بشم سگرم
شما که داعیه جهان بینی دارید بگوئید و بخواهید و بگیرید و نگاه دارید -
له قعه ۱۵ - فرزند علیجاه ادر احمد آباد میر عرب درویش را دیده اند
البته باز بودند - و سلام این شرمندہ عقبے و طالب دنیا را ابلاغ نمایند
و خیر عواقب امور و سلامت ایمان از دل و جان مسلیت کنند و کوشش نمایند
که نزدیک یاجل و دوری از حسن علی عمر این غافل بے حاصل
گذشتند - قدری که مانده نیز لا حاصل می رود - قدم حیات پیش رو نمک
نجات پس - فرد -

آنچه ما کردیم بنمود هیچ ایمانه کرد در میان خانه کم کردیم صاحب خانه را
له قعه ۱۶ - فرزند علیجاه - آنحضرت از سعد الله خاں پرسیدند که

اسباب خوشنودی خالق و خیریت عاقبت چیست عرض کرد که عدالت و سخاوت است
 آن که حضرت آفریدگار و ذات اقدس آفریده - شخصی از راه کنایه بجان موصوف
 گفت که مردم متدین و وفادار در هر صد روز کار کمتر اند شاید بنظر شما
 و آمده باشد جواب داد که زمانه از آدم خوب هیچ گاه خالی نیست صاحب
 می باید که دریابد و آنها بزرگوار و بکار خود بسیار و دیگرش بر حجت اهل
 غرض و حق او نگذارد - اعلی حضرت می فرمودند که مردم متدین و آبرو
 طلب و متصدی خوب چیست است - هر که خدا بخواهد بر تبه است و فائز
 گردد اند باید که نفسی آسان نماید و جوهر تابی و ایگانه سازد اگر چه بیکانه باشد
 و از جابل بی جوهر بیکانه شود هر چه از خود را ایگانه داند تصدیق آسان است
 قریب دوست افتاد نیست -

رقعه ۱۸ - فرزند عالیه او از سیه اعلی حضرت در خور است بدو را شکوه ارشاد
 نمودند که در حق آنرا سبب پاوشا - پت کج خلق و بدگمان نباشد - و هم را
 مشمولی عواطف و الطاف دارد - و عرض غرض و نیز خشن سارانی در
 حق این جماعت نشود - که این جزوت و سفته بکار خواهد آمد از بسکه دل
 می سوزد و جوت ناگفتنی می گویم - نفاق با مردم کار ضائع کاری است -
 رتبه ۱۸ - فرزند عالیه او - در سیه اعلی حضرت تمام به غسل خانه تشریف
 آورده - سعد الله خاں و علی مردان خاں موجب طلال خاطر ایشان
 است - و نمودند - آنحضرت فرمودند که چند کس از اطفال ملک و مال
 است و بخیمه و شوم -

طعمه اجل شده اند و مردم دیگر با فرد شکوه بالفعل بنظر نمی آیند که نه در تحمل
چنان امور خفیه توانند شد - باندیشه اینکه بهادرتظام استر شود و خاطر سردست
تخلیج حال عرض کرد که در حق مهابت خلافت ازل بنیاد شخصیت شخص قدسی
بالفعل پنجمین از نوکران خانه غلام چنان تربیت شده اند که منصبی را که
پادشاهی و خدایت مبرکیات در حق دهنی معاملات منزه از اندوه و استماع این
حزین در مزاج اشرف فرستے پرید آمد حکم شد که آخر روز بلازست بیاید تا سیر
صورت و سیرت آنها کرده شود - چه خوش باشد - اگر کار با سبب خاطر خواهد گشتی گردد
چنانچه بر وقت بجهنم بر فور آمد - بعد تحصیل دولت ملازمت اقدس عرض بی
انسانی و کاروانی داده - هر یک بنایات و قدر وانی خود پو آفاق بنصب
لاکن از افتات و تابینان عراختصاص یافت - آنحضرت خلل مذکور ما
نیز مشمول عراطف خاص فرموده یک هزاری ذات دود و صد و ارباضاد داد
فرمودند - مصرع - ای دقت تو خوش کردمت ما خوش کردی -

خان موصوف در حجب شکر اند پذیرائی عرض خود و تفضلات خداوند قیمت

یکه هزاره فرما بل استحقاق بخشش کرد -

رقعه ۱۹ - نوز در حالجاده - کاسیاب خان پیشکار بخشی فنا یافته است - بیت -

هر که تیغ ستم کشد بیرون فلکش بهم بدان بریزد خون

اگر چه براسه نسیم که دید کردید اما اگر استیصال ناره و جان نریند شهید

خوب بود و مندا قصاص اگر چه از آئین عدالت است لیکن ولی آزادی

له برکت نه با نه خاکه کنایه انتظام کرنا بدست کرنا نه رواں که مطیع دفرانج را

موجب ناخوشنودی حضرت باری است از نیجاست که گفته اند - ع -
در عقول نیست که در انتقام نیست

فرمان بنحط انور در حالت نزع صادر شد

سلام علیکم وعلی من لدیکم پیری رسید و ضعف قومی شد - توت از اعضا
رفت بگانه آدم و بیگانه ای روم خراز خود ندارم که کیستم؟ و چه کاره ام؟
نفسی که بے ریاضت رفت - امسوس آن باقی ماند - ملک داری و عیت پدید
نیج از من نیامد - عزیزم رفت - خداوند در خانه دارم دروشانی آن
به شیم - ای یک خودنی بینم - حیات یابد از نیست - و از نفس زنده نشانی پدید آید
بها از استقلال توقع مشغولیت مفارقت که در حیرت پوست تنها گذاشت
خیز ز کام بخش اگر چه به بیجا پور رفت - اما نزدیک است و آل عالیجاه ازال
هم نزدیک تر - عزیز القدر شاه عالم از همه دور تر - فرزندان و عظم
بکمال العظیم نزدیک هندوستان رسیده - لشکر یان همه بے دست و پا د
سخت و محزون من مضطرب که از خداوند خود تنهایی گزیده در حالت اضطراب
است و چون بیابان بقرابنی نمند که صاحب نعمتی داریم - بیج با خود دنیا در دم
بفره گنا باں همراهی بر - بنی دانم که در چه عقوبت گرفتار خواهیم شد - بهر چند
نظر بر الطاف و رحمت امید تو نیست - اما نظر بر اعمال و افعال ننگاری گنداز
چون از خود گذشتم - دیگر بے کجا اندر - هر چه با دبا دما کشتی در آب انداختیم -
له سلام بر شاست در بر سیکه زو شاست علیه بریتان -

میانیت بندگان اگر چه پروردگار خواهد کرد. لیکن نظر بر عالم ظاهر و نزدیک
هم ضرور است. که خلق الله و مسلمین ناحق کشته نشوند. و فرزندان و پسران
وادهای آخرین بگویند وقت و نعمت ندیدم. اشتیاق باقی ماندیم. بیچاره
اگر چه فعل است. لیکن ملک و لمانداست که ماه اندیشی موقوفات جزو مالک
شمرده اند. و - الوداع - الوداع - الوداع -

فرمان بنام پادشاهزاده سوم سلطان محمد کامنجش

که در وقت آخرین صادر فرموده

فرزند بزرگوار من! در عالم اختیار هر چند برضایت الهی نصیحت کردم. و
زیاده از امکان و صایا نمودم چون خواست الهی بود. بگوش و ضایع نشینم
حالا که از همه بیگانه میروم. بر بے بضاعتی شما ترجمه دارم. اما چه فائده؟
عذاب و گناه هر چه کردم شره آن با خود می برم. عجب قدریت است. که
آدم تنها. و میروم باین قافله. تب اگر چه از دوا داده روز مرا نفقت
داشت. لیکن تاب نیآورده گذاشت. هر جا نظری کنم. جز خدا نظر نمی آید.
اندیشه لشکریان و لشکر نظر بر دال آخرت موجب ملالت خاطر شد.
از خود خرم نیست. گناه بسیار کردم. بنی دالم بچه عذاب گرفتار خواهد شد.
حراست بندگان اگر چه بسیار عالمین خواهد کرد. اما به سلطانان و فرزندان
لایق نگذاشت. عطف ملت گهانی.

اهم است حفظ و احتیاط بنده با بحب ظاهر ضرور - عایله جاه هم نزدیک است
 آنچه لازم بود در حق شما گفته ام - او هم بجان و دل قبول داشته - نشود که
 مسلمانان کشته شوند و بوال برنگردان این کار و بماند - شمار او فرزندان
 شمار اینجندای پادشاه و خود شخصیت می خورام - حالت اضطراب است - بهاد شاه
 در هائیکه بود است - و فرزند زاده عظیم الشان نزدیک بهندوستان آمده
 و فرزند زاده بهادر در نواحی گجرات - جنوۃ النساء چیز از روزگار
 ندیده لول است - و حال بیگم بیگم دانند - او می پوری والد شاه بسیاری
 با من بوده و زناقت دارد - خانه زادان در دمان حضور هر چند بگنندم تا
 جو فروش اند - باید بزنی و مدار او بی پروائی کار گرفت - پایانده روزه روا
 در اند کشید - والسلام



بسم الله الرحمن الرحيم

انتخاب از بوستان سعدی

حمداً برای عزت آنست

بنام جهاندار جاں آفرین
 خداوند بخشنده و دستگیر
 عزیز که هر که از درش سرباز
 سربازد شاهان گردن فراز
 نه گردن کشان را بگیرد بفرور
 و اگر خشم گیرد بگردان زشت
 و گوشتش چسبک قطره در بحر علم
 اگر با پدر جنگ جوید کسی
 و اگر خویش را مانی نباشد ز خویش
 و اگر بنده چاکر نیاید بکار
 و اگر بر رفیقان نباشد شفیق
 و اگر عزیز خدمت کند لشکری
 و لیکن خداوند بالا در پست
 بحکم سخن در زبان آفرین
 کریم خطا بخش پویش پذیر
 بهر در که خدای بی عفت نیاند
 بدرگاه او بر زمین نیاند
 نه عذر آوردن را بر اندر بخور
 چو باز آمدی ماجرا در زشت
 گنه بسند و پرده پوشد بکل
 پدر بیگمان خشم گیرد پس
 چو بیگانه گمانش بر اندر ز پیش
 عزیزش ندارد خداوند کار
 بفرسنگ بگریزد از دایه رفیق
 شود شاه لشکرش از دایه بری
 بعضیان در بزرگی بر کس نه پست
 به آغاز میکنم این کتاب بنام ۱۱ سله هزار و هفتصد و سی و سه سله سبب از خانی گردان

ایام زین سقوه عام اوست
 اگر بر جفا پیشه بشتافتی
 بری ذاتش از تعجب خندد
 پرستار امرش همه چیزد کس
 چنان پستی خوان کرم گستر
 لطیف دگر گستر کار ساز
 مرا در ارشد کبریا و شای
 سبک را بسره برهند تاج بخت
 سلاطین سعادت سبک بر سرش
 گلستان کند آتش بر خلیل
 گر است نشو و احوال اوست
 پس پرده بسیمند علما که به
 بهندیدگر بر کشد تیغ حکم
 و گدود در یک صلاصه کرم
 بدرگاه لطف و بزرگیش بر
 نزد ماندگان را بر حمت قریب
 بر احوال نابوده غلش بصیر
 بقدرت بنگار بالا و شریف

چه دشمن برین خوان نیما چه دوست
 که از دست تهرش امان یافتی
 غنی ملکش از طاعت جمل دانش
 بنی آدم و مرغ و مور و کس
 که سیر مرغ و رقعات قیمت خورد
 که ملکش قدیم است و ذاتش عظیم
 سبک را بختک اندر آرد ز خفت
 تعلیم شقایق است سبک در بوش
 گرویده آتش برور آب نیل
 در این ست ز تیغ فرمان اوست
 همه پر دود پر شد بالا که خود
 با مندر کت و بیان مستم و حکم
 عسرا زیل گویند نصیب برم
 بزرگان خماده بزرگی ز سر
 تضرع کنان را با عوت مجیب
 با سرار نگفته لطفش خیر
 خداوند دلیران روز حیدر

به دسترخوان شاه تاج - لوک به فراخ - کشاده به خودی بخورده سینه جسم به
 نصیب مرا در زمین ۱۲

دستغنی از طاعتش پشت کس
 برود علم یک ذرہ پوشیدہ نیست
 ہمیا کن روزی ما رو نمود
 بامش وجود از عدم نقش بست
 وگر لڑہ سبکتم عدم در برد
 جہاں متفق بر الہیتش
 بشر ماورائے جلالش نیافت
 نہ بر اوج ذاتش بر مرغ ہم
 دیں در طہ کشتی فرو شد سوار
 چہ شبہاں تسم دریں سیرلم
 محیط است علم ملک بر بسیط
 نہ ادراک در کتب ذاتش رسد
 توان در بلاغت استجہاں رسید
 کہ خاصاں دیں رہ فرس اندہ اند
 نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
 وگر ساکب محرم راز گشت

نہ بر حرف او جائے نگشت کس
 کہ پیدا او پناہ نبردش کمیت
 وگر چند بیدست و پایند وزود
 کہ داند جز او گردن از نیست بہت
 وراں جا بصر اسے محشر برد
 فروماندہ در کتب ماہیتش
 بصر منتہائے جمالش نیافت
 نہ در ذیل وصفش رسد و شہم
 کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار
 کہ حیرت گرفت آیتنم کہ تم
 قیاس تو بروئے نگر دو محیط
 نہ فکر ت بغیر صفاتش رسد
 نہ در کتب بچون سبحاں رسید
 بہ لا احصی از تک فروماندہ اند
 کہ جہاں سپر باید انداختن
 بہ بندہ بروئے در باز گشت

لہ عاجز نہ گردید۔ بھنور علیہ السلام کا ہر کلمہ مراد از جو ذات مجرد و چون عقول نہیں اور اوج
 ملاکہ و غیاثہ اخلاک شہ ایک شخص کا نام نہ فصاحت اور بلاغت میں مشہور تھا شہ اشارہ جو اس
 اس حدیث کیطرح جسین حضور نے فرمایا ہو کہ میں تیرے اوصاف شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہم تو کیا
 تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے ۱۲۰

کے راہ میں بزم ساغر و بہند
 یکے باز را دیدہ برد و ختہ است
 کسے رہ سوئے گنج قادیوں نبرد
 بزم دریں موج دریائے خوں
 اگر طالبی کیس نہیں ملے کئی
 مائل در آسینہ دل کئی
 مگر بوسے از عشق منت کند
 پیائے طلب رہ بدینجا بری
 بدتر دیقین پردہائے خیال
 و اگر مرکب عقل را بویہ نیست
 دیں بجز مرد و اسعی زلفت
 کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند
 خلاف پیہر کسے رہ گزید
 پسندار سعدی کہ را و صفا

کہ داروے ہیوشیش در وہمند
 یکے دیدہ ہا باز دیر سوختہ است
 دگر برد رہ باز بیرون نبرد
 کہ و کس نبردہ است کشتی بڑوں
 سخت اسب باز آمدن پہ کئی
 صفائی بندرتج چل کئی
 طلبکار عہد الفت کند
 دوزخا بعبال محبت پر می
 نامد سرا پردہ الہ جلال
 عنانش بگیرد تھیر کہ ایست
 گم آں شد کہ دنبال را عی زلفت
 برستند بسیار دسر گشتہ اند
 کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
 تو اں رفت چن بویہ مصفا

باب اول در عدل رائے و تدبیر جانمندی

نگیند کہ ہائے حق در قیاس چہ خدمت گذار در زبان بیاس

لہ اشارہ جو عدلست یعنی در میزان کا یعنی حیل شد تعالیٰ کے کمال و اح کو پیدا کیا تو سب کی
 جانب خطاب کر کے فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا "ہاں بیشک
 کہ ہو"۔ پھر باز و ستہ داعی را ہی ہے مراد حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۱۲

خدا یا تو ای شاه درویش دست
 بسے بر سر خلق پاینده دار
 برومند دار از درخت امید
 براه تکلف مروست بیا
 تو منزل شناسی و شه راه رو
 چه حاجت که نه کرسی آسماں
 گویا پائے عزت بر افلاک نه
 بطاعت بنه چهره بر آستان
 اگر پند و سر بریں در بنه
 چو طاعت کنی لبش شاهی پیش
 که پرده گار از تو بگمزه توئی
 نه کشور خدایم نه فرمان جستم
 چه بر خیزد از دست و کردار من
 تو بر خیزد نیکی در هم و شرم
 و خاکن لیش چون گدایان بسوز
 کمر بسته گردن کشان بردت
 نه به بندگان را خداوند گار

که آسایش خلق در ظل اوست
 بتوفیق طاعت دلش زنده دار
 سرش سبز و درویش بر حمت پدید
 اگر صدق داری بیار و بیا
 تو حق گوئی و خسر و حقائق شنو
 نهی زیر پائے قزل ارسلان
 بگور و سب اغلاص بر خاک نه
 که ایست بر سر جاده راستان
 کلاه خداوندی از سر بنه
 چو درویش مخلص بر آرد خردش نه
 توانا و درویش پروردگاری
 یکے از گدایان ایست در گم
 مگر دست لطفت شود یا دهن
 و گرنه چه خیر آید از من بکس
 اگر می کنی پادشاهی برو
 تو بر آستان عبادت سرت
 خداوند را بنده حق گزار

۲۱ حکایت

یکدیگر آمدیم از عرصه رودبار
 که پیش آمدیم بر پلنگه سوار

یکدیگر آمدیم از عرصه رودبار
 که پیش آمدیم بر پلنگه سوار

کہ ترسیدم بپائے رفتن بہ بستی
کہ سعدی ہمارا بچہ دیدی شگفت
کہ گردن نہ پیچید نہ حکم تو بیج
خدایش بگجبان ویاور بود
کہ در دست دشمن گذار دترا
بنہ گام و کامیکہ خواہی بیاب
کہ گفتار سعدی پسند آیدش

پناں بول زان حال بر نشست
تبسم کنان دست برب گرفت
تو ہم گردن از حکم داو بیج
چو خسرو بفرمان داو بود
محال ست چوں دوست دار تو را
روان ست روانہ طریقت تبا
لیسیت کسے سودمند آیدش

۳) پسند دادن کسری ہرمز را

ہرمز نہیں گفت نوشیں رواں
نہ در بندہ آسائش خویش باش
چو آسائش خویش خواہی و بس
شیاں تہ فختہ و گرگ در گوشتند
کہ شاہ از رعیت بود تا چار
درخت لے کسر باشہ از بیج سخت
و گرمی کنی می کنی بیج خویش
رہ پار سایاں امیدست و بیم

شنیدم کہ در وقت نزاع رواں
کہ خاطر مگھدار درویش باش
نیا ساید اندر دیار تو کس
نیا ید بہ نزد یک وانا پسند
برو پاس درویش محتاج دار
رعیت چو بچند سلطان وخت
مکن تا توانی دل خلق ریش
اگر جادہ بایست مستقیم

لے رواں بیج اول چان ۱۲۰ نوشیں رواں فارس کے مشہور عادل بادشاہ کا نام نوشیں رواں
میٹھی جان والا۔ نوشیں رواں کے عادل اور خوشخوئی کی وجہ سے یہ لقب ہوا ۱۲۰ تہ چرواہا

که ترسد که در ملکش آید گزند
 و در آں کشور آسودگی بجائیست
 و اگر یک سواره سرخوش گیر
 که دل تنگ بینی رعیت و شاه
 ازاں که نه ترسد ز داو و ترس
 که دارد دل اهل کشور خراب
 بزور گال رسد ایس سخن را
 که مرسلطنت را پناهند و پشیمان
 که مزدور خود دل کند کار پیش
 که دینکوی دیده باشی بسیر

گزنه گسایش نیاید بسند
 و اگر در سرشت دی ایس خدمت
 اگر پائے بندی رضا پیش گیر
 فراخی در آں مژگه کشور خواه
 ز مستکبران دلاور ترس
 و اگر کشور آباد بیند خواب
 خرابی و بدنامی آید ز چور
 رعیت نشاید به بیدار گشت
 مراعات و تقاضا کن از پیر خویش
 مردت نباشد بدی با کسی

۴۴) پند وادان خسرو شیریه

دراں دم که چشمش ز دیدار بخت
 نظر در صلاح رعیت کنی
 که مردم ز دولت نه چنید با کسی
 کند نام ز ستش به گیتی عمر
 بکند آں که بنهاد بنیاد

شنیدم که خسرو شیریه گفت
 براں باش تا هر چه نیت کنی
 پیچ لے پسر گردان از عقل
 گریزد رعیت ز بیدار اگر
 بسے بر نیاید که بنیاد خود

سله عادت ۱۲ سله خود کرد خوالے سله خسرو پور جو کے بیٹے کا نام اصل میں شیرو یہ تھا۔

نصیر کا چروغیر کے مانند پور سله افسانہ مراد مشہور کرنا ۱۲

نہ چنداں کہ دو دہل طفل و زین
 بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوت
 کہ در ملک رانی با نصاف ریت
 تو تم فرستند بر تر تیش
 جہاں یہ کہ نامت بہ نیکی برند
 کہ معمار ملک ست پر ہیزگار
 کہ لفع تو جوید در آزار خلق
 کہ از دست شان دشتبار خدایت
 چو بد پروردی خصم جان خودی
 سوز بخش بر آوردہ آئید کہ بن
 چہ از فریبی بایدش کند پوست
 نہ جوں گو سفندان مردم دید

(۵) حکایت

پہ گردن گرفتند دزدان بپیر
 چہ مردان لشکر چخیل زنان
 درخیز بر شہر و لشکر بہست
 چو آوازہ رسم بد بشنوند
 نکو دار بازار گان و رسول

خوابی کند شیر و شمشیر
 بہر اسغ کہ پیوہ ز نے بر فروخت
 لداں بہرہ و زرد آفاق کیست
 چو نوبت رسد زیں جہاں خوش
 بد و نیک مردم چو می بگذرند
 خدا ترس را بر رعیت گمار
 بد اندیش تست آن و خوش خلق
 ریاست بدست کسانے خطا
 نیکو کار پرورد نہ بیند بدی
 مکافات دشمن بانش کن
 مکن صبر بر عامل ظلم دوست
 سیر گرگ باید ہم اول برید

گفت بازار گان اسیر
 چہ مردانگی آید از دہر ناب
 شمشیر کہ بازار گان را بخت
 کہ آسجاد کہ ہو شمنندان روند
 نامہ بایدت نام و نیکی قبول

بنہرہ گاہاں مسافر بجاں پرورند
تبہ گرد و آں ملکیت عنقریب
غریب آشنا باش و شاح دست
نکو دار حقیقت و مسافر عزیز
ز بیگانہ پرہیز گردن نکوست
قدیمان خود را بفراے قدر
چو خدمت گزاریت گرد کن
گرا در اہرم دست خدمت بست

کہ نام نکوے بہ عالم برد
 کہ در خاطر آلودہ آید غریب
 کہ سیاح جلائے نام نکو است
 و بر آسب شاں میر خدا بشو
 کہ دشمن تو اں بود و ز تخی دوست
 کہ هرگز نیاید ز پروردہ غدر
 حق سالیانش فراموش کن
 ترا بر کرم همچاں دست بست

حکایت

شنیدم کہ شاہ نور دم در کشید
چو شد حالش از بینوائی تباہ
کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل
چو بذل تو کردم جو انی خویش
غریب چچے کہ پر فتنہ باشد سرش
تو کہ خشم بر دے ز رانی روست
وگر یار سکی باشد از زاد بوم
ہم آنخالیاش بدہ تا حاجت

چو خسرو بر امش قلم در کشید
نیشست این حکایت بزرگ شاه
اگر من نمانم تو مانی بفضل
بهنگام پیری مرا نم ز پیش
میا زار و بیرون کن از کشورش
که خود غم بدهد شمش در قفاست
بصفتش مفرست مستجاب روم
نشاید بلا بر در کمر گماشت

۱۲
 کہ کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بجا لے والا، مراد شہید کرنا والا ہے۔ حاکم نے
 ذری۔ جو شاگرد تیرت سے پیری۔ بولایا فہ خسرو پر وزیر کے غلام کا نام ہے۔ بے درمائی
 کے مافوق ہے۔ صفحہ ۱۱۱ میں ایک شعر اور سقلا ب ایشان بی بروم کا شاعر ہے۔

که گویند برگشته باد آں زمیں
 عمل گردی مردم غم شناس
 بدو مقلس فرد برد گردن بدوش
 چون مشرقت دوست از امانت بداد
 در او نیز در ساخت با خاطرش
 خدا ترس باید امانت گزار
 بیفشان و بشمار و عاقل نشین
 دو هم جنس دیرینه را بهم قلم
 چه دانی که همدست گردند دیار
 چون دزدان ز هم باک دارند دیم
 یکی را که معزول کردی ز جا
 بر آوردن کام امیدوار
 نویسنده را اگر ستون عمل
 بقراں بران برشته دادگر
 گش می زند تا خود در دناک
 چون ز می کنی خصم گردد دیر
 درشتی و نرمی بهم در پیوست
 چون از دو خوش خلق و خشنده باش

کز مردم آیند بیرون چنین
 که مقلس ندارد در سلطان هراس
 از و بر نیاید و اگر جز خردش
 بیاید بر و ناظرے برگاشت
 ز مشرت عمل بر کن و ناظرش
 این کز تو ترس را منیش مدار
 که از صدیکه نانه بینی امین
 نباید فرستاد یک جا بهم
 یکدیگر دزد باشند یکدیگر داور
 رود در میاں کار و دانسته یلیم
 چون چند می یارید بخشش گناه
 به از قید بندی شکستن هزار
 به نیست بهر و طاعت اهل
 پدر و دشمن آورد بر سر
 شکر میکند آتش از دیده پاک
 و اگر خصم گیری شوند از تو صیر
 چون گشت زن که جراح در تن است
 چون حق بر تو باشد تو بر حق باش

ناله دانه و سلام هم پیشه سه دوری ریحی سه نصد کمرنگی والا

چو یاد آیدت عہد شاہان پیش
 نیامد کس اندر جہاں کو بماند
 مژد آنکہ ماند پس از مئے بجائے
 ہر آن کو نماند از پیش یادگار
 و گرفت و ایثار خیرش نماند
 چو خواہی کہ ناست بود در جہاں
 ہمیں کام و ناز و طربستہ دختند
 یکے نام نیکو بر داز جہاں
 بہج رضا شنوایم اے کس
 گنگار و اعتر لسیاں بنہ
 گر آید گنگارے اندر پناہ
 چو بارے بگفتند و نشنید پند
 و گر پند و بندش نیاید بکار
 چو نشنم آیدت برگناہے کس
 کہ سبیل است لعل پریشان شکست
 (۱۰) حکایت دزد میر بادشاہاں
 نہ دریاے ستائش برآمد کسے

ہمیں نقش بر خواں میان عمر خویش
 مگر آن کز و نام نیکو بماند
 پل و خانی و خولان و ہما نسرانے
 درخت و جودش نیامد بار
 نشاید پس مرگش انجھ خواند
 مکن نام نیک بزرگاں نہاں
 با خبر برفتند و بگذاشتند
 یکے رسم پرماند از و جاوداں
 و گر گفتم آید بخورش برس
 چہ ز ہمار خواہند ز ہمار وہ
 و شرط است کشتن با قل گناہ
 و گر گوشت مالش بزرگاں و پند
 درخت غنیشست بخش پران
 تا ال کش و عقوبت پند
 شکستہ نشاید دگر بارہ بسند
 و اخیر کردن و ناست
 سفر کردہ ہاموں و دریا بسے

ملہ نالاب نہ فاتحہ خوشی و نشاط آنکہ ہمیشہ خوشی سے ہے لازم نہ سزا
 شہ ایک قصہ ہے در ایسے شور میں دیکھ کر کہ اس کو صحت کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں
 کہ عثمان ایک دریا ہے جس میں مونی ہوئے ہیں شہ بیابان - میدان ۱۲

عرب دیدہ و ترک تاجیک روم
 جہاں گشتہ و دوانش اندوختہ
 بشیکل قوی چوں تنادورخت
 و و صدر تفتہ بالاے ہم دوختہ
 بشہرے در آمد ز دریا کنار
 کہ طبع نیکہ نامی اندیش داشت
 بشستند غد مشکداران شاہ
 چو بر آستان ملک سر نهاد
 زرقم دریں ملک منزلی
 نہ دیدم کسے سرگراں از شراب
 ملک را ہمیں ملک پیرایہ بس
 سخن گفت دامن گوہر فشانہ
 پسند آمدش حسن گفتار مرد
 زرش داد گوہر بشکشتہ روم
 بگفت انچہ رسیدش از سر گذشت
 ملک بادل غولشتن را بے زد
 ولیکن بہشت در تاج تا انجمن

زہر جنس در نفس پاکش علوم
 سفر کردہ و صحبت آموختہ
 ولیکن فردماندہ بے برگ سخت
 ز خرقاق او در میاں سوختہ
 بزرگے دران ناحیت شہر یار
 سرعجز بر پایے درویش داشت
 سروتن بنحاش الا گرد راہ
 نیایش کناں دست بر نہاد
 کز آسبب آلودہ دیدم ولے
 مگر ہم خرابات دیدم کرباب
 کہ راضی نہ گرد باز از کس
 گوئی بظلمت کہ شہ آستین بر نشانہ
 نیز خودش خوانند و اکرام کرد
 پیر سیدش از گوہر دزدانہ روم
 بفرست زدیگر کساں در گذشت
 کہ دشت در ملک این چنینے سزد
 بہشتی بختد نذر برائے من

۱۔ صورت ملک پر نہ تہ گری ملکہ طوت۔ جانب شہ تدریف اور دھاجہ بفرج اور
 ۲۔ اداری کے ساتھ کچا لے تہ آپنے شکر میں تہ وزیر نشی تہ آہستہ آہستہ ۱۳

بقتلش ببايد نخواست آرموديد
 بر دبر دل از جور غم بارها
 چو قاضی بفکرت نويسد جلالت
 نظر کن چو سونار دارى شست
 چو يوسف کسى در صلاح و تميز
 بايام تا بر نسيانيد بے
 زهر زوى اخلاق او کشف کرد
 نکو سيرتش ديد روشن قياس
 بر اے بزرگان هوش و ديدش
 چنان حکمت و معرفت کار بست
 در آور دملکے زير قلم
 زبان همه حرف گيراں بربست
 حسودیکه یک جو خيانت نديد
 ز روشن دلش ملک پر تو گرفت
 ندید آں خردمند را رخساره
 ايمين و بدانديش طشتند و مور

بقدر هنر يا لنگاهش فزود
 که نا آرموده گشت بکارها
 بگرد ز دستار بندان محل
 نه آنکه که بر تاب کردی ز دست
 بیک سال بايد که گردد عزيز
 نشاید رسيدن بنور کسى
 خردمند و پاکيزه ديس بود مرد
 سخن شيخ و مقدار مردم شناس
 نشان دش زبردست ستور خورش
 که در امر و نهيش در زنى نخواست
 کزو بر د جو دے نياد الم
 که حرفے پيش بر نياد ز دست
 بکارش نياد چو گندم طيب پيدا
 وزير کن را غم تو گرفت
 که در دے تواند زد دن طمعه
 نشاید در ورخنه کردن بزور

لے مرتبه لے علما و فضلا دستور ہو کہ جب ایک شخص تحصیل علم سے فارغ ہو
 ہے تو اس کے سر پر کڑی بانڈی جاتی ہے لکھ یعنی دریافت اور معلوم کیا ہے سمجھنے والا
 سخن نعم لے لے عینیت

مثل

ببفرود وید گونی را گو شمال
به نیکی به شد نام در کشورش
برفت و کین نامی از وی بماند
بیا ز وی دیں گوئی دولت ببرد
و گر هست بو بکر سعدت و بس
که شاخ امیدش برومند باد
که افکنده سایه یک ساله راه
که بال هماره افکنده بزم
گر اقبال خواهی درین سایه آئی
که این سایه بر خلق گسترده
خدا یا تو این سایه پاینده دار
که نوزاد سرگشته پیوندد کرد
ز غوغای مردم گرد و ستوده
حرامش بدو تاج شامش
چو چشم آید به عقل ربان باد
نه عقلی که چشمش کند زیر دست

نکونام را جاه و تشریف و مال
بند ببرد ستود و انشورش
بعدل و کرم سالها ملک را اند
چنین پادشاهان که دیں پرورند
از آسمان نه بنم درین عهد کس
خدا یو خردمند فرخ نهاد
بستی درختی تو ای پادشاه
طبع بود و رنجت نیک اخترم
خرد گفت دولت نه بخش برائی
خدا یا بر حمت نطس کرد
دعا گوئی این دو لقمه بنده وار
صوابت پیش از کشتن بند کرد
خداوند فرمان در ای و شکوه
سر پر غرور از تحمل تنی
نه گویم جو جنگ آوری پاکدار
تحمل کنند هر که را عقل هست

له خدمت له بدخواه که کند له پادشاه که مبارک ذات له قتل له

دید به شه عاجز له ثابت قدم ۱۲

چو لشکر بردن تاخت ختم از کیس
نه انصاف ماند نه تقوی نه دین
نزدیم چنین دیو زیر فلک
کز دمی گریزند چندین ملک
(۸) گفتار

نه عین حکم شرع آب خورن خطاست
وگر خوں بقوی بریزی رواست
اگر شرع تقوی دهد بر لاک
الاتا نداری ز کشتش پاک
وگر دانی آذر تبارش کس
برایشان بخشای دراحت رسا
گنه بود مرستگار را
چه تاوان زن و طفل و بیچاره را
تنت زورمندست و لشکر گرا
و لیکن در اسلیم دشمن مرا
که دسه بر حصار شه گریزند بلند
رسد کشور به بی گنه راگزند
نظر کن در احوال زندانیان
چو با آزار گال در دیارت برود
کز آن پس که بروی بگریند زار
که مشکب در اسلیم غربت برود
ببندیش از آن طفلک بی پدر
بسان نام نیکو به پنجاه سال
که ممکن بود به گنه در میسان
بمالش خاست بود دست برود
بهم باز گویند خویش و تبار
مقاصد کزو ماند ظالم بهرود
دز آه دل درد مندش غدر
که یک نام زشتش کند پامال

یعنی غصه از روی شرع یعنی قتل که جرم و گناه
عقله غریب الوطن که کجوسی که خاندان دانی که سامان
اسباب که بر اینر

لپندیدہ کاران جاوید نام
بر آفاق گرسر بسیر یادشا است
نکد اول نکر دند بر مال عام
چو مال از تو نکر شانگد است
بمردان تہی دستی آزاد مرد
ز بہلوے مسکین شکم پر نہ کرد

(۹) ومعنی شفقت بر رعیت

شدیدم کہ فرماں دہے دادگر
گیہ نقش اسے خسرو نیک روز
قبلا دشتہ ہر دور و آستر
قبائے رویہ بانی چینی بروز
گفت این قدر تیر و آسایش است
نہ از ہر آں می بتانم خراج
چو بچوں ز ناں حلقہ در تن کنم
مرا ہم رسد گو نہ از و ہواست
خرائن پر از بے سر لشکر بود
سیاہے کہ خوشدل نباشد شاہ
چو دشمن خروستاسے ہر د
مخالفت خروش برد و سلطان خراج
مروت نباشد ہر افتادہ دور
دلیکن خزینہ نہ تنہا مراست
نہ از ہر آئیں و زیور بود
ندارد حد و ولایت نگاہ
لک بانج و دو یک ہر امان خود
چہ اقبال بینی در آن تخت و تاج
بر مرغ دول دانہ از پیش مور

معنی و دست درازی

۱۔ معنی لباس سے خواہش نفس سے سوال حصہ جزا نیندازو رہے بطور خراج لیا جاتا ہے
۲۔ معنی محضد سے کہینہ ۱۲

رعیت درخت مست اگر پردری
ہے بے رحمی از پنج دبارش کن
کساں بر خوردند از جوانی و بخت
اگر زمر دستے در آید ز پائے
چو شاید گرفتن بہ نرمی دیار
ہمردی کہ ملک سراسر ز ہیں
ہکام دل دوستان بر خوری
کہ ناداں کند جیف بر خویشتن
کہ ہر زمر دستاں بگمزد سخت
خذر کن ز نایدنش بر خدائے
بہ پیکان خوں از تھائے میار
نیرزد کہ خونے چکد بر زمین

(۱۰) حکایت

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت
چو چہ چشمہ چوں مایہ دم زدند
گر قیسم عیالم ہمردی و زور
چو ہر دشمنی باشد دسترس
عدو ز ندہ سرگشتہ بیرامنت
بسر چشمہ بر بہر سنگ زشت
بفرستد چوں چشم بر نام زدند
دلیکن نہ بردیم با خود بگور
مرغخاش کو را ہمیں غصہ بس
بہ از خون او گشتہ در گردنت

(۱۱) حکایت

شنیدم کہ دارائے فرخ تبار
ز شکر جدا ماند روز شکار

ملک ملکہ الی کی جڑ ملکہ بائے ستیم یعنی جواں مردی کی قسم ملکہ مبارک خصلت ملکہ چشم برام
زدن۔ آنکہ بند کرنا یعنی مرجانا ملکہ تبرعہ قابو۔ قبضہ۔ اختیار ملکہ تبار گھرانہ۔ نسل۔

دواں آمدش گلہ بانے پیش
 بصیر اور از دشمنان دارباک
 برآورد چہ بیان بدول خروش
 من آنم کہ اسپان شد پردرم
 ملک را دل زنتہ آمد بمائے
 تریاوری کرد فرخ سر و دش
 نگہبان مرغی بنخندید و گفت
 نہ تدبیر محمود درائے نکوست
 چنانست در ہنرمی شرط زبیت
 مرا بار بار در حضور دیدہ
 کنونت بہ ہر آمد پیش باز
 تو آنم من اے نامور شہر بار
 مرا گلہ بانی بقتل ست درائے
 دران دار ملک از خلل عنم بود
 شہنشاہ برآورد تعلق ز کیش
 کہ در خانہ باشد گل از خار باک
 کہ دشمن نیم در ہلاکم کوشش
 بنجدست دریں مرغزار اندرم
 بنخندید و گفت اے نکو پیش راے
 و گویہ زہ آورده بودم کوش
 نصیحت زیاراں نشاید ہفت
 کہ دشمن نہ داند شہنشاہ ز دوست
 کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
 ز نجل و جہر اگاہ پرسیدہ
 نمی دانم از ہر اندیش باز
 کہ اسپے بروں آرم از صد ہزار
 تو ہم گلہ خویش داری بیایے
 کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود

سہ ترکی لفظ بیض تیر ۱۲ سہ چراگاہ

سہ چراگاہ

سہ سردای

سہ ادنی شخص

(۱۲) گفتار

تو کے بشنوی نالہ داد خواہ
بچانِ خمب کا یہ فغانیتِ بگوش
کہ نالہ ز ظالم کہ دردورست
نہ سگ دامن کار دانے درید
دلیر آدمی سست یا در سخن
بگو آنچسہ دانی کہ حق گفته بہ
زباں بند و دفترِ حکمت بشوئے
طبعِ گیسل و ہرچہ دانی بگوئے

(۱۳) حکایت

خبر یافت گردن کشتے در عراق
تو ہم بر درے ہستی امیدوار
دل دردمنداں بر آو رز بند
پریشانیِ حنا طر داد خواہ
تو خفته خشک در حرمِ نیم روز
غریب از ہر دل گو بگرا بسوز

سہ کیواں - زحل ستارہ جو ساتویں آسمان پر ہے مجازاً ساتویں آسمان کو بھی کہتے ہیں

مراد بلندی سہ چپر کھٹ - مسہری

سہ فریب دینے والا سہ شاہی محل

شانندہ داد آں کس خداست کہ توان از پادشہ داد خواست

(۱۴) حکایت

یکے از بزرگان اہل میسن
 کہ بودش بگنجینہ بر انگشتری
 لبش گفتی آں جہرم گیتی فروز
 قصار ادر آمد یکے خشک سال
 چو در مردم آرام و قوت ندید
 بچو بیند کسے ز ہر در کام خلق
 بفرمود بفرود خندش بہ سیم
 بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد
 بریدند بروے ملامت کنان
 شنیدم کہ می گفت و باران دین
 کہ زشت است پیرایہ بر شہر یار
 مرا شاید انگشتری بے نگین

حکایت کند ز بن عبد العزیز
 فروماندہ در تمیتش جو ہسری
 درے بود در روشنائی چو روز
 کہ شد بد رستیمائے مردم ہلال
 خود آسودہ بودن مروت ندید
 کیش بگذرد آب نوشین بجلق
 کہ جسم آمدش بر غریب و یتیم
 بدرویش و مسکین و محتاج داد
 کہ دیگر بدست نیاید چنان
 بعارض فرو میدیدش چو شمع
 دل شہرے از ناتوانی نگار
 نشاید دل خلق اندر نگین

۱۔ یعنی عربین عبد العزیز از خلفائے بنی امیہ ۲۔ جسم مراد از نگینہ ۳۔ بیشائی
 ۴۔ مراد بیٹھا تیریں ۵۔ دایا
 ۶۔ آنسو

خنک آنکہ آسائش مرد وزن
نہ کردند رغبت ہنر پروران
اگر خوش نخبہ ملک بر سر میر
وگر زندہ دارد شب دیر باز
بحمد اللہ این سیرت درآہ رست

(۱۵) حکایت

در اخبار شاہان پیشینہ هست
بد ورائش از کس نیاز و کس
چنین گفت یکرہ بصاحب دلے
چو می بگذرد ملک و جاہ و سریر
بخوابم بہ کنج عبادت نشست
چو بشنید انائے روشن نفس
طریقت بجز خدمت خلق نیست
تو بر سخت سلطانی خویش باش
بصدق دارادت میان بستہ دار
قدم باید اندر طریقت نہ دم

کہ چون تکلم بر تخت زنگی نشست
سبق برد اگر خود ہمیں بود پس
کہ عمرم بسر رفت بے حاصلے
نبرد از جہاں دولت الا فقیر
کہ در یابم این پنج لذتیکہ هست
بہ تندی بر آشفست کہ تکلم پس
بہ تسبیح و سجاوہ و دلق نیست
با خلاق پاکیزد ویش باش
ز طاماتیکہ و دعوی زباں بستہ دار
کہ اصلے نذر دم بے قدم

لے کنایہ از شب دراز لے سابق لے قلیل عرصہ لے طامات - طامہ کی جمع فارسی والے
تجھیف استعمال کرتے ہیں۔ لات و گوات شیخی لے دعوی۔

بزرگان که نقد صفا داشتند پخیس خرقه زیر قبا داشتند

(۱۶) حکایت

<p>شنیدم که بگریست سلطان روم که پایا بم از دست دشمن نماند بے جهد کردم که فرزند من کنون دشمن بدگر دست یافت چه تدبیر سازم چه چاره کنم بر آنصفت دانا که این گریه چیست ولایت چه باشد غم خویش خور ترا این قدر تابانی بپس است اگر هوش مندست دگر بے خرد مشقت نیرزد جهاں داشتن تو تدبیر خود کن که آں پر خرد بدین پنج روزه اقامت مناز کرد ادانی از خسروان محسم که در سخت و ملکش نیامد زوال</p>	<p>بر نیک مردی ز اهل علوم جز این قلعه و شهر با من نماند پس از من بود سر در انجمن سر دست مردی و هدم بتافت که از غم بفرسود جان و تنم برین عقل و دامت بباید گریست که از عمر بهتر شد و بیشتر چو رفتی جهاں جائی دیگر کس مست غم او بخور که غم خود خورد گر فتن به شمشیر و بگذاشتن که بعد از تو باشد غم خود خورد خداوند نماند بخیر ملک این در تعال</p>
---	--

چو ہر ساعش نفس گوید بدہ
 دران مرز کیں پیر ہشمار بود
 کہ ہر ناتوان را کہ در ہا ہفت
 جہاں سوز مجھے رحمت دخیلہ کش
 گرد ہے بر فتنہ و زان ظلم و عار
 گرد ہے با نندہ مسکین و دریش
 بدید از ظلم جائید کہ گرد و دراز
 بدید از شیخ آمدے گاہ گاہ
 ملک نو بجے نقش اسے نیکیخت
 مرا با تو دانی سر دوستیت
 اگر فتم کہ سالار کشور نسیم
 لگویم فضیلت نہم بر کے
 شہید این سخن عابد ہوشیار
 وجودت پریشانی خلق از دست
 تو باد و ستار ان من دشمنی
 گرفتہ ہی دوستی با منت
 خدا دوست را اگر بدتر ندوست

بخواری بگرداندش وہ بدہ
 یکے مرز بان ستم گار بود
 لیستہ و جبگی پنجہ بر تاخت
 ز تلمیش روے جانے ترش
 بروند نامے بدش در دیار
 پس پیرچہ نفیر گرتند پیش
 نہ بینی لب مردم از خندہ باز
 خدا دوست درشے لکڑے نگاہ
 ہفت ز مادر کش روے سخت
 ترا دشمنی با من از ہر چیست
 ہفت ز درویش کمتر نسیم
 چناں باش با من کہ با ہر کسے
 بر آشت و گفت بے لک ہوشدار
 نہ آدم پریشانی خلق دوست
 نہ بند از دست دوستدار منی
 مگر آنکہ وار و خدا دشمنست
 نخواہد شدن دشمن دوست دوست

لے زمین لے در دوستی لے بیباک ظالم لے حلقہ دو اثرہ مردم ۱۳

عجب دارم از خواب آں سنگدل
که شہرے بختسیند از تو تنگ دل
الاگر بندواری و عقل و ہوش
بفضل و ترحم میاں بند و کوش

۱۶۱۹۱۱۵۵

گفتار (۱۸)

ہزار و سندی مکن بر کہاں
کہ بر یک منطقی نہ اندہاں
سر پنجہ ناتواں بر پیش
کہ گردست باید بر آید پہیج
مہر گفتمت پاسے مردم دجاے
کہ عاجز خودی کہ در آئی نہ پاسے
دل دوستان حج بہتر کہ گنج
خزینہ تہی بہ کہ مردم بہ رنج
میںد از دریائے کار کے
کہ اقتد کہ در پایش آفتی پسے
تقل کن اسے ناتواں از قوی
کہ روزے تو انا ترا زو سے شوی
بہت ہر آرا از سقینر مندہ شور
کہ روزے بازو سے محبت بہ از دستا زور
لب شک منظوم را گوہر
کہ دندان ظالم بخراہند کند
ببانگ دہل خواجہ بیدار گشت
چہ داند شب پاساں چوں گذشت
خور و کار واسطے غم بار خویش
نسوزد دلش بر خریش ریش
گر فتم گز افتادگان نیستی
چو افتادہ بینی چہ را بالیستی
برینت بگویم یکے سر گذشت
کہ سستی بود زین سخن در گذشت

۱۶۱۹۱۱۵۵

سلطہ با خطاب بسوئے عام اعلیٰ اندر بینی تو را و بہتر سلطہ کہ ادنیٰ اچھو سلطہ حالت سلطہ شور

بر آرد دلی ہلاک کر تا کیا یہ ہے عاجز کہ دیکھ سے سلطہ بر خشی ۱۲

(۱۹) حکایت

چنان قحط سالی شد اندر دمشق
 چنان آسمان بر زمین شد بخیل
 چو شیر سر چشماے قدیم
 بنودے بجز آہ بیوہ ز نے
 چو درویش بے برگ دیدم بخت
 نہ ہو گویہ سہری نہ در باغ رخ
 در اس حال پیش آمد دستے
 شکست آمدم کہ قوی حال بود
 بد گفتم اے یار با کیزہ خوسے
 اگر بد بر من کہ عقلت کجاست
 نہ بینی کہ سختی بنایت رسید
 نہ یاراں ہی آید از آسمان
 بد گفتم آخر ترا پاک نیست
 گراز نیستی شہ دیگرے شد پاک
 گم کرد در بخیرہ در من فقیہ
 کہ مردار چہ بر ساحل ست لے رفیق
 کہ یاراں فراوش کردند عشق
 کہ لب تر نہ کردند زروع و خیل
 نما ند آب جز آب چشم بستم
 اگر بر شدے دودے از روز نے
 قوی باز داکست و در ماند سخت
 بلخ بوستان خور و مردم بلخ
 از دماندہ براستخوان پوستے
 خداوند چاہ و زرد مال بود
 چہ در ماندگی پشت آمد بگوسے
 چو دانی دیہری سولت خطاست
 مشقت بکند نہایت رسید
 نہ بری رود و دفر یاد خواں
 کشد ز ہر جا نیکہ تر پاک نیست
 ترا هست بطراز طوفان چہ پاک
 نگہ کردن عالم اندر سنیت
 نیا ساید و دوستانش غریق

لے محبت لے کھیتی لے شیخ شاخ کا مخفف ہے لے (رجہ کمال ہے) نیتی ہے سامانی لے جاہل

من از بے نوائی نیم روئے زرد
نخواہم کہ بیند خردمند ریش
بمحمد اسرار چہ ز ریش اینم
منقص بود عیش آن تند رست
چو بینم کہ در ویش مسکین نخورد
یکے را بہ زنداں بری دوتاں

(۲۰) حکایت

شبہ دو خلق آتشے بر فروخت
یکے شکر گفت اندراں خاک دود
جہاں دیدہ گفتش اے بوالہوس
پسندی کہ شہرے بسوزد بناہ
بجز سنگدل کے کند معہ تنگ
تو انگر خود آں لقمہ چوں میخورد
انگو تند رست است رنجور دار
تنگ دل چو یاراں بہنزل رسند
دل پادشاہاں شود بارکش
اگر در سرائے سعادت کس است
ہمینست بندہ است اگر بشنوی

شنیدم کہ بغداد شمع بسوخت
کہ در کان مارا گزندے نبود
ترا خود غم خویش تن بود و بس
و گرچہ اسیرت بود بہر کمنار
چو بیند کساں بہ شکم بستہ سنگ
چو بیند کہ در ویش خوں میخورد
کہ می بیجد از غصہ رنجور دار
نخسند کہ دامنہ گال از پسند
چو بیند در گل خرنار کش
ز گفتار سعدیش حرفے بیست
اگر کارکاری سن ندردی

۱۴۱ کدر۔ ہمزہ ۱۴۱ معہ تنگ کردن کتاب ہے زیادہ کھانے سے

(۲۲) حکایت

شنیدم کہ در مرزے از باختر
 سپہدار و گروہ کش و پلتن
 پدر ہر دورہ اسپہبیں مر دیافت
 برفت آں دریں را دو قسمت نہاد
 میاد کہ بر یک دگر سرکشند
 پدر ہر دورہ از آن روزگار سے شمرد
 اجل بسطامدش طنابا مل
 مقدر شدہ آں ملکات بر دو شاہ
 بیک نظر در بہ افتادہ خویش
 یکے اعدا نام نیسکو بر د
 یکے با طفت سیرت خویش کرد
 بتاگردنایں داد و لشکر نواخت
 خزانن تہی کرد و پر کرد جیش
 بگردن شدی بانگ شادی چو رخت
 خدیو خود مند فترخ نہاد
 حکایت شنو کو د کب نام جوے

برادر دو بودند از یک پدر
 نکو روی و دانا و شمشیر زن
 طلبکار جوان و ناورد زیادت
 بہر یک پسر زان نصیب برادر
 بہ پیکار شمشیر کیں پرکشند
 بجاں آفریں جان شیریں سپرد
 دفاش فرد بست دست عمل
 کہ جید و مر بود گنج سپاہ
 گرفتند ہر یک یکے راہ پیش
 یکے ظلم تا مال گزد آور د
 دہم داد و تیمار دیویش کرد
 شب از بہر دوریش شنجانہ ساخت
 چنان کز خلایق بہنگام عیش
 چو شیراز در عہد بو بکر سعد
 کہ شاخ اسیدش برومند باد
 پسندیدہ بے بود و فرخندہ خوے

لے ضرب سے پا کا افسر علی سے خوفناک لے جگ و جہل سے حساب لے بادل کی گرج

ملازم بدلداری خاص و عام
 در آل ملک قاروں بر فتنی و لیر
 نیامد بر ایام او بر دے
 سر آمد بتائید ملک از سران
 و گزخواست کافروں کند تخت و تاج
 طمع کرد در مال بازار گان
 نگویم کہ بدخواہ درویش بود
 بامیدیشی نداد و خویش
 کہ تاج جمع کرد آں زار گز بزی
 شنیہ نہ بازار گان خسر
 بریدند اندال جاخوید و فروخت
 چو اقبالش از دوستی سربافت
 ستیز ملک پنج و بارش بکنہ
 وفا در کہ جوید چر پیاں کیست
 چہ نیکی طعن دار آں بے صفا

شنا گوے حق باہ اداں و شام
 کہ شہ داد گری بود و درویش سر
 بگویم کہ خارے کہ برگ گل
 نہادند سر بر خطش سر در آل
 بیفزود بر مرد و بہاں خراج
 بلار بخت بر جان بیچارگان
 حقیقت کہ او دشمن خویش بود
 خردمند دانند کہ ناخوب کرد
 پر اگندہ شد لشکر از عاجزی
 کہ ظلم ست در بوم آں سبہ ہنر
 ز راعت نیامد رعیت بسوخت
 بنا کام دشمن بر دوست یافت
 سیم اسپ دشمن دیارش بکنہ
 خراج از کہ خواہد چو بہاں کہ بخت
 کہ باشد دے اسے بدش در قفا

سہ کات اول بیانہ کات دوم مہنی بلکہ شہ سر خط نہا دن۔ کنا تیہ اطاعت کرنا
 شہ سکاری و غابادی گز۔ اصل میں گرگ بز تھا۔ یعنی وہ شخص جو ظاہر میں بکری کی طرح
 اور باطن میں بھیڑیہ کی طرح ہو سہ ناچار بھہ خصوصیت زاد ۱۲

چو بختش گوی بود در کاف کن
نمگرد آنچه نیکانش گفتند کن
چو گفتند نیکان بر آن نیک مرد
تو بر خور که بیدارگر بر خور
گمانش خطا بود و تدبیر هست
که در عدل بود آنچه در ظلم هست

(۲۳) حکایت

یکدیگر سرشاخ وین می برید
خداوند بستان نگه کرد و دید
بگفتا گرایم مرد بد می کند
نه با من که با نفس خود می کنند
نمیست بخت بخت اگر بشنوی
ضعیفان میفکن بخت خودی
که فردا بد از درد خسرو می
گدا می که پیشتر نیز در جوس می
چه نوازی که فردا بوی متری
مکن دشمن خویش تن که تری
که بوی بگذرد بر تو این سلطنت
بگیر و بکس آن گدا داد نیست
مکن بجه از نا توانا بدار
که ز شتم در چشم آزادگان
که گر بنگذشت شری شهر مسار
بزرگان در شن دل و نیک بخت
بیتقدان از دست افتادگان
بدرنگی تاج بردند و تخت
بفرز انگی تاج بردند و تخت
بدرنگی تاج بردند و تخت
و اگر راست خواهی ز سعدی شنو

(۲۴) صفت جمعیت اوقات درویش راضی

مگو جابه از سلطنت پیش نیست
که این تر از ملک درویش نیست

ساده مراد به زائل سے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہوجا فیکون پس ہو گیا اللہ کے
بلکہ بازو ۵۵ یعنی قناعت صبر و فاقہ ۱۲

بیکار مردم سبک تر روند
 حتی دست تشویش نمانے خورد
 گداز اچھا حاصل شود نانِ شام
 غم و شادمانی بیری رود
 چہ آزار کہ بر سر نہاد نہ تاج
 اگر سرفرازی یہ کیوں برست
 درال دم کا جل بر سر رود تاخت
 حق اینست و صاحبِ لال بشنوند
 ملک ہم بقدر جہانے خورد
 چنان خوش بخشد کہ سلطان شام
 برگ ایں دو از سر بدر میرود
 چہ آزار کہ بر گردن آمد حراج
 و گرت گدستی بزنند اں درست
 منی شاید از یکدگر شان شناخت

حکایت (۲۵۱)

شنیدم کہ یک بار دردِ جلد
 کہ من فرزند ہی داشتہ
 بہر دم کہ دو نصرت و فاق
 طبع کردہ بودم کہ کمالِ خورم
 بکن پنبہ غفلت از گوش ہوش
 سخن گفت با عابدے کلاہ
 بر سر کلاہ تھی دامنم
 گر فتم بازو کے دولتِ عراق
 کہ آگہ بخوردند کہ مالِ سرم
 کہ از مردگان پندت آید بگوش

۲۵۱ در معنی نیکوکاری و بدکاری و عاقبتِ آل

نیکوکار مردم نباشد بدش
 شر انگیز ہم در سر شر رود
 اگر نفع کس در نہاد تو نیست
 نیکوکار مردم کہ بد کہ نیک آیدش
 چو کردم کہ با خانہ کتر رود
 جنیں جوہر و سنگ خار ایکلیت

لے غم نہ گنزد دلتہ بزرگی سے ملک کران پر بقصد کردن سے کڑے سے دور کہ خطت و شرت ۱۴

نعلت گفتم اسے یاد شایسته خوے
چنین آدمی مردہ پر سنگ را
نہ ہر آدمی زادہ از دھبہ است
بہ است از دود انسان صاحب خرد
چو انسان مار و بجز خورد و خواب
سوا رنگوں بخت بپراہ رد
کے دانہ نیک مردی نہ کاشت
نہ ہرگز شنیدم در عمر خویش

کہ نفعست در آہن و سنگ و رے
کہ بردے فضیلت بود سنگ را
کہ دوز آدمی زادہ بدہ است
نہ انسان کہ در مردم افتد چودہ
کہ اش فضیلت بود برد و تاب
پاؤں پروردہ بر منہ ستر
کز خون کام دل برداشت
کہ بدر در آنکی آمد بہ پیش

حکایت (۲۶۱)

گر بیزے بچا ہے در افتادہ بود
بداندیش مردم بجز بد ندید
ہم شب ز فریاد زاری غمت
تو ہرگز رسیدی بفریاد کس
ہم تخم نیکو دے کاشتی
کہ بر جان ریشہ ہند مرہے
تو دادا ہیں چاہ کنیدی براہ
دو کس چہ کنند از پے خاص عام
یکے نہ کنند تشنہ را تا زہ طق

کہ از ہول او شیر زادہ بود
ہیقتا دو عاجز تر از خود ندید
یکے بر سرش کوفت گئے و گفت
کہ سخواہی امروز فریاد رس
ہیں لا جرم برکہ بدداشتی
کہ دہما ز ریشہ نبالہ ہے
بسر لا جرم در فتادی بچا
یکے نیک محضد گزشت غام
وگر تا بگردن در افتد خلق

لے کا نشانہ زندہ ہے حج دانتہ میں پو پایہ ہے سبقت ہے پہلوان۔

اگر بد کنی چشم نیکی مدار
که هرگز نیارد و گزرا نگور بار
نه پندارم اے درخزان کشته جو
که گندم ستانی بوقت درو
در خست ز تو نم از بجان بدوری
ببندار هرگز کز بد بر خوری
رطب ندارد و چوب خزره بار
چه تخم انگلی بر بال چشم دار
(۱۲۸) حکایت

حکایت کنند از یک نیک مرد
که اگر ام تجاج یوسف نه کرد
بسرنگ دیوان بگه که دینز
که نطش بنید از دیش بریز
چو حجت نماند خواجه را
پر خاش و در هم کشد روے را
بخندید و بگریست و خداے
عجب ماند سنگین دل تیره راے
چو دیدش که خندید و دیگر گریست
پرسید کای خنده و گریه چیست
بگفتا ہی گویم از روزگار
که طفلان بیچاره دارم چار
همی خندم از لطف زردان پاک
که مظلوم رفعت نه ظالم سناک
یکے گفتش اے نامور شریار
کن دست ازین پیر و پخال بدار
که نطق بد و کیش و از بد پشت
روایت نطق بیک بار کشت
زردگی و غم و کرم پیش کن
ز خردان اطفالش اندیشه کن
مگر دشمن خاندان خودی
که بر خاندانها پسندی بری

لے جھانکا درخت لے پھل لے نط چری بساط - بادشاہ کے رو بہ وجہ کوئی قتل کیا جاتا
تھا تو چری بساط بچھا کر دیگ ڈالے اور آپس بجرم کو قتل کرتے تاکہ زمین بد خون کا اثر نہ پھوٹے
لے دست داشتن - عفو کرنا ۱۲۸۵ کیہ دشت - بر چیزے داشتن - کناٹہ اسید رکھنا ۱۲۸۶

مہندار دہا بداع تو ریش
 شغفت ست مظلوم آذ آہش ترس
 متری کہ پاک اندرونے شبے
 بود اچناں برے افشاں دست
 نہ ابلین بد کرد نیکی ندید
 مرد پر دہ کس ہنگام جنگ
 مزن ہانگ بر شیر مردان درخت
 شنیدم کہ نشیند و خوش برخت
 بزرگے دران نکلت اس شب بخت
 دے بیش برمن سیاست نہ راند
 کہ روز پیش آیدت خیر پیش
 زد و دلی صبح گامش ترس
 بر آواز سوزہ جگر یار بے
 کہ تھاج را دست حجت بہ بست
 بر پاک ناید ز تخم پلید
 کہ باشد ترانہ بد پرودہ سنگ
 چو باکو دکان بر نیائی بہ مش
 ز فرمان داد کہ دانہ گر سخت
 بخواب اندرون دید دریش گفت
 عقربت برد تا قیامت بماند

(۲۹) حکایت

یکے پند میداد سر زہ را
 کن جوہر بر خور دگاں اے پسر
 نمی ترسی اے کو دک کم خرد
 بخوردی دم ز دور سر خیز بود
 بخوردم یکے شت ز دور آ دران
 کہ کو دار پند خرد و سندر
 کہ یک روزت افتد بزرگی بسر
 کہ روزے پلنگیت بر ہم درد
 دل زیر و مستان ز من زنجیر بود
 نہ کردم دگر زور بر لاغراں

گفتار

الا بتا بظفت نہ خپسی کہ تو ہم
 حرام است بر چشم سالار قوم

لے مراد از قیامت لے عار و عیب لے عذاب لے نیند۔

غم زیر دستان بخور زینهار تبرس از بد دستی روزگار
نصیحت که خالی بود از غرض چو داد و ستد تلخت دفع مرض

۳۰ حکایت

یکی را حکایت کنند از ملوک که بیماری رشته کردش چو دوک
چنانفش در انداخت ضعف جسد که می بود بر گستره یایاں حسد
که شاه از چه بر عرصه نام آدرست چو ضعف آرد از پیغمبر کثراست
ندیدے زمین ملک بوسه داد که عمر خداوند جیساوید باد
دریں شهر مردے مبارک نم است که از پادشایاں چو نم کیم است
نبردند پیشش مهاست کس که مقصود حاصل نشد دینس
بخوان تا بخواند دعاے بریں که رحمت رسد از آسمان بزمیں
بفرمود تا هتران حصارم بخوانند پیر مبارک قدم
بگفتار دعاے کن اسے ہو شند که در رشته چوں سوز غم پائے بند
شید این سخن پیر خم بوده پشت پندیدی بر آرد و بانگ درشت
که حق صرا باں ست بر دادگر بنجاش و بنجاشش حق بگر
دعاے منت کے شود سو وسند اسیران مظلوم در جاہ و بند
تو نا کرده بر حلق بنجاشیست کجا بینی از دوریت آسایش
بیایدت عذر خطا خواستن پس از شیخ صالح دعا خواستن

له ایک پیر کی بیماری جس کو نارہ کہتے ہیں تھے بساط شریعت تھے پیادہ شریعت کا تھے چو تھے

خفت بہ چون ادکا ۱۴۵ نیک ۔

کجا دست گیر و دعاے دیت
 شنید این سخن شہر یاسے عجم
 بر بنجد و پس بادل خویش گفت
 بفرمود تا هر که در بند بود
 جهان پرده بعد از دور کست نماز
 کہ اے بر فراز ندہ آسمان
 پیے پنچیاں برو دعا داشت دست
 تو گفتی ز شادی بخوابد پرید
 بفرمود گنجینه گوهرش
 حق از بہر باطل نشاید نہفت
 مرد با سر رشتہ بار دگر
 چو پایے فتادے گھمدار پایے
 ز سدی شنو کیں سخن راست ست
 نہ ہر پایے افتادہ برخواست است

۳۱۔ گفتار

جہاں ہے پسر ملک جاوید نیست
 ز دنیا وفا داری امید نیست
 دہر باو رفتی سحر گاہ و شام
 سر سبز سلیمان علیہ السلام
 باختر نمیدمی کہ برباد رفت
 خنک آہ کہ باد افش و داورفت
 کہ زیں میان گوے دولت بود
 کہ در بند آسایش نطق بود

لہ عاجزی لہ نیل بسبب مخالفت و انحرافی کہ اور اگر فتاد ساختی تہ تحت لہ ضائع رہا گیجاں۔

بکار آمد آہنا کہ برداشتند نگر آوری نہ دہ بگزاشتند

۳۲۔ حکایت

شنیدم کہ در مصر میراجیل
جہانش برفت از رخ و لفر و ز
گزیدند فرزانگان دست فوت
ہمہ تخت و تلکے پذیر و زوال
چون زد یک شہ روز عرش بشب
کہ در مصر چوں بن عزیزے بنود
جہاں گرد کردم بخوردم برش
پندیرہ راسے کہ بخشید و خورد
دریں کوش تا با تو ماند مقیم
کنہ خواجہ بر بستر جاں گداز
در اں دم ترا می نماید بدست
کہ دستے بجود و کرم کن دراز
کنہت کہ دستہ است خاکے کین
نہاید بیسے ماہ و پروین در ہوش

سپہ تاخت بر روزگارش اجل
چون خورد و شد بس نماند روز
کہ در طب ندیدند دارے ہوت
بجز ملک فرماندہ لایزال
شنیدم می گفت در زیر لب
چو حاصل می بود چیزے بنود
بر فتم چو بیچارگان از سرش
جہاں از پنے اخوشتن گرد کرد
کہ ہرچہ از تو ماند در بلع است و بیم
یکے دست کوتاہ و دیگر دراز
کہ دہشت ز بانہش ز گفتن پیست
و گردست کوتاہ کن از ظلم و آزار
دگر کے بر آری تو دست از کفن
کہ سر برداری ز بالین گور

۱۔ جس کو زوال نہیں ہے مراد خدا یا تعالیٰ ۲۔ یعنی مشقت فراہم آوردم و از دست نیانتم ۳۔

تدرت ۴۔ بچا کے دفع کن و راحت رساں ۵۔ آفتاب -

۳۳ حکایت

قزل ارسلان قلعه سخت داشت
 نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بیج
 چنان ناگہ افتاد در دروغ
 شہدیم کہ مرد مبارک حضور
 تعالیٰ شناسے جانیدہ
 بخندید کہ قلعه خرم است
 نہ پیش از تو گردن کشتاں داشتند
 نہ بعد از تو شاہان دیگر بر نہ
 ز دوران و ملک پدر یاد کن
 چنان روزگار شش گنجے نشانند
 چہ نوید ماند از ہمہ چیز و کس
 بر مرد ہشیار و نیاخت است
 کہ گردن با تو نہ بری فراشت
 چو زلفتِ عرو سالش بیج بیج
 کہ بر لاجوردی طشت بیضہ
 بنزدیک شاہ آمد از راہ دور
 ہنر مندے آن آتی گم دیدہ
 ولکن نہ پندارش حکم است
 دے چند بود و دہ بگذاشتند
 درخت امید ترا بر خور نہ
 دل از بند اندیشہ آزاد کن
 کہ بر یک پیشینش تصرف نہ اند
 امیدش بفضل خدا ماند و بس
 کہ ہر دے جائے دیگر گشت

۳۴ حکایت

چنیں گفت شوریدہ در جسم
 اگر ملک بد چم بماندے و سخت
 اگر گنج تار و نیرست آوری
 کبوتری کہ اے دارش ملک جسم
 ترا چوں میرشدے تاج و تخت
 نہ اند گمراہی بختی بری

لہذا نہ ایک ہاڑ کا نام ہے نہ خوشنما سلہ عالم تہ مضبوط ہے یہ

۳۵۱ حکایت

چوالیس ارسلان جال بجال بخش داد
 بہ تربت سپردنیش از تاج دگاشہ
 چنین گفت دیوانہ ہوشیار
 لے ہے ملک دوراں سرور شیب
 چنین ست گریہ دین روزگار
 چو دیرینہ روزے سر آورد عهد
 منہ بر جہاں دای کہ بیگانہ ایست
 سکوئی کن اسال چوں دہ راست
 پستراج شاہی بسر بر ہنہاد
 نہ جائے نشستن نہ آماجکاشہ
 چو پیش سپردوز دیگر سوار
 پرد زنت و پائے سپرد و سب
 سبک سپرد عہد نا پائیدار
 جہاں درلے سرور آروز نمک
 چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
 کہ سال دگر و دیگرے دودھ است

۳۵۲ حکایت

زرگے جفا پیشہ در حد غور
 خراں زیر بار گراں بے علق
 چونم کند سفند را روزگار
 شنیدم کہ بارے بعزم شکار
 پیاسے بد نیال صید سے براند
 پہ تہرانہ افستہ دوسے دوسے
 نگرنتے خمر و ستائے زور
 روزے دو سیکش نہ ملے تلف
 ہند بردل تنگ درویش بار
 بروں زنت پیداوگر شہر یار
 شبش در گرفت از حشم دور ماند
 ہینداخت نا کام شب در دوسے

لے الپ ارسلان۔ الیزکی میر، دلیر۔ ارسلان شیر ذمہ۔ ایران کے خاندان سلجوقیہ میں دوسرا بادشاہ تھا
 لے گاہ تخت شاہی تہ۔ اناجگاہ۔ مجازاً نشین لے کہوارہ۔ لے یا اک گاؤں کا لے افغانستان
 قند ہا کے قریب ایک شور ولایت ہے لے چارہ لے پچھتے پچھتے۔

نمرے دیر پونیدہ کارگر
 یکے مرد کرد استخوانے بدست
 شہنشاہ بر آشفست و گفت لے جہاں
 چو زور آورد می خود منالی گمن
 پندش نیامد فرومایہ قول
 کہ بیودہ اگر فتم این کار پیش
 بسا کس کہ پیش تو مغدور نیست
 ملک را درشت آما ازوے خطاب
 کہ پسند ارم از عقل بیگانه
 بخندید کاسے ترک نادان جوش
 نہ دیوانہ خواند کس اورانہ مت
 جہاں جوبے گفت لے تم نگار مرد
 دران بگر مردے جفا ہمیشہ بود
 جز انز کردار ادب بگر خروش
 پس آں را ز بہر مصالح شکست
 شکستہ قاسے کہ در حلقہ دست
 بخندید دہقان روشن ضمیر
 کہ میں حق بدست من است لے امیر

لے ہتیا را دے لے غلامے لے اشارہ ہے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف کہ وہ ایک کشتی میں
 سوار ہو کر گئے تھے اور اس کا تختہ ٹوڑا کہ ظالم بادشاہ اس کشتی پر قبضہ کرے لے حفاظت تبصرہ

نه از جل می بشکنم پایے خر
 خراین جا بنگه رنگ و تیار کش
 توان را بگوئی که کشتی گرفت
 تفور بر چنان کف دولت که راند
 شکر بجا بر حق خویش کرد
 که نودا در ال غفل نام و رنگ
 هند بار او را بر برگدش
 گر نعم که خبر بادش اکنون کشد
 گر انصاف چو سی بر اختر کس است
 بهیچ پنج روزش نعم بود
 اگر بر خیزد به آں مرده دل
 شه این جمله بشنید و چیز نه گفت
 همه شب ز بیداری اختر شمرد
 چو آواز مرغ سحر گشش کرد
 سوار ال همه شب یک تا خفتند
 در آں عرصه بر اسب دیدند شاه
 بخد مت نهادند سر بر زمین
 بزرگان نشستند و خوان خواندند

سمه از جور سلطان بیدادگر
 ازاں به که پیش ملک بار کش
 که چون ما با بد نام زشتی گرفت
 سه شصت برد تا قیامت بماند
 نه بر زیر دستان درویش کرد
 بگیرد گریبان دریشش بچنگ
 نیارد سراز غار بر گردش
 در ال روز بار خراں چوں کشد
 که در راحتش رنج دیگر کس است
 که شادیش در رنج مردم بود
 که خسپند از مردم آزرده دل
 به بست اسب و سر و غلزی بخت
 ز سواد اندیشه خوابش نبرد
 پریشانی شب فراوشش کرد
 نحر که پی اسب بشناختند
 پیاده دویدند یکسر سپاه
 چو دریا شد از موج لشکر زمین
 بخوردند و مجلس بیا داشتند

له بخور الله برائی طعمه الله بدلیب الله پاسبان -

چہ شور و طرب در ہنسا دآدمش
 بفرمود جہتند و بستند سخت
 سہ دل بر آہنخت شمشیر تینہ
 شمر دآں دم از زندگی آخرش
 نہ بینی کہ چون کار و بر سر بود
 چو دافست کہ خصم نہواں گر سخت
 سزا آسیدی بر آوہ و دگفت
 ز نامہ ربانی کہ در دور تست
 نہ من گروم از دست جورت نیر
 عجب کہ منت بر دل آدرشت
 و گر سخت آمد بکو بخش ز من
 ترا چاہ از ظلم بر کشتن ست
 چو پیدا کردی توقع نداد
 ندانم کہ چوں خیرت دید گاں
 بدان کے ستودہ شو و پادشاہ
 چہ سود آفریں بر سر اہمن
 گر قہارین ستم شاہ ظالم بگوش
 در آں رہ سہ طالع نمودش ہی
 لہ دل لہ طاعت لہ جہ کے چچہ یعنی غیبت میں لہ یا لہ نسبت یعنی اس نصیحت کے صلہ میں
 اسی دہقان کو حاکم دیکھ دیا۔

ز دہقان دو شیئہ یاد آمدش
 بخواری نگندند و پائے تخت
 ندانست بیچارہ دوسے گریہ نہ
 بگفت آنچه گمروید در خاطرش
 قلم راز با نشرواں تر بود
 بہرے پاک او تیر تر کش بر سخت
 شب گمروہ در وہ محالست سخت
 ہمہ عالم آواز دہ جورتست
 کہ خطے ز خطے کیے شتہ گیر
 کیش گر توانی ہمہ نطق کشت
 بانصاف یخ بکو بخش بکن
 نہ بیچارہ بے گنہ کشتن ست
 کہ نامت بہنیکو دود و دیار
 شخفتہ ز دست ستم دید گاں
 کہ خلقش ستانند در بار گاہ
 پس پیر نہ نفوس کناں مود زین
 ز سر متی غفلت آمد بدوش
 وہ را بہ بخشید فرماں دہی

بیا موزی از عالمان عقل و خوسے
 ز دشمن شنو سیرت خود که دوست
 تائیش سراپاں نہ یار تواند
 ترش بروے بهتر کند سرزنش
 ازین بہ نصیحت نگویہ کہست
 نہ چند آنکہ از چاہل عیب جوے
 ہر سطح از تو آید بچشم بکوست
 ملاست کناں دوستدار تواند
 کہ یاران خوش طبع فیروں نش
 وگر عاقل یک اشارت ہر سب

(۳۷) حکایت

شنیدم کہ از نیک مردے فقر
 مگر بزر بانش حقے نمش بود
 بزندان زندادش از بارگاہ
 زیار اں یکے گفتش اندر نہفت
 رسانیدن ارحق طاعت مست
 ہاں دم کہ در خضیہ ایں را ز رفت
 بخندید کو طلق بہودہ برد
 غلامے برد ویش برد ایں پیام
 کہ دنیا ہی سلعتے بیش نیست
 نہ گردستگیری کنی حشر تم
 ترا گر پایست و فرمان و گنج
 برد و ازہ مرگ چوں در شومیم
 دل آزدہ شد پادشاہے کبیر
 ز گردن کشی بردے آشفته بود
 کہ زور آزمایست ہاروے شاہ
 مصالح بنود ایں سخن گفت گفت
 ز زندان نہ ترسم کہ یک ماحضت
 حکایت بگوش ملک باز رفت
 ندانہ کہ خواہد در اں حبس مرد
 بگفتا بہ خسرو بگواے عنلام
 غم و خرمی پیش درویش نیست
 نہ گرد سردی در دل آید غم
 قی مرا گر عیالست و حرمان و رنج
 یک ہفتہ باہم برابر شومیم

اے کافی ہے اے تنہائی نعت تہ گفت دل سنی مصدق یعنی سخن گفتن و دم چو ایک کہے بہ نصیحت
 شہرت قلیل

منه دل بریں دولت پنج روز
نه پیش از تو پیش از تو انداختند
چنان ز می که ذکر ت پختیس کشند
نباید برسم بد آئیں بناد
وگر سر بر آید خدا دهنده
بفرمود دل تنگ روئے از جفا
چنین گفت مرد جفا لقی شناس
من از بے زبان می ندارم غمی
اگر بے نوا می برم درستم
عروسی بود نوبت ماتمت

(۳۸) حکایت

یکه مشت زن بخت روزی داشت
نزدیکم گول کشیده به پشت
دام از بریشانی روزگار
گمش جنگ با عالم خیره کش
که از دیدن عیش شیرین خلق
سگه از کار آشفته بگریخته
کسال شده نوشند و مرغ و پرنده

نه اسباب شامش میانہ چاشت
که روزی بحال است خوردن بخت
دلش محنت آلود و تن سوگوار
سگه از بخت شوریده رویش ترش
فرومی شد بے آب تلخش بخلق
که کس دیر ازین صعب تر زیسته
مراد بے نانی نه بیند تره

لے روئے از جانی از دے جانی کنایه از پهلوان که بکری کا بچہ چوان لے بکری - ترکاری -

گر انصاف چرسی نہ نیکوست این
 در رخ از فلک شیوہ ساختی
 مگر روزگار سے ہوس راندے
 شنیدم کہ روز سے زینے بکافت
 بنجاک اندر شش عقد بستہ
 دہاں بے زباں پند میگفت و راز
 نہ اینست حال دہن زہر گل
 غم از گردش روزگار ال مدار
 ہمہ کھلے کس خاطرش روئے داد
 کہ لے نفس بے راسے دم برونش
 اگر بندہ بار بر سر برد
 درای دم کہ حالش دگر گوں شود
 غم و شادمانی نماند و یک
 کرم پائے دار و نہ دہیم و تخت
 کن نیکو بر ملک و جاہ و خشم
 زرافشاں چو دنیا بخوابی گزاشت
 بر منہ من و دگر بہ را پوستیں
 کہ گلچے بدست من انداختی
 ز خود گرد محنت بنفشاندے
 عظام زخندان بوسیدہ یافت
 گستاخے دندان زرد و بختہ
 کہ لے خواجہ بابے مرادی بساز
 شکر خورده انگار یا خون دل
 کہ بیجا بگر دو بے روزگار
 غم از خاطرش رخت کیسو نہاد
 کبش باریتار و خود را کشش
 دگر سر بادج فلک بود
 برگ از سرش ہر دو بیرون شود
 جزاے عمل ماند و نام نیک
 بدہ کہ تو این انداے نیک بخت
 کہ پیش از تو بودہ است بعد از تو ہم
 کہ سعدی در افشاں گززد داشت

لے طریاں لے انگار تصور کر ۱۲ لے پائے دداشتن -

باقی مانن کرم کی طرف اشارہ ہے -

۱۳۹۱ حکایت

حکایت کنند از جفا گترے
در آیام او روز مردم چو شام
ہمہ روز نیکان ازو در بلا
گر وہے بر شیخ آل روزگار
کہ لے پیر دانے فرخندہ را
بگفتا در رخ آدم نام دوست
کے را کہ بنی ز حق بر کران
حق گفت اے خسرو نیک را
بر مرد نادان نریزم علوم
چو در دے بگیرد عدد و اندم
ترا عادت لے ہادشہ حق رویت
بگین حصے دارد اے نیک بخت
عجب نیست مگر ظالم از من بجان
تو ہم پاسبانے بانصاف و داد
ترا نیست منت ز روے قیاس
کہ ہمد کار خیر است بخدایت داشت

کہ فرماند ہی داشت برکشوے
شب از بیم او خواب مردم حرام
ہشب دست پا کان ازو برد عا
ز دست شکمہ گرستند زار
گوایں جواں را تبرس از خداے
کہ ہر کس نہ در خوردہ پیغام دوست
منہ باوے لے خواجہ حق در میاں
تو اں گفت حق پیش مر خداے
کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم
بر نجد بجان و بر خجاندنم
دل مرد حق گوے ازینجا قریب
کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت
بر نجد کہ دزد دست و من پاسبان
کہ حفظ خدا پاسبان تو باد
خدا از درافضل و من و پاس
نہ چوں دیگر انت معطل گرداشت

۱۳۹۱ حکومت بادشاہی لے دوست خداے تو لے در خوردہ - لائق ۱۲ لے کھاری زمین

۱۳۹۱ خداے بچے کا نیک کی توصیف دی۔

ہمہ کس بیدان کوشش در اند
وے گوے بخشش نہ ہر کس بر اند
تو حاصل نہ کردی بکوشش بہشت
خدا در تو جوے بہشتی بہشت
دل روشن و وقت مجموع باد
قدم ثابت و پایہ رفوع باد
حیات خوش و رفت بر صواب
عبادت قبول و دعا مستجاب
(۱۴۰) گفتار ۱۵/۱۲/۵۵

ہی تا بر آید بہ تدبیر کار
ہمہ اے دشمن بہ اندکازار
چون تو را عدو را بقوت شکست
بہ نعمت بیاید در فستہ بست
گر اندیشہ داری ز دشمن گزند
بہ تعویذ احسان ز بانہش بہ بند
عدو را بجاکے خسکا نہ بریزد
کہ احسان کند کند و ندان تیز
تدبیر شاید جہاں خود دوایس
چو دستے نشاید گزیدن پس
بہ تدبیر مستقیم در آید بہ بند
کہ اسفندیار شہخت از کند
عدو را بفرست تو را کند پیوست
خدر کن ز پیکار کمتر کے
مزن تا توانی بر آید و گمرہ
بود دشمنش تا زہ و دوست ریش
مزن با پاسہ ز خود بیشتر
و گزند تو توانا تر سی در نبرد

لے فہرہ رتم ایران کا شور پہلوان جرنال بن سام کا بیلا اور زراستان کا حاکم تھا۔ اسفندیار گشتا کا

ٹپا نہایت بہادر پہلوان تھا۔ یہ رتم کے ہاتھ سے مار گیا تھے گہائی کے برابر دگرہ زدن تیری چڑا نا اور خفا ہوا۔

اگر پیل ز درمی دگر مشی چنگ
 چو دست از همه حیلے دست
 اگر صلح خواہد عدد سسر پیش
 کہ گزشتے بہ بند دور کارزار
 در او اسے جنگ آور دور کاہ
 تو ہم جنگ را باش چوں قنہ سخت
 چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی
 چو دشمن در آمد بجز از دست
 چو نہ نماہ خواہد کہ پیش کن
 نہ تدبیر بہ سیر این بر نگرد
 در آرد نہ بنیاد نہ پیش نہ پاسے
 بنیدیش در قلب میچسب منہ
 چو بینی کہ لشکر ز ہم دست داد
 اگر بر کناری بر من تن بکوش
 دگر خود نہ را می و دشمن دولت
 شب تیرہ پنجہ سوار از کہیں
 چو خواہی بریدن لشب را ہما
 میان دو لشکر چو یکا روزه راند

بہ نزدیک من صلح بہتر نہ جنگ
 طال است ہر دن بشیر دست
 دگر جنگ جو بہ عنان بر پیش
 ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
 نخواہد سببش از تو دور حساب
 کہ بر کینہ در ہرانی خطاست
 ز دل گردوش کہ در گردن کشی
 بد کن ز دل کین و دشمن از سرست
 بہ بخشاے دازد کش اندیشہ کن
 کہ کار از سودہ بود سال خور
 جوانان بہ شمشیر و پیران بہ رائے
 چو دانی کز آنہا کہ باشد ظفر
 بہ نہادہ جان شیریں بیاد
 دگر در میاں باہیں دشمن پریش
 چو شب شد در آقیم دشمن مایست
 چو با قصد بشوکت بدتر دزدیں
 خدر کن نخست از کہیں گاہا
 سر پنجہ ز دور مندرش نماید

لے مستدرہ لے ااں پناہ لے بڑا ہا لے تلمہ شکم لے جنگ لے مت شہر

تو آسوده بر لشکر مانده زن
چو دشمن شکستی بیفکن علم
بے در تفاسی نریت مرا
برو اینی از گرد و میجا چو میخ
بدنجال غارت نراند سپاه
سپه را بگهبانی شهر یار
که نادان ستم کرد بر خویش
که بازش نیا پدر احتیاسم
نباید که دور افتی از یاوران
گیرند گروت به ثروتن و تیغ
که خالی نماند پس پشت شاه
به از جنگ بد حلقه کارزار

باب دوم در احسان

اگر بود شنیدی بمعنی سگر آئے
که او انش وجود و تقوی نبود
کے خجده آسوده در زیر گلی
غم خویش در زندگی خود که خویش
ز دوست اکون بد کان تست
خواهی که باشی پر آگنده دل
پریشان کن امروز گنجینه چست
تو بخود بهر توشه خویش
کے گوے دولت ز دنیا برو
که معنی ز صورت بماند بجائے
بصورت درش بیچ معنی نبود
که خجند ز مردم آسوده دل
برده نبرد از دزد خویش
که بعد از تو بیرون ز زمان تست
پراگندگان را ز خاطر میل
که نزد اکلیدش نه در دست است
که شش نیا یزد ز دوزن
که بخود نصیب به عقبه برو

لیک عاجز ہے اہل علم کے لئے یہ ہے اس پر ہے حقیقت ہے نبی از لہجہ چھڑنا ہے جلد۔

بنفخ آوارگی جز بجز آنگشت من
 کن بر کف دست نه هر چه هست
 لبو شیدن ستر در دستش کوش
 گردان غریب از دوت بے نصیب
 بزرگے رساند به محتاج نصیب
 بحال دل خشکان در بنگر
 فرو مانده گال را درون شاد کن
 نه خواهنده بر در دیگران
 بخار و کس در جہاں پشت من
 که قزاقان بزمی پشت دست
 که ستر خدایت بود پرده پول
 مباد که گردی بدر با غریب
 که ترسد که محتاج گردد از یزد
 که باید دل حشمت با شو نگر
 از روز فرو مانده گی یاد کن
 بشکرا نه خواهند از در دل

۲ حکایت عابد با شیام و شوخ دیدہ

زباں دانے آرد صاحب دے
 یکے سفله را ده درم بر من بست
 همه شب پریشان از دجال من
 بگردان سخنهای خاطر پریش
 خدایش گمرازد مادر بزراد
 ندانسته از دفریدن الف
 در اندیشه ام تا کد امم کریم
 شنید ای سخن پیر فرخ نهاد
 که محکم زده مانده ام در سب
 که دانسته از در دلم در من بست
 همه روز چو سایه در نبال من
 در دلم چو در خانه ریش
 جز آن ده درم چیز دیگر از
 نخواهد بجز باب لایع
 ازال سنگدل دست گیر و بیم
 رسته دو در آستینش نهاده

لے ناخن لے سازیم نگار که دل پریشان کریں ای پھر تا به اینی همیشه برودر تهاج

زرا تا در دست افشانے گوے
بر دل رفت از آنجا خور تا زده رے
یکے منت شیخ این برانی کہ کیت
بروگر بمیسر دنیا بدگریت
نگدائے کہ بر مشیر نوزیں ہند
ابوزید را اسپ و فریں ہند
بر آفتاب عابد کہ خاموش باش
تو مرد و بال نیستی سگوش باش
اگر است بود آنچه بنداشتم
ز نطق آہودیشں گد اشتم
اگر خج چشتی و سالوشں کرد
الامانہ پند ارمی انوشں کرد
کہ در ان گد اشتم آہوے
ز دست چناں گد جز یادہ گوے
بدفرازدل کہ بیسم مذہر
کہ ایں کسب خیرست دال شفع شر
خج نام کہ در صحبت عاقلان
بیاورد احلاقی صاحب دالان
بگر عقل را یست و میر و ہوش
بعزت گنی پند سعدی سگوش
کہ غلب دریں شیوہ دار و قتال
نہ در چشم و زلف و نہا گوش خال

در حکایت کریم تنگدست ہاسا کل

تیکہ را کہ رم بود و قوت نبود
کفافش بقدر مرآت نبود
کہ عقلہ خداوند ہستی مباد
جہاں مرد را تنگدستی مباد
کہ را کہ ہمت بلند اذقت
مژدشں کم اندر کند اذقت
چرا لاب رہاں کہ بد کو ہمار
بگیرد ہی بر بلند ہی قرار
لے بشہو شخص کا نام جز طرح کھینے میں نہایت اہر تھا لے بھائی بے ایمانی تہ مکار - حیلہ
کر، واللہ روزینہ - روزی -

نہ در خورد سرمایہ کرے کرم
 برش تنگدستے دو حرفے نبشت
 یکے دست گیرم بچیدیں درم
 بچشم اندرش قدر چیزے نبود
 بخصمان بندہ می فرستاد مرد
 برادر چنداں گفت ازدانش
 وزاں جا بزمداں در آمد کہ خیز
 چو کنجشک در بازوید از قفس
 چو باد صبا زان زیریں سیر کرد
 گر نقدے حالے جواں مرد را
 چو بچار گاہ راہ زماں گرفت
 شنیدم کہ در حبس چندے بہاند
 زمانہا نیا سود و شبہا نخت
 نہ پندارست مال مردم خورد می
 بگفتا کہ ہاں اسے مبارک نفس
 یکے ناتواں دیدم از بند ریش
 ندیدم نیز دیکہ دانش پسند
 بمرد آخر و نیک نامی بسپرد
 لے پیہ کہ تیر۔

تنگ مایہ بود سے ازیں لاجرم
 کہ لے خوب در جام قریخ سرشت
 کہ چندست تا من بزمداں درم
 ولکن بدستش پیشینے سے نبود
 کہ اسے نیک نامان آزاد مرد
 و گرمی گریزد و حناں بر مشق
 دزیں شہر تا پاسیداری گریزد
 قراش نبود اندر دیک نفس
 نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
 کہ حاصل کنی مسیم یا مرد را
 کہ مرغ از قفس رفتہ نتوان گرفت
 نہ رقمہ نبشت و نہ فریاد خواہد
 برو پارہ سائے گذر کرد و گفت
 چہ پیش آمدت تا بزمداں دولتی
 بخورد و بحالت گرمی مال کس
 خلاصش ندیدم بجز بندہ خویش
 من آسودہ و دیگرے پاسے بند
 نہیں زندگانی کہ نامش مرد

تن زنده دل نخست زنده گیر گل
به از غایت زنده و مرده دل
دل زنده هرگز نگردد دلاک
تن زنده دل گر ببرد چه پاک

۴- حکایت

بنالید درویشی از ضعف حال
نه نیار و ادش سیر دل نه دانگ
دل سائل از جبر او خوں گرفت
تو انگر ترش رویی به جرات
بفرمود که نه نظر اعظام
به ناگردن مشک بروردگار
بزرگیش سر در تباہی نهاد
شقاوت برهنه نشانیش جو سیر
نشانیش قضا بر سر از فاقه خاک
سر پایس حالش دگر گونه گشت
غلاش بدست سر پی نهاد
بدرار مسکین آشفته حال
شربت نگه کی بر ویش لقمه جُست
بفرمود و صاحب نظر بنده را
که خود شنود کن مرید را مانده را

لغت از کتب لایق بر کاره جملت تکبیر خود رکعت و نصد و چهل کی ۷۵ مرکب سوادى که با دیگر

چون ز دیگ بر دوش نذر خواں بهره
چون ز دیگ آمد بر خواجه باز
بجز سید سالار فرخنده خوے
بگفت اندرونم بشوید به سخت
که ملوک و سے بودم اندر قدیم
چرا که تاه شد دیش از غر و ناز
بخندید و گفت لے پسر جو نیست
نه آن تنگ از دی ست باز از گال
من آمم که آل روزم از در بر اند
بگم که باز آسمان سوسے من
خدا از حکمت به بند و درے
بیا منفس و بنوا سیر شد
بر آورد بے خویشتن نوره
عیان کرد آشکش بدیا لجه راز
که اشکت ز جوید که آمد به دسے
بر احوال ایس پیر شوریده سخت
خدا و نوندر بود و ا ملک و سیم
کنده ست خواش بدر ا دراز
ستم بر کس از گردش دور نیست
که بروی سراز کبر بر آسمان
بر دوش دور گیتی نشانند
ز دشت گری و غم از لے من
کشاید بفضل و کرم دیگرے
بسا کار منعم که ز برزیر شد

گفتار اندر رعیت ملوک سیاست ملک

بگفتم در باب احساں بے
بخور مردم آزاد را خون بال
کے را که با خواہ است جنگ
را تاز بے تنگی که خسار آورد
ولیکن نہ شرط است با هر کے
که از مرغ بدکنده بہ ترو بال
بیش جرای دہی چوب و تنگ
در سختی بہرور کہ بار آورد

نہ خواہد کہ غلام بندہ کہ زاد گزشتہ لے صاحب نعمت دولت مندھے یعنی خوت

کے راہ راہ پائے ہستراں
 کہ بہ کھتراں سزہ ادد گراں
 بنوٹا ہے ہر کجا خالے ست
 کہ رحمت ہو جو بر مالے ست
 جہاں سوز را کشتہ بہتر چراغ
 کیجے بہ در آتش کہ نطقے ہزار غ
 ہر آنگہ کہ ہو دوز و رحمت گہنی
 ہاڑوسے خود کارواں میزنی
 جفا پیشہ گماں را بہہ سرباد
 ستم بر ستم پیشہ عدل ست و داد

گفتار در معنی احسان یا سیکہ سزاوارت باشد

شہیدم کہ مردے غم خانہ خورد
 کہ ز نیر در سقفت ادا نہ کرد
 ز نیش گفت از نبال چہ خواہی کن
 کہ مسکین پریشاں شوند از وطن
 بیش مرد نادان بر کار خویش
 سگر فتنہ سبک روز زن را بنیش
 پاید ز دکان سوے خانہ مرد
 ہاں جگر زن بے طیرہ کرد
 زن بے خود برد و بام دوسے
 ہی کہ د فریاد و سگفت شوے
 کن روے مرد ملے ان ترش
 کہے باباں نیکوئی چوں کند
 چو اند سرے بہی آذر خلق
 سگ آخر کہ باشد کہ خواش نہند
 بزمشیر تیزش بیازار خلق
 چہ نیکوز دست ایر شل پیروہ
 ہاں را تحمل ہر افزوں کند
 بفرماے تا استخوانش در ہند
 سگور کلدون مگر انبار بہ

اے سربادادان قتل کرنا ہے چھت ۳۰ لائی آشیانہ دغا نہ زہور لینی بھڑکا چھٹا ۱۰ خستہ د

بمروج ۱۰ غصہ ۱۰ چشم ۱۰ شہر

اگر نیکه مردی نسیاید عیال
نہ ہر کس سزاوار باشد بال
چو گر بہ نوازے کہوتہ برد
بنائے کہ حکم ندارد اساحت
نبارد بشب خفتن از درد کس
بقیمت تر از بیشکر صد ہزار
یکے مال خواہد کیے سکو شال
چو ز بہ کنی گر گریہ صفت درد
بلندش کن در کئی نہ دہر اک

باب چہارم در تواضع

ز خاک آفریت خداوند پاک
چو این سوز و سرکش باش
چو گردن کشید آتش ہوناک
چو این سر ز اسی نمود آں کمی
یس اے بندہ افتادگی کن چوناک
ز خاک آفریت آتش باش
بہ بجاہی تن بیند اخت خاک
ازیں دیو کہ دند از آں آدمی

حکایت دریں معنی

یکے قطرہ باران ز ابرے چکید
کہ جانیکہ دریاست من گفتم
چو خود را بچشم تھاہرست بدید
پہر ش بجاہے و سانید کار
نجل شد چو ہنائے دریا برید
گر ادبیت تھا کہ من سیتہم
صدت در کنارش بجاہ پرورید
کہ شہ نامور لو لوستہ شہ ہوار

نہ پایان عراق کوئی ۔ نہ عراقیہ ۔ نہ بنیاد عمارت ۔ نہ شہ دلی ۔

بلندی بدان یافت کویت شد در میتی کوفت تا هست شد

حکایت عیسی علیه السلام و عابدان او

شنیدیم از او این کلام کرد در عهد عیسی علیه السلام
یکی زندگانی تلفت کرده بود
ویرست سینه نامد سخت دل
بسروده ایام به عاصف
سرش خالی از عقل و جز احتشام
بنا داشتی و امن آلوده
نه پاسبی چه بنیدگان راست بود
چو سال به از بکس خلاقی نفور
بود و جوهر خورش سوخته
به نام چندان تنعم براند
گنگار و خود را به شربت
شنیدم که عیسی در آرزوشت
بنزد آمد از غرقه خلوت نشین
گنگار به گشت اخترا و دور
تا فلک جبرست کمال شرسار

به چهل و غلامت سر آورده بود
زنا پاک ایام از دست نهی
نیا سوده تا بود از دست دهن
شکم زرب از لقمه با حرام
به ناداشتی و دود اندوده
نه گوشتی چه مردم لجهت شوی
نمایاں بهم چو من نه نوزد
چو نیکنامی نیند و خست
که در نامه جا به بخش نام
به غفلت شرب و روز خمور و مست
به مقصود عابدی به گدشته
بپایش در اقتدار سرور
چو روانه حیران در ایشان
چو در کوشش در دست ساریه

نه گنگار به شربت بیفاده کله خود که نامان به جرحه بالان

نخل زیر لب غدر خراں بسوز
 سرشک غم از دیدہ باران چو سخی
 بر انداختم نعت عمر عزیز
 چون زنده برگز مباد اسکے
 دست آنکہ از عید طفل ببرد
 لانا ہم بخش اسے جاں آفریں
 میں گوشتہ نالان نگار پیر
 دل ماندا شر ساری سرش
 ال نید عا بد میر پڑ غرور
 ایں بر اند پچہ ماچراست
 ملک بر آتش در افتادہ
 خیر آمد از نفس تر و آتش
 بودے کہ ز حمت بچنے دیش
 بر نغم از طاعت ناخوشش
 نر کہ حاضر شود انجمن
 اہم کہ دجی از جلیل لغات
 در عالم است آل و کثرے جہول
 و در آیام برگشتہ روز

ز شہائے در غفلت آورده روز
 کہ عمرم بہ غفلت گذشت اے رنج
 بدست از بسکونی نیا در وہ چیز
 کہ مرگش بہ از نہ گانی بے
 کہ پیرانہ سر شر ساری ببرد
 کہ گر با من آید نبیناں آفریں
 کہ فریاد عالم رساے دستگیر
 دواں آب حیرت بہ شیب برش
 ترش کردہ بر ناسق ابر در روز
 بگوں سخت نادان چہ بچن است
 بہ باد ہوا عسر و دادہ
 کہ صحبت بود با مسیح و منش
 بہ روز رخ بر نئے پس کار خویش
 مباد کہ در من نشد آشش
 خدا یا تو با او کمن حشر من
 وہ آمد بہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
 مزاج و عریض ہر دو آمد قبول
 بنالید بر من بزادی و سوز

ہر راستی ہے کہ گنگا کہ بہ بہت کم نصیب ہے گنگا کہ بہ بزرگ صفات میں خدا

به بچارگی هر که آسودم
عفو کردم از دین علمای زشت
وگر عابد دارد عبادت پرست
نگو ننگ از دور قیامت دارد
که آن را بگر خورشید از سود و درد
ندانست در بارگاه غنی
که ایام پاک است و سیرت پلید
برین آستان عجز و سستیست
چو خود را از نیکان شمردی بدی
آرم و دین از مروتی خود مگر
پایان آمد آن یک هنر جمله پرست
ازین نوع طاعت نیاید بکار
شخړه از عبادت بر آن بیخرد
سخن ماند از عاتلای یادگار
گر نگار اندیشه ناک از خداست

نبرد از مش ز آستان کرم
در آرم به فضل خودش در بهشت
که در خط باد است بود نیم شربت
که آن را به خفت بر ندایم به ناکرم
سگر این کعبه بطاعت خویش کرد
که بچارگی به ز کسب و دینی
در دوزخش را بناید عکس
به از طاعت و خوشترین بنیت
نمی بختد اندر خدائی خودی
نه هر سه سوار به بود و نه سوار
که پنداشت بدین پسته مغرور و دشت
بود عذر تقصیر طاعت بسیار
که با حق نکو بود و با خلق بد
ز معدی همی یک سخن یادوار
به از پارسای عبادت نمائے

در حکایت دانشمند درویش و قاضی متشکّر

نقیصه کن جامه تنگ دست در ایوان قاضی بصفت زشت

بگم کرد و تماشای دور و تیز تیز
 بدانی که بر تر متسامیم تو نیست
 بکاسه زارگان و لبر می سخن
 نه در کس مراد او را باشد بصورت
 و گزوه چه حاجت به پیکر گل است
 بعزت هر آن کوفه و تو شمشیر
 چو آتش بر آرد و در سوتش و ده
 قیامان طریق جدل ساختند
 کشاوند با هم در دست خد باز
 و گفتی خردشان شایسته جنگ
 یک پیچ و از خشکای چو مست
 شاد و در عیش و بهیج بهیج
 لهن بهانه در صفت آخر ترین
 نه بر بال توی بار و معنوی
 رانیز چو گمان در سینه گوشت
 فلک نصاحت بیانی که داشت
 راه کوسه صورت به معنی کشید
 فتنه ش از هر کنار آفرین

مریخ گرفت آستینش که خیز
 زو تر نشین یا برد یا بایست
 چو سر پنجه ات نیست شیر می سخن
 اگر است به جا هست و منزل بقدر
 ہیں شرمساری عقوبت بر است
 بخواد می نیست در بالا به پست
 فرد تر نشین است از مقامی که بود
 کلم و لاف کش در انداختند
 لا و نعم کرده گمرون خواند
 قناد در در هم به منقاد و چنگ
 یک بر زمین میز و سه بر دست
 که در حلق آں ره خرد و میج
 به غرض در آید چو شیر برین
 نه گمراہ گمرون به حقیقت توی
 بگفتند او نیک دانی یگوئے
 به دلمای تو نقش بگشاید
 قلم بر سر حرف و عوسه کشید
 که بر عقل و طبعت بنوا آفرین

چو بداند عذاب که کس واسطه که هم نہیں مانتے ہے خوش بیانی۔

سندر سخن تا بجای بر اند
 بدول آمد از طاق دوستان خویش
 که هیأت قدر تو شناختم
 در رخ آدم با چنین مایه
 معرفت به دل آرمی آدم برش
 بدست وز باں منع کدش که دور
 که زدا شود بدکن میز راں
 چو مولام خوانند و صد بکیر
 تفاوت کند هرگز آب زلال
 خرد باید اندر سیر مرد و مغز
 کس از سربزرگی نباشد به چیز
 میفران گردن بدست و ریش
 به صورت کسانیکه مردم دش اند
 به تدبیر جست باید محمل
 نه بگور یا را بلندی شکست
 بدین عقل و بهمت نخواهم گشت
 چه خوش گفت خرمه در سکه ^{طریقی} ^{طریقی}
 مرا کس نخواهد خریدن به بیج
 که قاضی چو خرد در خلاصه بماند
 به اکرام و لطفش فرستاد پیش
 به شکرت قدمت نپسند و احکم
 که بینم تو را در چنین پای
 که دستار قاضی نه بر سرش
 منه بر سرم پاسب بند غرور
 به دستار پیچ گزم سرگراں
 نمایند مردم به چشم حقیر
 سرش کوزه دریں بود با خیال
 بناید مرا چون تو دستار لغز
 کدو سر بزرگ است و به غنای
 که دستار پند است و به شیش
 چه صورت بهای به که دم در کشند
 بلندی و خمی سکن چون در حل
 که نخاصیت نیشک خود در دست
 دگر میرود و صد غلام از پست
 چو برداشتش بر طبع جاسه
 به دیوانگی در حریم پیچ
 له کجور له خوشامد دارد پاکیزه عمده
 به بر چرخه سوکھی گھاس ته زکله

نه منعم بهال از کس بهتر است
 بوی بشوید مرد سخن گوئے حسرت
 دل آزرده را سخت باشد سخن
 چو دست رسد مغز دشمن بر آرد
 چنان ماند قاضی بجور مثل سیر
 به ندای گزید از تعجب یه یه
 دزدانجا جوان روزه حسرت ثبات
 غمناز بزرگان مجلس بهاست
 نقیب از پیش رفت و هر سوزید
 یکے آفت از بوی ذوق شیرین لب
 بران صد هزار آفرین کس بخت

خرا از چمن طلسم پوشد خراست
 به آب سخن کینه از دل لبست
 چو خصمت بیفتاد سستی مکن
 که فرصت فرد شود از دل غبار
 که گفت آن پندار لیدوم عسیر
 بماندش در و دیره چون فزیدین
 بدون رفت بازش نشان نیابت
 که گوئی چنین شورش چشم از کجاست
 که مردی برین رفت و صورت که دید
 درین شهر سعدی شناسیم و بس
 حق تلخ بین تاجه شیرین بگفت

۴ - حکایت در توبه کردن بادشاہ ہزاہ گنجہ ظالم

یکے بادشاہ زارہ گشت سر بود
 به مسجد درآمد سربازان دست
 به مقصورہ در بار سائے مقیم
 که ناهل و ناپاک و سیر بخت بود
 مے اندر سر و سائے بست
 زبان دلا ویز قلب تسلیم

له جہول تلہ یہ دن البتہ سخت ہے تلہ جمع یہ دونوں باتھیں تلہ جو قطب شمالی کو تیر ہیں
 ۴ مفت تلہ ایک شہر کا نام جو تیر نزد شوال در میان واقع ہے اور تلہ نظامی کا مولود ہے بلکہ بالہ ۱۲

تنے چند برگشت اور جست
 چو بے عزتی پیشہ گرد آں خورش
 چو منکر بود بادشہ را قدم
 شکم کند سیر بر بوسے گل
 گرت نمی منکر بر آید ز دست
 دگر دست قدرت نداری بگو
 چو دست در باں دانه ماند بجان
 نیکی پیشش دانائے خلوت نشین
 کہ یکبار سے آخری میں زمر دست
 دم سوزناک از دل بانجسر
 بر آرد در دھان پر دست
 خوشتر است این پیر خوش از زگار
 کہے گفتن اے قدر ز رستی
 چہ در غم نہ یک نوا می زهر
 به جنس است بنده تیر خوش
 به طاعت سحاس نیار استم
 کہ ہر گم کہ باز آید از خوشی رشت
 چنین پنج روز است پیش دام

چو عالم نہ باشی کم از مستی
 شدند آن عزیزان خراب ندری
 کہ یار و زار از امر معروف و م
 فردا نذر از چنگ از دہل
 نشاید جو بیدست دیانی رشت
 کہ پاکیزہ گردد بہ اندر ز خوشی
 بہمت نہایت مددی رجال
 بنالید و بگریست سر زین
 دعا کن کہ ما بے زبانیم و دست
 قوی ترک ہفتاد تن و تیر
 چہ گفت اے خداوند بالا و پست
 خدا یا ہمہ وقت او خوش بہار
 بدیں ہر حیرانیکوئی خواستی
 چہ بدخواستن بر سر خلق و شہر
 چو سخن در نیابی مجموعش
 ز داد آفرین تو بہ اشخو استم
 پیشہ رسد جاوداں در بہشت
 بہ ترک اندر شیشہا کے دام

لے سننے والا ہے سرکش سے بڑا ہے بشواہ سخنان بلند

همیشه که مرد سخن ساز گفت
 ز دهر آب در چشمش آمد چو میخ
 به تیران شوق انداختش به وقت
 بر نیکبختی خضر فرستاد کس
 قدم رنج فرماید تا سرانهم
 دور دیدستاند بر در سپاه
 شکیدید در عذاب شمع و شراب
 یکے غائب از خود یکے نیم است
 ز سوسه بر آرد ده مطرب خردش
 حرفان خراب از لعل رنگ
 نبود از غم میان گردن مسر از
 دهن و چنگ با یک دیگر سازگار
 بفرمود درایم شکستند خرد
 شکستند نیک دستند رود
 بیخانه در سنگ بردن زدند
 روان خرد و چنگ او فاده بگو
 خیمه بستن خمیر نه یا بهر بود
 شکر تابانش در پند مشک

یکے زان میان با ملک باز گفت
 بسیار دید بر چهره سیل در پنج
 حیا دیده بر پشت پایش بدخت
 در قوه کوبان که فریاد بر سر
 سر جمل و ناراضی بر سر
 سخن پر در آمد در ایوان شاه
 ده از نعمت آهادر مردم خراب
 یکے شعر گویان صراحی بدست
 زدیگر سر آوار ساقی که نوش
 سر چنگ از خواب در بر چو چنگ
 بهر نرس آسجا کیسه دیده باز
 بر آورد زنده از میان ناله زار
 مبدل شد آن عیش صافی بدست
 بدر کرد گویند از سر سرود
 که در انشا نند و گردن زدند
 تو گفتی خداست از بیدار نشسته خول
 نه ان نشند و نرسید انشت زود
 قدر را بر دیشتم خویش بر انک

له آگ له جنگ بهالے دالا له تلحٹ له ظرن شراب مراد از مرا می

بفرمود تا سنگ صحن سراے
 کہ گلگونہ نسر یا قوت قام
 عجب نیست بالوہر کشد خراب
 دگر ہر کہ بربط گرفتے بہ کف
 دگر فاسقے چنگ برے ہر دوش
 جو اسے سر از کمر دیندار مست
 پدر بار ہا گفتہ بودش بہ ہول
 جھائے پدر برد زندان و بند
 گرش سخت گفتی سخن گوے و سہل
 خیال دہ و دیش بریں داشتے
 سپہر نکلند بشیر غراں ز جنگ
 بہ زری ز دشمن تو اں کرد دوست
 چو دشمنان کے سخت ردی نہ کرد
 بہ گفتن درشتی کن با ایسر
 بہ اخلاق باہر کہ بنی بساز
 کہ این گردن از نازکی بر کشد
 بشیریں زبانی تو اں برد گوے
 تو شیریں زبانی ز سعدی بیکر

بکند و کردند نو باز جائے
 بسختن نیشد دروے کمرام
 ز خور داندراں روز چندان شراب
 تفاخر سے از دست مردم چو دین
 بہالیدے اورا ہونے ہو گوش
 چو پیراں بہ کسج عبادت کشت
 کہ پاکیزہ رو باش و شائستہ قول
 چنان سود مندش نیامد کہ بند
 کہ بیرون کن از سر جوانی و جہل
 کہ در دیش راز نہر جگذاشتے
 نیندیشد از تیغ بران چنگ
 چو بادوست سختی کن دشمن دوست
 کہ خایکے تادیب بر سر خورد
 چو بینی کہ سختی کند سست گیر
 اگر زہر رست است دگر سرفراز
 بگفتار خوش راں سراز کشد
 کہ بہر مست تلخی بردند خوے
 ترش رویے را کو بہ تلخی بہ میر

ملہ غارہ جو جو تریں مغہ پر ملتی ہیں ملہ نادان ملہ نہائی چیرہ لاپٹا جانا تو تہہ تھو ۱۱-

بایست شمع در عتبات

خدا را ندانست و طاعت نه کرد
 قناعت تو نگردد مرد را
 سکوته بدست اولی بے ثبات
 پیر و تن از مرد رای دیشی
 خردمند مردم بهر بزم دارند
 کسے سیرت آدمی گوش کرد
 خور و خواب تنها طریق دوست
 خنک نیک بختی که در گوشه
 بر آناں که شد ستر حق آشکار
 تو خود را از آن در پیشه انداختی
 بر اوج فلک چوں پرد چرخ باز
 به کم کردن از عادت خویش خورد
 کجا سیر دخی رسد در ملک
 نخست آدمی سیرتے پیشه کن
 تو بر کزّه تو سخی بر کجمر

که بر سخت روزی قناعت نه کرد
 خبر کن حریف جهاں گردد را
 که بر سنگ گردان زرد و نبات
 که او را جوی پروری می کشی
 که تن پرورای از بهر لاغر اند
 که اول سنگ نفس خاموش کرد
 بویس بدون آئین تا بخر دست
 بدست آرد از معرفت تو شسته
 نگرند باطل بر د اختیار
 که چه راز ره باز نشناختی
 که در شمس بسته سنگ آرد
 توان خویش را ملک خوے کرد
 نشاید برید از غم که تا فلک
 پس آنکه ملک خوئی اندیشه کن
 نگر تا نه پیچید ز حکم تو سر

سه بقره از سه محقق جاه بخت کنواں سه شکاری باز سه ساتویں زمین سه مرفعل ناز

که گر یا لنگ از گفت در گیسخت
 باندازه خور زار اگر مردی
 در دل جانے ذکر است و توت و نفس
 کجا ذکر گنجد کن انبیا را ز
 نوازند تن پر و در آن آگهی
 در چشم و شکم پر نگر و هیچ
 چو و زح که سیرش کند از و قید
 هیمی میردت بیست از لاغری
 بدین اسے خبر دایه دنیا خضر
 مگر می نه دانی که در را و دام
 پلنگے که گردن کشد برو خوش
 چو خوش آنکه نان و میرش خوری

تن خوشین گشت خون تو ریخت
 چنین پیر شکم آدمی یا نمی
 تو بنداری از بهر ناست و بس
 بسختی نفس می کشد پادراز
 که بر معده باشد ز حکمت تھی
 تھی بهتر این از کپچ و پیچ
 دگر بانگ دار که مال من مزید
 تو در بند آئی که خسرو پوری
 چو خسرو باخیل عیسای خضر
 نینداخت جز حرص خور و ن بام
 بدام اندازد هر خور و ن چو خوش
 بدانش در رفتی و میرش خوری

حکایت

کے گفت شکر بخواہ از منلاں
 بہ از جو رو کے تمش بروم
 کہ روانہ کجسر بردسر کہ کرد
 کہ تمکین تن نور جاں کا بدست
 اگر ہوشمند غریبش ملاہ

کے راتپ آمد زما جہلاں
 بگفت اسے بسریلئے مردم
 شکر عاقل از دست آنکس خورد
 مرد در پئے ہرچہ دل خواہد
 کند مرد را نفس آمانہ خوار

لے خوش، غذا لے آتیں لے ایندھن لے عارف لے ترش .. لے سرکش

ز دوراں بے نامرادی بری
مصیبت بود روز نایافتن
چو وقت فراخی کنی معده تنگ
وگر در نیاید کشد بار غنم
شکم پیش من تنگ بهتر که دل

وگر هر چه باشد مرادش خوری
تنور شکم و بندم تا فتن
تنگی بریز اندک روزه تنگ
کشید مرد پر خواره بار شکم
شکم بنده بسیار بینی چل

بایستیم در بیان فضیلت شکر

۱- حکایت

که شکر ندامت که در خود دوست
چگونه ز هر مونس شکر کنم
که موجود گشت از عدم پندیده

که او را آن متفرقی نشان او است
روان و خرد بخشید و روشن و دان
بهر تا چه شکر این دانه غیب
که رنگ است نایاب ز فتن و بخت
که در قلوب آید و چون زنگار زخرد
که با یک ناله زور باز آید و بلیش

نقدی می نماید از شکر دوست
عطا نیست هر کس از او برستم
تا این خداوند بخشنده را

که اوقات صف احسان او است
برای چه که شوق آفریند زنگار
ز نیست بد تا به پایان شکر
و با آنکه فریبش است با شکر و پاک
بیا که به بنفشه از آن یک ناله زخرد
چو در روی آوری سوزش زینش

۲- نزهت: آن نادیده اگر سواد آینه دل

که یار و بگر و دش در آورد دست
 تو یقین حق دانا ناز سحر خویش
 سپاس خداوند تو یقین گوئی
 ز غیبت مدومی رسد و جدم
 ای روزی آمد بخوش زلف
 به پستان مادر در آویخت دست
 بداد و دهنده آتش از شهر خویش
 زانویست معده خورشید آفتابست
 دو چشمه آسمان بر دوش گاه دست
 بهشت است ای پستان درویش
 دل دیوانه ناله بین درویش
 پس رنگری شیرخون وایاست
 سرش در و مهر خنجر از خویش
 بر آید از دایه پستان به بزم
 که پستان شیرین از آتش گند
 به بزم فراوانش کرد و گناه

چرا حق نمی بینی ای خود پرست
 چو آید بگو شیدنت خیر پیش
 بسر بجای کس نبردست گوئی
 تو قائم بخود نیستی یک قدم
 نه طفلک باں بسته بودی زلف
 چو نافتش پرید و روزی گشت
 غریب که بر آید دشواری پیش
 پس او در گمراهی رفت
 دو پستان که امروزه دغا و است
 گذارد به مادر و پسندید
 دغا و دغا ای حال پرورشی
 ای زکریا پستان و دل است
 بخونش نمرود و دغا و خویش
 چو باز تو می کردی دندان سطره
 چو از صبرش از شیر خاش کند
 تو نیز ای که در تو به طفلک راه

حکایت

جوانی سراندر راه و در یافت
 دل دردمندش چو آذر یافت

ای مسافر که می خواند رخسار خالی بوی به مراد چون
 پیراهن تپه پتیا به عصب و طبعه ایوانه آنگاه

چو بچاره شد پیشش آورد و بدهد
 نه گریان و در مانده بودی و خرد
 نه در صد نزدیک به حالت نبود
 تو آنی کز آل یک بگس و بنجم
 بکالی شوی باز در عصر گور
 دگر دیده چون بر فردز و چراغ
 چو پیش پند چشمی نه بینی که راه
 تو گشت که کردی که با دیده
 معلم نیا موختت هنم در آئے
 گرت منع کردی دل حق نبوش
 که ایست مهر فراموش عهد
 که بشه از دست تو خواهم نه برد
 گس را ندن از خود بحالت نبود
 که امر و ز سالار سر بنجم
 که توانی از خویشتن دفع مور
 چو کرم لحد خورد پیله دماغ
 ندانده می وقت رفتن از چاه
 دگر نه تو احم چشم پوشیده
 سرشت این صفت در وجودت خدای
 حقت عین باطل نمودی بگوش

باب نهم در توبه

بیا اے که عمرت بهفتاد زنت
 همه برگ بو و دن همی ساختی
 قیامت که بازار میشنوند
 بهضاعت بخند آنکه آری بری
 که بازار چند آنکه آگنده تر
 نه پیغمبر در مینج اگر کم شود
 مگر خفته بودی که بر باد رفت
 بتدبیر رفتن نبرد اختی
 منازل باعمال نیکی نهند
 و مگر مغلسی شبه مساری بری
 تهید ست را دل بر آگنده تر
 دلالت رئیس سر بنجم غن شود

ان شاء الله با ان شاء الله است که توبت که چیزی که اندھا شه مراد بشت که نه زحمتی

چو پنجاہ سالت بروں شد دوست
غنیمت شمر بخر و بوسے کہ هست
اگر مرده مسکین زباں داشته
بعض یاد دزاری فغاں داشته
کہ اسے زندہ چون است امکان گفت
لب از ذکر چوں مرده برام محفت
چو مارا بہ غفلت بشرد زگار
تو بارے دے چند فرصت شمار

حکایت

کهن سالے آمد بہ نزد طبیب
ز نالیدنش تاب مردم فتریب
کہ دستم بہ گل لے بر نہ اے نیک رے
کہ یایم اہمی بر نیاید ز پاسے
ہرماند این قامت خفته ام
کہ گوئی بہ گل در فرد رفتہ ام
ہر دو گفت دست از ہماں بگسل
کہ بایت قیامت بر آید ز گل
اگر در جوانی ز دی دست و پاے
در ایام پیری بہشت باش و پاے
بجو دوران عمر از یہ چہل برگدشت
مزن دست و پا کہ بت از یہ برگدشت
نشاط آنکہ از من رسیدن گرفت
بباید ہوس کردن از سر بدر
کہ سبزی کجا تازہ گردد و دم
تفرج گناں در ہوا دے ہوس
کسانیکہ دیگر بغیب اندر اند
درین کہ نصحت شل جوانی برفت
درینا چنان روح پرور زباں
کہ بگذشت بر ما چو برق بیاں

لے مراد مدت قلیل لے بعضی لے محبت لے مراد قبر و کتابہ از عالم جوانی لے نہ زمانہ

تو سودای آں پرشمن دایم خورم
در بنا که مشغول باطل شدیم
چه خوش گفت با کودک آموزگار

نیردا نچتم تا غم دین خورم
ز حق دور ماندم و غافل شدیم
که کاره نکردیم دشمن زرگار

باب دوم در مناجات

بیایا بر آردیم دست زدل
بفصل خندان در نه منی دخت
بر آردنی تو مستیهای خیاره
پندار از دین در که هرگز نه بست
همه طاعت آرند و بسکین نیارند

که تو این بر آوردی من را بر دزدان
که سبک بر گشتی زانکه سرافراز گشت
ز رحمت تو کرد و تهنیت است باز
که ز بیم گرد و دزد آورده دست
بسیار تا بدو نگاه بسکین توانم

چو شاخ بر بند بر آردیم دست
خداوند گارا نظر کن به جود
گناه آید از بند و خاکسار
گر میا بر تویی تو بر در دایم
گوا چو کرم بیند لطف و ناز
چو مار ابد سیاه بود کرمی عزیز
عزیزی و خواهی تو بخشی و این
ندید این که خواهی از مکن

که بیه برگه زین پیشانی نشست
که جرم آمد از بندگان در وجود
بایستد عقوبت بدو از تیرگاه
بانعام و لطف تو خر کرده ایم
نگردد ز دنیا مال بخش شده با تو
بعقلی ما بر چشم دیدیم نیز
عزیز تو خواهی نه این را ز کسی
بذل کند شرمسار و مکن

مسلط کن چون شمشیر بر سرم
ز دست تو به گر عقوبت بر سرم
بگیتی بتریزم نباشد بدی
جفا بردن از دست به چوین عود
مرا نرساری ز روی تو بس
دگر نرسارم کن پیش کس
گرم بر سر افتد ز تو سایه
سپهرم بود کس در پای
اگر تاج بخشی سرافرازم
تو بر داری تا کس نیست از دم

حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آدم
مناجات شوریده در حشرم
که می گفت با حق بزاری بے
میکن که دستم بچرخد کس
بلطفم بخوان یا بران از دم
بدار و بجز آستانت سرم
تو زانی که مسکین و بیچاره ایم
فرو مانده با نفس اماره ایم
نمی تازد این نفس سرکش چنان
سرمعشش تواند کرد نفع و عاف
که با نفس شیطان بر آید ز در
بمزدان راحت که راسته بده
خدا یا بذات خداوند نیست
بلیک حجاج بیت الحرام
بهریکس مردان شمشیر زن
که مرد و غار را شمشیر زن زن
بطاعت پیران آراسته
بصدق جوانان تو خاسته
که مار ادیان در طعنه یک نفس
ز رنگ و گوشت بفریاد و رنج

له کیسه همچون است نامه تانده که معمله همه مریه منوره ده یعنی دو خدا که نا ۱۲

امیدست از آنانکه طاعت کنند
 بپا کال کز آرایش دور دار
 به پیران پشت از عبادت دوتا
 که چشم ز روی سعادت بند
 چراغ یقینم سحر راه دار
 بگردان ز نادیدنی دیده ام
 سن آن گره ام در بولک نیت
 ز خورشید لطف شمع بسیم
 بدی را نکه کن که بهتر کل است
 مرا اگر گیری بالضاف دادر
 خدایا بدلت فراں از درم
 در از جمل غائب شدم روز چند
 چو عذر آرم از ننگ سردامنی
 فقیرم بحسرم گنا هم گیر
 چرا باید از ضعف حال گیریت
 خدایا به غفلت شکستیم عهد
 چه بر خیزد از دست تدبیرا ق
 همه بهر چه کردم تو برهم زدی
 نه من سر ز حکمت پدر می برم
 که بے طاعتان را شفاعت کنند
 و گزینت رفت معذور دار
 نه شرم گنه دیگره بر پشت پا
 ز بانم بوقت شهادت بند
 ز بد کردم دست کوتاه دار
 ده دست برنا پسندیده ام
 وجود و عدم در ظلام حکیت
 که جز در شفاعت نه بیند گم
 گذار از شاه اتفات بس است
 بنالم که عفو من نه ایس وعده دار
 که صورت نه بندد در دیگرم
 کنون کا دم در هر دویم بند
 مگر عجز پیش آورم که غنی
 غنی را تر حسم بود در فقر
 اگر من ضعیفم بنامهم تو لیست
 چه زور آورد با تضادست جمده
 همین نکته بس عذر تقصیر ما
 چه قوت کند با خدای خودی
 که حکمت چنین می رود بر سرم

تقدیرش بنگاه همه سرانجام و شرمند که تاریکی همه مرا بس است همه کوششش ۱۲

قصائد سعدی

شکر و پاسِ مہبت و عزتِ خدا سے را
 دادارِ غیب دان و نگہدارِ آسمان
 اقرار می کند دو جہاں بر یکا نگیش
 گوہر ز سنگ ناز و لولہ سے از صدق
 بار سے ز سنگ چشمہ آب آور و پدید
 گاہ سے بصرِ انصاف برونے خوب دوز
 دریائے لطف و دست و گزشتہ سحاب کیست
 اربابِ شوق و طلیعت بیدار نبرد و ہوش
 شہنائے درستان ترا نعمتِ اصباح
 یاد تو در دج پرورد و وصف تو در فریب
 سب سے کہ قبول تو نقد عمل و غلغله
 جائے کہ تیغِ تہر بر آرد و جہاں تہرستہ

پروردگارِ خلق و حسد او ند کبریا
 رزاق بندہ پرورد و خلاق رہنما
 بہتاد پشتِ عالمیاں ہر دشمن و دوتا
 فرزند آدم از گل و برگ گل از گیا
 بار سے ز آب چشمہ کند سنگ ذرہ سا
 گلگونہ شفق کند و سحر مہ و جہا
 تا بر زمین مشرق و مغرب کند سخا
 اصحابِ نعم و صفت بے سراند و پا
 دل شب کہ بے تور و کند انظم المصفا
 نام تو غم زد اسے و کلام تو دلربا
 بے خاتمِ رضا کے تو سب سے اہل شہا
 ویران کند بسیلِ حرمِ جنت سہا

یہ شعر بھی منی گنگھی کی بیوہ عورت جہازاد دوسری عورتوں کی کھنگھی چوٹی کی بیوہ الی بنائے سنوار بیوہ الی
 یہاں جن کی صفت ہے کہ اصل میں دجی ہے یعنی تاریکی ظلمت شب سے بہتر میں صبح سے کہ بھینے
 تارک ترین شام سے کہو یا نکم سے کہ دوسرے مجازاً بکار شے فضولی سے کہ بھینے بہت
 جلال شان و شکوہ عیانی کی ردک بند
 ۵۹ میں کا ایک شعر جہاں حضرت بقیس زوجہ
 حضرت سلیمان علیہ السلام حکومت کرتی تھیں اس شعر میں تلمیح ہے اور ایک آیت قرآنی کا اقتباس ۱۷

شایان برستان جلالت نهاده سر
 گر حمله را عذاب کنی در عطا دای
 خود دست و پائی فهم و بلاغت بجا رسد
 گاهی محوم قهر تو بهم دست با خزان
 خواهند گان در گنجشایش تواند
 آن دست در تصرف و این می بر زمین
 مردان راست از نظر خلق در حجاب
 فرخنده ملائمت که کنی یاد او بخیر
 چندین هزار سکه پیغمبری زدند
 الهامش از جلیل و پایش ز جبرئیل
 در نعت از زبان فصاحت بجا رسد
 وانی که در بیان اذان شمس کورت
 یعنی وجود خواجہ سزا خاک بر کند
 لمے بر ترس مقام عالمک بر آسمان
 شعر آدم بحضرت عالیت زینهار

گردان کشان مطاوع و کفرستان دعا
 کس را مجال آن کش که آن چو و این چرا
 تا در بحر و صفت جلالت گذشتن
 گاهی به نسیم لطیف تو هم از باجها
 سلطان در شروق و در ویش در عبا
 الهام در اشارت آید گوشت در عدا
 شب در لباس معرفت در روز در بقا
 برگشته دوستی که نرا مش کند ترا
 اول بنام آدم و آخر بنصطفی
 رایش نه از طبیعت و لطفش نه از هوا
 خود پیش آفتاب چه ردف و در سما
 معنی چه گفته اند بزرگان پارسا
 خوشید و ماه را نه بود بعد از ضیا
 با منصب تو زید تریس پایه عطا
 با وحی آسمان به زند سحر مشرقی

طایفه قریب از شایان سر پرده لکه خواہش نفس بود و مصرع اقتباس ہے میں یہ قرآنی کلام
 و المینطق عن الاولی ان هو الاوحی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش ذاتی خود و منہ پرانی
 بہرہ یکدیگر دینی انانی نازل ہوتی و وہ پہنچا تھے ہیں لکہ جب کتاب لپیٹ لیا جائے کہ سر منظر ہی نہ دیکھنا پڑے
 صوفی ہاندھا ہوا کونتمہ انتر کیا ہوا سحر یہ لفظ اقتباس قرآنی ہے

یارب بدست آنکه قمر زد و دینم شد
 کا قنادگان شہوت نفیس و شیر
 تر یک در دہان رسول آفرید حق
 اسے یار غار سید و صدیق نامور ق
 مرداں قدم بہ صحت یاراں نہادند
 یار آں بود کہ مال تن و جاں خدا کند
 دیگر سحر کہ لائق پیغمبری بدے
 سالار خیل خانہ دین صاحب سول
 دیوے کہ خلق عالیشان دست عاجزانہ
 دیگر جمال صورت عثمان کہ بر نہ کرد
 ایں شرط مہربانی و تحقیق دوستی ست
 خاصان حق ہمیشہ بہت کشیدہ اند
 کس را چه زور و زہر کہ صفت حق کند
 زور از مائے قلعہ خیبر کہ دست او

تبسّیح گفت در کف میمون او حصا
 از حق لائق تجاوز داغ غفلت عرصا
 صدیق ترا چه غم بود از زہر جانگزا
 مجسمہ فضائل و کجیہ صفا
 لیکن نہ آں پناں کہ تو در کام اندہا
 تا رسیدل دوست پایاں برد وفا
 گر خواہد رسل بندے ختم انبیا
 سر ز قمر خدائے پرستان بلہ ریا
 عاجز در آن کہ چون شود از دست او رہا
 در پیش دست دشمن قائل سراز چا
 کز ہر دوستان بری از دشمنان جفا
 ہم بیشتر عنایت و ہم بیشتر عفا
 جبار در مناقب او گفت ملک اسفا
 در یک در شکست بیا زوے لاشقہ

۱۱ اشارہ بہ حجتہ شق انقر علیہ جماعت کی جمع سنگ و نرے، کنگرہاں۔ ایک مشورہ جو کی طرف اشارہ ہو
 تلوہ توجہ۔ نرمی کرانے کے ساتھ جو مد سے گزیرے اور بخند سے اسکو جو نافرمانی کرے تلوہ قرآن مجید
 کی ایک صورت ہے، جہیں حضرت علی اور دیگر حضرت اطہار کے ایثار کا ذکر ہے شہ حضرت علی کی شان
 میں مشہور مذکور ہے لافنے الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام اور جوان نہیں
 اور ذوالفقار جیسی دوسری تلوار نہیں۔

شیر خرا و صفدر و میدان و بکر خود
 دیباچه مروت و سلطان معرفت
 فردا که هر گشت به شفیع زنده است
 پیغمبر ثانی پیر است در جهان
 یارب به نسل طاهرا و لاد فاطمه
 یارب بصدق پند و پیران راست رو
 دلان خسته را از کرم مرهم فرست
 گزینان تکیه بر علی خورشید کرده اند
 یارب خلاف امر تو بسیار کرده ایم
 چشم گنا هگار بود به خطایه خویش
 یارب بملطف خویش گنا بان بپوش
 بھوار داز تو لطف خداوندی آمده است
 عدل است اگر عقوبت ما بیکند کنی
 گزینان تکیه کنی بر پاک بگذرد و بشیر

مله اقتباس قرآنی چه خبر است و دیگر مقامات که فرمایند کنند را به این آیه و دنیا میں سر امان
 یعنی روشن چراغ را آفتاب، پاکیزگی مله مضمون حدیث کاتر جمیع حضور صلعم کا ارشاد ہے
 اصحابی کا نجوم باہم اقتدایم اہم یعنی میرے صحابی متار دن کا بلن میں ہیں کہ پیر دی
 کہ دیکھ ہدایت پاؤنگے تکیہ گاہ - سہارا تکیہ جو کچھ گزرا ہے ساتھ ساتھ سہارا پہلے موسیٰ
 جو بہت بلندی پر دیں - پر دیں شہ خاک

دلہائے دوستان تو خوں میشود و خوں
 یارب قبول کن بزرگی و لطف خویش
 مارا تو دست گیر و حوالت کن بخل
 کردی تو آنچه شرط خداوندی تو بود
 سهل است اگر چشم عنایت نظر کنی
 اولے ترا کہ ہم تو بگیری لطف خویش
 کارے بہ منتہا نہ رسانیدہ در طلب
 فی الجملہ دستہائے ہی ہر تو دامن
 یا بولتا اگر بہ عنایت نظر کنی
 اسے نفس ہمدکن کہ چو مردان قدم زنی
 پیدا بود کہ بندہ بکوشش کجا رسد
 کس را بخیر و طاعت خویش عبادت
 اسے پائے بستہ عمر تو در رگزار سیل
 تار و ز اولت چہ نیست ست برجیں
 در کوہ ددشت ہر سبغے صوفیہ ہے

باز از کمال لطف تو دل میدہد بر جا
 کاں را کہ رد کنی نہ بود اینج منبت
 الا ایک حاجت در ماندگان فلا
 ما در غم تو، هیچ نہ کردیم رنجنا
 اصلاح قلب را چہ محل پیش کیا
 دشتے دگر ز هیچ ناید ز دست ما
 بردیم روزگار گرامی بہ منتہا
 خود دست جزئی نتوان اشت پر خدا
 و انجاست اگر بقوت دہی جزا
 در پائے بستہ بد عادت بر کشا
 بالائے ہر سرے قلمے رفتہ از قضا
 آن ہے بصر کجا کہ کند کیہ بر عصا
 بندین اش چہ پیش نہی مرگ در قفا
 زیر اکہ در ازل ہمہ سعد اند و اشقا
 گر تیج سودمند بدے صوف بے صفا

لے ٹھکانا، جائے پناہ، امید گاہ، تہ ترجمہ۔ عاجز و بچی حاجت تیرے سوا کسی کجا نہیں مصرعہ میں
 تعقید ہے در نہ عربی الفاظ کی ترتیب اس طرح ہے، فلا حاجتہ الا ایک سکہ (اسے) ہمارے پڑ دگوار
 سکہ کہوٹا، فاسد، نیز سول سہ عمل کام لے خوشا نصیب سکہ امید آرزو شے بیع زندہ
 بھاڑ کھانے والا جانور

پہلوئے تن ضعیف کند لبت دل قوی
 گر بر وجود عاشق ہادق ز نند تیغ
 مارا بہ ز شدار لبے دشمن امینیت
 چون شادمانی غم دنیا تقیم نیست
 اشال مابہ تنگی و سختی بردہ اند
 غم نیست ز خم خوردہ راہ خدائے
 مابین آسمان زمین طائے عیش نیست
 عمرت برقت و چارہ کارے نساختی
 کردار نیکے برقیاست قرین تست
 تاج و دایہ ز نشانی بہ جز کرم
 نابل انہی صحت سعدی چنانکہ هست
 گوئی کلام سنگ دل ایں بند نشنود
 بامداداں کہ تفاوت نہ کند لیل ہمار
 صوفی از صوفیہ گوخیمہ بزین در گلزار
 کوہ و دریا و درختان ہمہ در تسبیح اند
 بلبلاں وقت گلے کہ بنا انداز شوق
 آفرینش ہمہ تنبیہ خداوند دست
 ایں ہمہ نقش عجب بر در دیوار وجود

صدیکو در ریاض ریاضت کند چرا
 گوید بچس کہ مل سبیل ست دجاں خدا
 وز دست دوست گریہ ہرست درجا
 فرعون کاہراں بہ دایوب مبتلا
 ماخو چہ لایقیم بہ تشریف اولیا
 درے چہ خوش بود کہ حبیبش کند دوا
 یک دانہ چوں جہد ز میان دوا سیما
 اکنون کہ چارہ نیست بر چپا رگی بیا
 آں اختیار کن کہ تو اں درفش لقا
 تا بسج دانہ زستانی بہ جز بقا
 گفتیم اگر مہر بہ تفاوت کند علم
 بر کوہ خواں کہ باز بگوش آیدت صدا
 خوش بود دامن صحرا افتادے بہار
 وقت آن نیست کہ در خانہ نشینی بیگاہ
 نہ ہمہ تمناں فہم کند ایں اسرار
 نہ کم از بابل مستی تو بنال اے بیشمار
 دل ندار کہ ندارد سخاوند اقرار
 ہر کہ فکر تہنہ نقش بود بر دیوار

لے خلعت لے اندامین تا بینا لے خانقاہ لے سننے والے

خبرت هست کہ مرغان چین می گویند
 ہر کہ امروز تیرہ سینہ اثر قدرت اور
 تاکے آخر چون نقشہ سر غفلت در پیش
 کہ توانم کہ و بدینہ و در نگین ز چوب
 وقت آنست کہ دانا و گل از جہد عجیب
 آدمی زادہ اگر در طرب آید چہ عجیب
 باشد تا غنیمت سیراب دین باز کند
 فرد گاہی کہ گل از غنیمت بردن می آید
 با دگر سوسنہ سروسان چین نشانہ کند
 نثارہ بر لافہ فرد آدمہ ہنگام سحر
 با دگر سوسنہ آرد و در گل و سنبل و بید
 خیری و خنمی و نیلو فرستان افزوز
 از نثاران رشتہ بردر کہ خصلت ہے چین
 این ہنوز اہل انار بہال فرد نیست
 شاخا و خبر و شیرہ باغہ ہنوز
 عقل حیران شود از خوشہ زہرین جنب
 پند ہائے طلب از نخل فرد آدمہ نرند

کا آخریے نقشہ سر از بالش غفلت بردار
 غالب آنست کہ فردا تیرہ سینہ دیدار
 حیث باشد کہ تو در خوابی و در گیس بیدار
 کہ زمانہ کہ بر آرد گل صد برگ از خار
 ہر آید کہ درخت ان ہمہ گردند نثار
 سرور در باغ بر فصل آدمہ و بید و چنار
 با دگر دال چو سر نثار آہوئے تبار
 صد ہزار آنچہ ریزند در دستان بہار
 بوئے نسرين و قمر نفل برود و اقطار
 راحت چون عارض گلہوی عرق آردہ یار
 در دکان کچہ رونق بکشايد حطار
 نقشہ ہائے کہ در ذخیرہ ہمانہ ابصار
 ہچماں هست کہ بر تختہ دیہ بادینار
 باش تا خیمہ ند دولت نیسان و ایشہ
 باش تا حاملہ گردند بالوان انثار
 وہم عاجز شود از حقہ یا قوت انار
 نقشہندان قضا و قدر ششیرین کار

ملکہ دولہا نوشتہ عروس، ملکہ وہ افام جو خردہ رساں کو دیتا ہے ملکہ ایک سرخ بھول ۱۲
 ملکہ عرائی سال کا ساتواں مہینہ جو ماہ اہمیل کے مطابق ہوتا ہے یہ ہمارا موسم ہوتا ہے اس مہینہ کی بارش
 بھی اسی نام سے موسوم ہے ملکہ ایک رومی مہینہ تقریباً مئی یا جیٹھ یہ بھی ہمارا مہینہ ہے

تا نہ تار یک شود سایہ انبوه درخت
سیب را هر طرے دادہ طبیعت رنگ
شکل امرود تو گوئی کہ بشیر خلیط
حشو آنخیر چو حلوا اگر صانع کہ ہی
آب دریائے ترنج و بہر دایم لڑاں
گو نظر باز کن و خلعت نارنج ببین
پاک بے عیب خداے کہ تقدیر عزیز
بادشاہی نہ بدستور کند یا بخور
چشمہ از رنگ بروں آرد باران ز رخ
گرچہ بسیار بگفتم دریں باب سخن
تا قیامت سخن اندر کرم و رحمت او
آن کہ باشد کہ نہ بند و مکرم طاعت او
نعمت بار خدا یا ز عدد و ہر دست
ایں ہمہ پردہ کہ بر کردہ امی پوشی
نا امید از دل طیف تو کی شاید رفت
فلحماے کہ زامیدی و نہ پسندی
سعد یا راست لڑاں گئے سعادت بوند

زیر ہر برگ چراغی ہمہ از گلزار
ہم ہاں گوئے کہ گلگونہ کند رنگار
کوثر چہ نہا تست معشوق بر بار
حب خشناش کند در عسل و شہد بکار
ہمچو در زیر درختان بہشتی انہار
اے کہ باد نہ کنی فی الشجر الا خضر ناز
باہ و خورشید مسخر کند و لیل نہار
نقشبندی نہ بشکر کند یا ز نگار
انگیس از گیس مثل و دراز در بار
اندکے بیش نہ بگفتم ہنوز از بسیار
ہمہ گویند کیے گفتہ نیاید نہ ہزار
جائے آنست کہ کافر کشاید ز ناز
شکر انعام تو ہرگز نہ کند شکر گزار
گر بقتصر گیری نہ گزار سی دیار
تاب قہر تو نداریم خدا یا ز نہار
بخداوندی خود پردہ پوش لے ستار
راستی کن کہ بمنزل نہ رسد کج رفتار

نہ۔ مہر فی بھسار اے سبز و زرخشت میں آگ ہوئی ہے (اقتباس قرآن) ستارہ زبردست تقدیرت

نعلکہ در زیر ستارہ عزت نہاد کی لکھی

جیعت از عمر گرانمایہ کہ در اہور برفت
یار ب زہر چہ خطا رفت ہزار استنفار
در دینہاں تہو گویم کہ خداوند منی
تا گویم کہ تو خود مطلق بر اسرار

مرثیہ خلیفہ بغداد

آسمان را حق بود گر خون یار و بزمیں
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمد گر قیامت می بر آری سر ز خاک
سر بر آرد بدین قیامت در میان خلق ہیں
نازنینان حرم را خون حلق نازنین
زاستان گذشت ما را خون از آستین
زینہار از دور گیتی و انقلاب روزگار
در خیال کس نگشتے کا پچھاں کرد چنین
وید بر دارا یکہ دیدی شوکت بیتا الحرام
قیمصران روم سر بر خاک خاکان بزمیں
خون فرزندان علم مصطفیٰ شہد بخیت
وہ کہ گر بر خون آن پاک فرود آید گس
ہم بر آن خاکے کہ سلطانان ملامتیں جہیں
بعد از بر آسائش از دنیا ناید جہنم داشت
تا قیامت تلخ گرد و درد ہانش آب گیس
دجلہ خواست زین پس گر بندہ سربلبل
روئے در باد ہم آید پس حدیث ہولناک
نوحہ لائق نیست بر خاک شہیدانی کہ ہست
لیکن از روی مسلمانان و راہ مرحمت
باش تا فردا کہ بنی روزاد در رستخیز
مہربان را دل بسود در فراق نازنین
کز لحد بارے خون آلودہ بر خیزد زین

لہ المستعصم باش، خلفہ عباسیہ کا آخری فرمانروا علیہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس جنگی اولاد
اس طرح قتل ہوئے تھے چچا ایک چچکے والا سیاہ روغن جو گینہ کے نیچے لگایا جاتا تو وہ خیر فرشتے کا شاہد ہوتا ہے

در زین خاک قدم شاہ تو تباہیستم تو
 قالب مجروح اگر در خاک خون غلط ہے پاک
 تکیہ بڑیا نشاید کرد دل برو سے نہاد
 چرخ گردون باز ہیں گوئی و سنگ است
 ز در بازوئے شجاعت بر نیاید اہل
 تیغ ہندی بر نیاید روزِ پنج از نیام
 تجربت بنیاد بہت آنجا کہ برگردید بخت
 اگر کساند از پئے مردار دنیا جنگ جو
 ملک نیار اچہ قیمت حاجت نیست از خدا
 یارب ایس رکن مسلمانی با آباد دار
 خسرو صاحبقران غوثِ نیاں بد بکر سعد
 مصلحت بود اختیار لے روشن بین او
 لاجرم در بحر و برش ایمانِ دولت اند

روزِ عشر خون شاہِ گلگونہ زخار عین
 طرحِ بکالِ ندر جو الطیفِ ربِّ العالمین
 کاسماں گاہے بہرست اسے برادرِ کہیں
 در میان ہر دوز و شب ل مردم طحیں
 چوں قضا آید نماند قوتِ رائے ز ریش
 شیر مرے راکہ باشد مرگ نہاں ز کہیں
 حملہ آؤں چہ سوداں راکہ برگردید نہیں
 اسے برادرِ گر خرد مندی جو سیر غلی نہیں
 کو نگہدار دہما ہر ملک ایمان و یقین
 در پناہ شاہِ عادل پیشواے ملک دیں
 آنکہ اخلافتش پسند یست او صافش گزین
 زیر دستا ز سخن گفتن نہ شاید جہنمیں
 کلے ہزاراں فرس بر جانت از جاں فرس

رذر گارت با سعادت باد سعدی مسح گوے

رایت منصور و بخت یار اقبال قرس

لے عربیں یعنی زنان بہشت لے آقا، آرد لے حکم مضبوط اگر نا پ لے لڑائی، جنگ لے حدیث
 میں آہے کہ دنیا مدار ہے اور اسکے چاہنے والے کہتے لے دعا کرنے والے۔ دعا گوے اقبال

خوشست عمر در دنیا که جاوداتی نیست
 درخت قد صنوبر خرام انساں را
 گلیست خرم و خندان تازه خوشبو سے
 دوام پرورش اندر کنار باد و ہر
 بہاش غرہ و غافل چویش سروریش
 چہ حاجت عیاں را باستماع و بیاں
 کہ ام باد بہاری دزدید در آفاق
 اگر مالک رودے زمین بست آری
 دل اسے رفیق ہوس کا در اسلئے بند
 اگر جہاں ہمہ کامست و دامن اندر پے
 جو بہت پرست بصورت چنان شہی مغول
 جہاں دوست برادر دوستان خدا سے
 نگاہدار زبان تا بہ درخت نہ برند
 عمل بیار و علم برکش کہ مرداں را
 طریق حق روی دہر کجا کہ خواہی باش
 کف نیاز ہر گاہ بے نیاز ہر آکر
 مخور جو بے دباں کا دھم کایشاں را
 مکن کہ حیث بود دوست بر خود آزر دن

بس اعتماد ہمیں پنجر روز فانی نیست
 مرام رونق نوبادہ جوانی نیست
 دلے امید بباتش چنانکہ دانی نیست
 طمع مکن کہ در دبوے کامرانی نیست
 کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
 کہ بیوفائی و در فلک نہانی نیست
 کہ باز در عقیش آفت خزانہ نیست
 بہائے دولت یکے وزہ زندگانی نیست
 کہ خانہ ساختن آئین کار دانی نیست
 بدوستی کہ جہاں جائے کامرانی نیست
 کہ دیگر تخرار لذت معانی نیست
 کہ پائے بند غنار اجزای جانی نیست
 کہ از زبان تہذیب جہاں باہی نیست
 رہے سلیم تر از کرے بے نشانی نیست
 کہ کج خلوت صاحب دلاں مکاری نیست
 کہ کار مرد خدا جز خدای خوانی نیست
 امید خرمین اقبال آں جہانی نیست
 علی الخصوص مرآت دست را کہ انانی نیست

۱۔ بے شبہ ۲۔ ظاہر ۳۔ حقیقت ۴۔ مکرل ۵۔ روزخ

چہ سودر نریش باران و عطار سر خلق
زین بہ تیغ بلاغت گرفتہ ای سعدی
بدین صفت کہ در آفاق صفت شعر تو رفت
نہ ہر کہ دعویٰ زور آوری کند با
دے بخواہ عطار گوستانش شک
کہ مرد را بارادت صدف دہانی نیست
سپاس دار کہ جو فیض آسانی نیست
زفت و جہ کہ آتش بلبل آسانی نیست
بسر برد کہ سعادت بہ پلوانی نیست
مکن کہ جوئے خوش از شرمی نہانی نیست

غزلیات سعدی

اے یار ناگزیر کہ دل در ہوائے تست
خو غمائے عارفان و تمنائے عاشقان
گر تاج می نہی غرض ما قبول تست
گر بندہ می نوازدی و گر بند می کنی
ہر جا کہ رویے زندہ دے بر زمین تو
تہانہ من بقید تو در ماندہ ام اسیر
قویے ہوائے نعمت دنیا ہی کنند
قوت برداں شیفگان التفات تو
گر با مقصودم تو در پایے رستی
مشاید کہ در حساب نیاید گناہ ما
جان نیز اگر قبول کنی ہم فدائے تست
حر حشت نیست کہ شوق لغائے تست
در تیغ می زنی طلب رضائے تست
ز جہ و نواخت ہر چہ کنی بے ای تست
ہر جا کہ دست غمزدہ برد جائے تست
کز ہر طرف شکست دے بتلائے تست
قویے ہوائے عقیقہ ہمارا ہوائے تست
آرام جان زندہ لان مرجائے تست
جرمے کہ میرود با مید عطارے تست
آنجا کہ فضل و رحمت انتہائے تست

کس را بقائے دائم و محترم نیست
ہر جا کہ پادشاہی صدی سروریت
سعدی ثنائے تو تواند بشرح گفت

جاوید پادشاہی دائم بقائے تست
موقوف آستان در کبریاے تست
خاموشی از ثنائے تو جہانائے تست

دیدار یار غائب دانی چہ ذوق دارد
اسے بوسے آشنائی دستم از کجائی
سودائے عشق بخت عقلم نمی پسندد
باشد کہ خود بر حمت یاد آوری تو مارا
ہم عارفان عاشق دانند حال سکین
پائی کہ بر نیاید رزری بنگ عشقے
مشغول عشق جانان گر عاشقی است صادق
بجاصل است مارا اوقات زندگانی
زہرم چونو شد از دست یار شیریں

اہرے کہ در بیا باں بر تشنہ بہار د
پیغام در صل جانان پیوند روح دارد
فرمان عقل بردن عشقم نمی گذارد
در نہ کدام قاصد یحیی ام مال گذارد
گر عارف نے بنالدا عاشقے ہزار د
گویم جاں نداد و تادل نمی سپارد
در روز نیز باران باید کہ سر نخارد
الادے کہ اہرے با ہدے ہزار د
بزل خوشست نیشم نوشم نمی گذارد

دانی چہ آئینہ سعدی چہ کنج ظہیر

کز دست خو بر بیاں بیرون شدن نیارد

رشتی و نمی شوی فرا خوش
سحر بست کمان اہر دانست
پایت بگزار تا بہر
جو راز قبلت مقام عدل ست

می آئی و می روم من از ہوش
پیوستہ کشیدہ تا بنا گوش
چوں دست نمی رسد در آغوش
نیش سخت مفت بل نوش

بہودہ یو کہ در بہ ہا زان
 دوش از عشم دل کہ نمی ہستم
 آن سبیل کہ دوش تا کمر بود
 شہرے متحد تالچ حسنت
 بنشین کہ ہزار فتنہ ہر خامست
 آتش کہ ترمی کنی محال ست
 بل کہ ہر دست سنا ہر افتاد
 اے خواجہ برو ہر چہ داری
 گر تو بہ دھد کہے ز عشقت
 سعدی ہمہ روزہ بند مردم

خدا در دے چنین بخشندہ داریم
 کہ بکشاید دے کا بند بہ بند
 خدا یا اگر بخوانی و رہانی
 سرا فرازیم اگر بہ بندہ بخشی
 ز شب خاک بار آفریدی
 تو بخشیدی ز دان عقل و امکان
 تو بمانا روز و شب در خلوت و
 کہ! چندیں گنہ را میداریم
 بیا ما ہم دیں در گنہ بزاریم
 جز انعامت دے دیگر نداریم
 و گرنہ از گنہ سبب بر نداریم
 چگونہ شکر این نعمت گذاریم
 و گرنہ ما ہاں شے بنہا ریم
 شب روزے بغفلت میگذاریم

سہ ذکر و تذکرہ کرنے والے سہ جن ہر ہمت کا عالم طاری ہے۔

گویم خدمت آور دیم و طاعت
که از تقصیر خدمت شرمساریم
مباد آن روز که درگاه لطف
بدست ناامیدی تن بخاریم
خداوند ما به لطف با صلاح آر
که مسکین و پیریشان روزگاریم
ز درویشان کوئے انکار مارا
گر از خاصان حضرت برکناریم
ندام دیدنش را خود صفت حبیب
بجز آن که ساحتش بے قراریم
تیرا بے درازلی در داد مارا
هنوز از تاب آن سہ درخواریم
چو عقل اندر نمی گنجد سعدی

بیایا سرشیدانی برآریم
بیا سراندر کئے دیر عشق نتوان باختن
عشق بازی چیست سر دپائے جانان باختن
تو به کارم تو به کار از عشق نهان باختن
استیلا میدهن رسوائی جهانم مرد دار
بیش ازین در خانه نتوان گوی جوگان باختن
با کما زان طریقت راضی که حبیب
بر بساط نر عشق اول بود جسان باختن
ز ابدی بر بادال مال منصفان است
عاشقی در ششدر لاکفر و ایمان باختن
بر کف جام شریعت بر کف سندان عشق
هر هوشنا که ندانم دستان باختن
سعدی اصاحب دلال شطرنج وحدت باختن
رو تماشا کن که نتوانی چو ایشان باختن

اے سرو دل و حلقہ تقیم معانی
پیش تو یہ اتفاق مردوں
پیشانی تو سحر اولیں اند
چوں اسم تو در میان آید
آنرا کہ تو از سحر بیانی
از آمدن اگر بسیارند
دفع غم دل نمی توان کرد
گر صورت خویشتن به بینی
مگر مسلح کنی لطیف باشد
شعری خط سبز دوست دارد

جانی و لطیفہ جہانی
خوشت که پس از تو زندگانی
تو فتنه آخر الزمانی
گوئی که بچشم در میانی
حالت نه بود بار معانی
من جاں بیاہم بفرزدگانی
الا با سید شادمانی
حیران جمال خود مناسی
در وقت بسیار مهربانی
پیرا من حلقہ از غوانی

ایں پیرنگ کہ همچنان نش

از یاد نمیرود و جوانی

بسیار سفر باید تا بچشم شود خامی
گرچه پیرمنا جاتی و درند خروا باقی
فرما کہ خلایق لایزالین حسنه باشد
اے بھل اگر نالی من با تو ہم آوازیم
سر زب لب جوئے گویند چه خوش باشد
روزے سرمن بینی قمریان سرکوش

صوفی نہ شود صافی تا در نکند چای
ہر یکے قلمے رفتست بردے بستر بجای
ہر کس علیے دارد یا گوشتہ گنہاے
تو عشق گلے داری من عشق گل انداے
آنا کہ ندید ستند سروے طب باے
دیہ عید می باشد الا بہر ایاے

لے در دل ریش من مہرت چو زان دین
آخر زد ما گوے یاد آ رہ ہشتاسے
باشد کہ تو خود روزے از ما بفرے پرسی
در نہ کہ برد ہیسات از ما تو بیغاسے
گرچہ شب شتا قاتل تار یک بود اما
نوسید نشاید بود از روشنی باسے
سعدی لب در یاد روانہ کجا یابی
در کام ننگاں رد گرے طلبی کاسے

شاہنامہ فردوسی

نبرد رستم با سہراب

باد زد و گہ رفت و بسنہ گرفت
ہمی ماند از گشت مادر شگفت
یکے تنگ میدان فرد ساختند
بجو تاہ نرسنہ ہی باختند
نماند استیج بر نرسنہ بندناں
بچپ باز بردید ہر دو عنان
بہ ششیر ہندی در آویختند
ہمیں زاہن آتش فروز بخشند
بزرخم اندر دین تیغ شد بریز ریز
گرفتند از اں پس محمود گراں
ز تیسر و محمود اندر آمد جسم
ز اسپان فرد بخت برگشتواں
فردماند اسپ نہ دلا در ز کار
تن از خونے بر آید دہاں بر خاک
زبان گشتہ از تشنگی چاک چاک

ملہ میدان جنگ لے تمامت جھڑکے گھڑ زخمے پاکھر مہ پسینہ عرق (آہیں) امداد لے نہ بیڑ چنپا پیہ ۱۲

پُر از در و باب و پُر از رخ پُر
 ندیدم کہ آمد بدیشان جنگ
 ز مردی شد امروز دل نا امید
 نہ گردے نہ نام آورے از زمان
 دور شک نظرہ بدیں کارزار
 زانکہ جنگ و زاننگ نہ سرد
 کے مالخور و گر لوبجوں
 جنگ و زانجنگ نہ بدیں
 تو گوی فردیست بہ دست
 گرفتند ہر دو دواں دگر
 بندے سرکش و زانجنگ
 گراں جنگ و امور پیدا شستہ
 کہ ازین بکینا زانکہ
 با نازا نہر دست رستم
 مشکفتی فردا نازا نہر
 تہ شستہ و خستہ دیر آوند
 ز زمین بر کشید و بیشتر دران
 بہ پیچیدہ در دازد میری بخورد

یک از دیگر استادانگاہ دور
 بدل گفت رستم کہ ہرگز ہنگ
 مرا خوار شد جنگ دید پسید
 ز دست یکے ناسپہ پڑہ جہاں
 ہمیں سے رسانیدم از روزگار
 چو اسودہ شد پازہ ہر دو مرد
 بڑہ بر نہادند ہر دو کمان
 تڑہ بود و خفتان و ہر ششیاں
 بہم تیر باران نروند سخت
 غمیں شد دل ہر دو از یکدگر
 تہن اگر دست ہر دوے جنگ
 بڑا از زمین کوہ برداشتہ
 کمر بند سہراب را چسارہ کرد
 میان جوان را نہ بد آگہی
 فردا داشت دست از کمر نہاد
 دو شیر از ان از جنگ میر آمد
 دگر بارہ سہراب گرز گراں
 بہر دگر نہ دازد و کشفش برد

۱۔ یا شجر کار اللہ شے موقع جنگ کا ایک لسان جلتہ سے شیر بر کمال کا چلتہ جو رستم کا خاص لباس تھا
 ۲۔ شستہ شے سہراب کی کمر کو تیر بھی نہ ہوئی

بخندید سہراب و گفت ای سوار
 بزیر اندرت زخمش گوی خراست
 مرا رحمت آید تو بر ز دلی
 بدو گفت رستم کہ شد تیرہ روز
 بخشی بجیسریم فردا بگاہ
 رفتند و روئے ہوا تیرہ نشست
 تو گفتی ز بخشش ہرشت آسمان
 و گر بارہ زیر اندرش آہن ست
 شب تیرہ آمد سوئے لشکرش
 کشتی گرفتن رستم و سہراب رہائی یافتن رستم از چوچا

چو خورشید رخشان بگستر دہر
 تہمتن پر مشید بہر بسیار
 پیام بردا دشت آرد بگاہ
 دژان روئے سہراب با آہن
 ہومان چنین گفت کاں شیر مرد
 سید ز اشغ ہراس فرزد ہر مرد
 نشست از دژان و آہن ہر مرد
 ہنارہ ز آہن ہر سحر و کواہ
 بہر مرد اندر دلی بود باز دژان
 کہ با من ہی گروہ از دژان ہر مرد

لے آلودہ لبت ، ملکہ میراں ، عاجز علم چھٹا رار نے والا اثر دینہ بیان کتا یہ ہم خوشی ست
 ملکہ ساز بجانے والا

ز بالائے من نیست بالاش کم
 بر دستکف و بالاش بمانند من
 ز پائے در کیش بھی ہر من
 نشانہ ما در بیابم بھی
 گمانے برم ملکہ اور تم است
 نباید کہ من با پدر جنگ جو
 ز داوار گردم بسے شرمناک
 نباشد امید سراے دگر
 بد گفت ہواں کہ در کارزار
 بدین رخس ماند بھی رخس او
 بہوشید سہراب خفان رزم
 بیاہ خردشاں بدان دشت جنگ
 ز رستم ہر سید خداں دلب
 کہ شب چوں روز چوں خاستی
 نہ کف بقلن این تیر کشمیر کیں
 نشینم ہر دو پیادہ بہم

بر زم اندرون دل ندارد دژم
 تو گوی کہ دانندہ بر ز در سن
 بجنبہ بصرم آور دچہر من
 بدل نیرختے بہت سے باہم بھی
 کہ چوں او نہرہ بہ گیتی کم است
 شوم خیرہ روا اندر آرم برو
 سہروردوم از سیرتیرہ خاک
 نباید کہ رزم آورم با پدر
 رسیدم رستم بمن چند بار
 ولیکن ندارد پے و پشیل او
 سہش بر ز رزم ددش بر ز رزم
 بچنگ اندرون گرزہ گاؤ رنگ
 تو رفتی کہ با او ہم بود و شب
 بہ پیکار دل بر چہ راستی
 بزن چنگ بیداد را بر زمین
 ہرے تازہ داریم روسے دژم

یہ افروز بہت ہمارا ہوا تھہ بال ترکی میں گزین کو کہتے ہیں عہہ رکیبہ رکاب کا، ماری سے پہننے دلیں ہی کچھ
 نہ کہ کشمیری پہلو تھہ فوی سنو تیر یعنی جو چیز بال بال ہو کر چوٹی ہر جالیے یا پانچے تو کیش یعنی قدم و حلق ہے۔
 شے چنگین

ہمیشہ جاندار پیاں کنسینم
 ہاں تانکے دیکھ آید ہنرم
 دل من بھی ہو تو ہر آورد
 ہمارا کہ دادی ز کمر دال نژاد
 از نام تو کہ دم بے جستجو
 دمن نام پناہ بنا بدست کرد
 گھر پاد دستاں سام ملی
 بد گفت و شنید کہ اے ناجوے
 ز کشتی گزین سخن بود و شن
 بد گفت و شنید کہ اے مرویر
 مرا آزد و بد کہ بر بستر
 اگر جوش کو زبرد دست بست
 ز اسپان جنگی فرود آمدند
 بہ بستند بر سنگ اسب نبرد
 چہ شیران کشتی بر آوختند
 نرد دست سہراب چوں پلست

دل از جنگ جستن پشیمان کنیم
 تو با من ساز و بیارے نرم
 ہی آب شرم بچہ آورد
 کنی پیش من سکوہر خویش یاد
 گفتند با من تو با من گجو
 چو گشتی تو با من کنوں ہم نبرد
 عزیز نامور رستم ز ابلی
 بند دیم ہرگز چیں گفتگوے
 بگیرم زریب تو زیں در کوش
 چرا نیست پند منت جاسے گیر
 بر آید ہنگام ہوش از بخت
 بفرمان یزدال بد آمد ز دست
 ہشیو او با کرد خود آمدند
 برختند ہر دو دال پند ز درد
 ز تنہا خوسے زخوں ہی رختند
 چہ شیر و مندہ ز جادو بخت

لے اصل۔ زب ۵۵ خانان۔ ذات۔ نام و نسب ۵۵ رستم کے باپ مال کا لقب کہ منتخب
 پسندیدہ ہے جوش مارنے والا۔ پیرنے والا۔ غضبناک۔

زیرین زود گفتی زیرین بودی
بر آوردش از جاست و بهادریست
نور مستقیم خیر را بر زهرین
کز از خاک چنگال دوری و بهین
زود است بخور اندر آید بهین
همی خواست این سرش را زین
که ای پسر الی باد کشاد ازین
کنند آفتاب و خورشید و شمشیر
جز این باشد از آفتاب و شمشیر
بهر سرش زین سرش را آورد
نور سرش که چه باشد بهین
آفتاب و شمشیر و شمشیر
زین سرش بهین سرش را
همی خواست از بدین سرش را
بر آورد از آن سرش را
سود از جوان سرش را
در شیشه سرش را

که بزند و ستم گزانت و کشید
 بر ستم و آرد بخت بوی سلیست
 بیکه نمره برزد بر آذختم و کس
 نشست از بر سینه یکتا
 بگرد و از مشیبه سیمه بر خورد
 بیکه نمره آنگوی بکشید
 بیکه نمره برزد بر آذختم و کس
 به هر اب گفت لعل غیبر بگر
 بگر گوشت این باشد آیین ما
 بیکه نمره برزد بر آذختم و کس
 سختین که پشتش بند برزد
 اگر بار دیگر شش زهر آرد
 روا باشد از سر کند زود
 برین چاره از چنگ نرازد
 دلیر جوان سر بگفتا
 بیکه از وییری و دم از زبان
 رها کردش از دست و آرد شست

ہی کرد پنچیر یا دشمن بنود
 چورستم ز جنگ رے آزاد گشت
 خراماں بشد سوکے آب رداں
 بخورد آب دے و سرتن بشت
 بزرم بنالید بر بے نیار
 شنیدم کہ رستم ز آغاز کار
 کہ مگر سنگ را ادب بر شدے
 ازاں زور پویشستہ زخود بود
 بنالید بر و کرد گکار
 کہ تختے ز زورش ستاند ہی
 برانساں کہ از یک زرداں بخواست
 چو باز آنچنان کار پیش آمدش
 بہ زرداں بنالید گارے کہ گکار
 ہماں زور خواہم کہ آغاز کار
 بدو باز واد آنچنان کش بخواست
 دز آں آب خورد شد بکایے نبرد
 ہی ساخت سہراب چون پیلست

از آئیں کہ بااد نبرد از سود
 بساں یکے کوہ پولا گشت
 چو جان رفتہ گویا بیا برداں
 بہ پیش جہاں آفرین شد تخت
 نیایش نہی سکر بر چاہ ساز
 چنناں یافتہ نیر و زور و گکار
 ہی ہر دو پایش بدو در شدے
 دل اداں آں آرزو دود بود
 بزار ہی ہی آرزو کرد آں
 کہ رختن برہ بر تواند ہی
 ز نیر و بے آں کوہ پیکر کا سوت
 دل از بیم سہراب ریش آمدش
 بدیش کارایں بندہ و اپا سدا
 مراد ہی آسے پاک زور و گکار
 بیفزود ورتن ہر آنچش بکا سوت
 پرازدیشہ بودش دل رشتہ نرہ
 کشدے بیاز و کما سے بدست

لے شکار شد تارکیت حمد و ثناء دعا الخ الخ تہ ہمیشہ کجی تہ اس صم میں بھر جائز
 کمالا ذکر۔

گرازان دھول شیر نعرہ ز نعل
 بران گود رستم چرا ادا بدید
 ز پیکارش انداز با بر گرفت
 چو شہراب باز آمد اود را بدید
 چو نزدیک تر شد بد و بنگرید
 چن گفت کاسے رستہ از جنگ شیر
 چرا آمدی باز ہمیشم بگوسے
 ہما نا کہ از جاں تو سیر آمدی
 دوبارت اماں دادم از کار زدا
 چنیں داد یا صبح بد و پسلتن
 بگویند زینگو نہ مردان مرد
 بہینی کرایں پیر مرد دلیر
 چہ آید بر دے تو اسے نرۂ شیر
 سمنش جان و جان و جان و کان
 عجب ماند و دوسے ہی بنگرید
 غنیں گشت و دماند از بگفت
 ز با و جوانی دلش برو سید
 مرآدا دباں فرو آن زور دید
 چرا آمدی باز نزد دم دلیر
 سوے راستی خود نداری تو رفے
 کہ در جنگ شیراں دلیر آمدی
 بہ پیریت بخشیدم اسے نامدار
 کہ اسے نامور گرد و لشکر شکن
 ہما نا جوانی تو را غرۂ کرد
 چہ آید بر دے تو اسے نرۂ شیر

کشتہ شدن شہراب بدست رستم

دگر ارہ اسپاں بہ بستند سخت
 بسر بر ہی گشت بدخواہ سخت
 بگشتی گرفتن نہا دند سر
 گرفتند ہر دو دواں کمر

لحن ناز و بخت سے چنے والا۔ اکرنے والا۔ اچھل کوہ کرنے والا۔ تلے پاؤں سے دنیا کو کھولنے والا۔
 تھ جنگ تعالیاں اگر باخانت پڑھ تو تباہ حالی۔ کشتہ حالی۔ دونوں صبح اور سب میں ہیں۔
 وہ جواب تھ آادہ چلے۔

غمیں گشت رستم بازید جنگ
 خیم آورد و پشت دلاور جو اں
 زویش بر زمین بر بکمر دار شیر
 تیر از میان بر کشید
 بر پیکر از آں پس یکے آہ کرد
 بر گفت کایں برمن از من رسید
 نشان داد مادر مرا از پدر
 ہمی تنبتش تا بہ ہمیش رو
 دریغاکہ رستم بیا مد بسر
 کنوں گر تو دہ آب ماہی شوی
 دگر چون تارہ شوی بر پھر
 بخواب ہم از تو پدر کین سن
 از اں نامداد ان گردن کشاں
 کہ سہراب کشتہ است دکنندہ خوار
 چو بشنید رستم سرش خیرہ گشت
 ہمی بے تن تاب دے و تن گشت
 بر رسید از آں پس کہ آمد بہوش (۱)

گرفت آں سرو یال جنگی پلنگ
 زمانہ لشکر آمد نہوش کو اں
 بدانتی کو ہم نہا نہد بزیر
 بر پوید بیدار دل بر دید
 ز نیک و بد اندیشہ کوتاہ کرد
 زمانہ بدست تو دادم کلید
 زہرا اندر آمد گواہم بسر
 چنین جاں بدادم دریں آرزو
 ندیدم دریں بیخ روے پدر
 ویا چوں شب اندر سیاہی شوی
 بتری ز روئے زمین پاک ہر
 چہ بیند کہ خشت است بالین من
 کسے ہم برو سوئے رستم نیاں
 ہمی خواست کردن ترا خواستار
 جاں پیش چشم اندرش تیرہ گشت
 بنیاد از پائے و بہوش گشت
 برو گفت بانالہ و بانرہوش

نہادت بود۔ اہو چکا تھا اس پر سکت نہ رہی کہ جتنا تھا کہ کیر آٹھ نہ پڑے کہ فوراً آگے پہلو

لے آگے دیا بری مری نہ ہوئی نہ خواہش کرنوالا چاہئے واللہ اسکا سر چاگیانہ طاقت۔
 تو انا۔

کہ گم باد نامش ز گردن کشتاں
 نشیناد بر اتم پور سام
 ہی کند شوخی و همیز و خودش
 بنیاد و جوش از سرش بر پیر
 بکشتی را خیره بر بد خوئی
 بنمید یک نده همت ز جا کے
 بر مہنہ بہیں ایں تن روششم
 بہیں تاچہ دید ایں پسرا ز پیر
 بیاید پیر از خوں و درخ اندم
 کیے مرہ بر بازو کے من بلیف
 بارو بہ میں تا کے آبر بکار
 پس پیش چشم پر رخاہ گشت
 ہی جامہ بر خویشتن بر درید
 و لیر دستودہ ہرا بلیمن
 سرش پوز خاک و پوز آب لے
 آب دو دیدہ بناید گریست
 چیں رفت و ایں بودنی کار بود

گویا تاچہ داری ز دستم نشان
 سر ز دستم گم بسا نا دام
 بز و نمرہ درخوش آمد بگوش
 چہ سہراب رستم بدافسان بدید
 بدو گفت اگر زانکہ دستم توئی
 زہر گونہ بودم ترار ہنایے
 کنوں بند بکشا کے از جگر ششم
 بازوم بر مرہ خود و بنگر
 چہ بر خاص آواز کوس از درم
 ہی جانفش از رفتن من سخت
 مرا گفت کایں از پیر باو کار
 کنوں کاوگر شد کہ بیکار گشت
 چہ بکشا و خندان و آل جہرہ دید
 ہی گفت کایں گشتہ دوست من
 ہی ز نیست خون و ہی کند نوے
 بدو گفت سہراب کیں بدتر نیست
 از یں خویشتن گشتن و کنوں چہ بود

نہ بہن کہ نہیاد ایں ز چا تھا اور چیا چلا تا تھا اسے وہ جنگی لباس تھا اپنی جان ہاک
 کہ انجو کئی شہ شقی امرتھدین اللہ۔

بسند روز را داده بودم نوید
 بگفتم اگر زنده میخیزم پدر
 چه دافتم آسم پهلوی را نمود
 درین دژ دیرے بنید منت
 بسند روز نشان تو چه سیده ام
 جز آن بود یکسرخنایست آه
 چه گشتم ز گفتار آونامید
 نشانے که بود داده مادر مرا
 چنین نوشته بد اختر میر
 چون بر آن آدم زخم آکول چه باد

آگاهای یافتن و میرابان گشته خورش

به مادر خیر شد که میرابان گردد
 جزو شیر و جگر بشمارد و جامه دید
 بر آورد بانگ و غزل و خروش
 فرد و دوش ناخن و دود و بکشد
 زان گشته از شے او گشته خول
 ز تیغ پدر خسته گشت و ببرد
 زاده ای بر آن کو دک نار کشید
 زان زمان زان زود میرفت هرش
 بر آورد بالا در آتش گشتند
 زان زمان زان زان زان زان گول

این د چطور دل باقی نه کنن تنه ظاهر کنه نو خیز جوانی تک نه پونجا بو انکه ناله و کجا
 شه گزود س

ہمہ خاک تیرہ بس برنگ کند
 بس برنگ کند آتش و بر فردخت
 ہمی گفت کاہے جان مادر کنول
 غریب و اسیر و شیرمند و زار
 دو چشم برہ بود گفتنم گم
 چه دانستم اے پور کاہید خبر
 در نیش نیامہ ازاں روئے تو
 و ز آں گرہ دگاہش نیامہ درخ
 پروردہ بودم تنہا را بنواز
 کنول آں بچوں اندر و غلہ گشت
 کنول من کرا گیرم اندر کنار
 کرا گویم این درد و تیار خویش
 پدر چستی اے گردشکر پناہ
 از اُمید نومید گشتی تو زار
 از آں پیش کودشنہ را بر کشید
 چہ آں نشانے کہ مادرت داد
 نشان دادم بُد از پدر مادرت
 کنول مادرت نامد بے تو امیر
 بزم دال ز بازو سے خود گوشت کند
 ہی موئے مشکیں آتش لبوخت
 کجائی سر شستہ بجاک و بچوں
 بجاک اندر دں آں تن نامدار
 ز سہراب و رستم بیام خبر
 کہ رستم پہ خنجر در یدت جگر
 ازاں بزرگ بالا بازوئے تو
 کہ ہر ید رستم بہ بزمہ و تیغ
 برخندہ روز و شبانہ داز
 کفن بر تن اک تو خرقہ گشت
 کہ خواہد بدن مرا غمگسار
 کہ اخوانم کنول بجائے تو پیش
 بجائے پدر گورست آمدہ براہ
 بختی بجاک اندر دں زار و خوار
 جگر گماہ سیمین تو بردر ید
 دادی برد بر بکر دیش یاد
 نہ بر چہ نامہ ہی مادرت
 پُر اندر و دیتکار و سب و زنجیر
 ہا کینہ بچوں سر شستہ لکہ قد و قامت لکہ کشیں بیچ زاب

چرا تا دم با تو اندر سفر
سرمگشتی بگردان گیتی سمرقند
مرا ستم از دور بشناختی
ترا با من آسے پور ہوا سنجے
بہنداشتے تیغ آں سر فراز
بگردے جگر گاہت لے پور باز
نہی گفت دمی خست میکند موی
ہی زد کعبہ دست بر خود بر موی
ہی گفت مادت بیچارہ گشت
بہ خنجر جگر گاہ تو پارہ گشت
بقیاد بر خاک چون مرده گشت
تو گفتی ہی خوش افسردہ گشت
ہوش آمد باز ناگتن گرفت
براں پور گشتے کائنات گرفت
سراسپ اورا بر در گرفت
گئے بوسہ زور سرش کہ بر مے
بر پوشید پس جا مہ نیلگوں
بروز دیشب مویہ گردو گریست
سراجم ہم در عنبر او برو

شکستہ - افسانہ - رونا پینا - اندیشہ - خیال - منصوبہ - گریہ و زاری - ہکا - چو

ادبیات حکیم عمر و خیام

گرینے سنو در پی طعنہ زبانیان ما
تو خبر یہ کہی کہ سن سے تنگم

تو کہ دست و پد تو بگنم تو راں را
صد کا کہ کہی کہ سے خلاست ل را

چوں ز آفتاب دگر آفرید صانع ما
پو شد مرا سے ہیں سنہ کنی

کر وہ بخت ز ما و قاضی ما
خود دست تھی ابراست انی را

مرد آں نزد کہ خلق نواز ندا اورا
زندگی کہ خود ز دست و دستے بگرم

ہر نیمہ دہی نیکی شمارند اورا
زندان ہنم پینچ دست و لاند اورا

ختم بتو داشتیم ملی ہر قسم را
من قلمی عالم تو خوش می کردم

ہجر تو حزیں کہ و دلی خرم را
با تخی ہجرت چہ گنم عالم را

ماقل بکیم امید دریں شوم سرا
ہر گزہ کہ خواہد کہ نشیند از پا

ز دولت او دلی بند از ہر خدا
گیرد انیش دست کہ بالا پیا

لے خواہا کہ کام روا کن ما را
دم در کش ز روزگار ندا کن ما را

اراسته رویم و یک تو کج بینی دو چاره ریده کن را کن مارا

روزیکه بدست بد نهم جلم شراب در غایت خوری شوم سست خراب
صد مجزه پیدا کنم اندر هر باب زین طبع چه آتش و خنایه چو آب

اے دل ز زانہ ہم احال مطلب در گردش دریاں سرو ساں مطلب
در ماں طلبی مدد تو افزول گردد ابد و بسا ز و بیچ دریاں مطلب

در درسد و صورتی در پرد کشت تر سنده ز دوزخ اندو جزایه بشت
آکس که ز اسرار خدا با خبر است زین نغم خدا ندول دل پیچ بکشت

در باب کہ از روح جدا خواہی رفت در پردہ اسرار خدا خواہی رفت
سے خور کہ ندانی ز کجا آمدی خوش باش ندانی کہ کجا خواہی رفت

من بنده عاجم رضاے تو کجا است تاریکہ دلم تو رضاے تو کجا است
مارا تو بشت اگر بظاعت بخش در این پیچ بود لطف عطاے تو کجا است

امروز ترا دسترس فردا نیست داندیشہ فردا تو بجز سودا نیست

ضائع کمن این مملکت شیدا نیست کس باقی عمر را آجا پیدا نیست

سرازمه ناکان نماں باید داشت راز از همه ابلهان نماں باید داشت
جگر سر بجان مردمانی چه کنی چشم از همه مردمان نماں باید داشت

هر دل که در مهر و محبت بسرشت گر ساکن مسجد است دور اهل کشت
در دفتر عشق نام هر که که نوشت آواز دوزخ ست و ناله دشت

ای پادشاه خندان چه زیاده چه زشتی نال که عاشقان چه دوزخ چه بهشت
پادشاهان بیدان چه اهل کس چه پادشاه زیر سرناشتان چه بالین و چه پشت

ای پادشاه گشتیتم بگرد و دشت اندر همه آفاق گشتیتم به گشت
از کس نه شنیدیم که آموزی راه راهی که برنت راهرو باز به گشت

بسیار گشتیتم بگرد و دشت یک کار من از گشت ہی یک نه گشت
روان خوشی زمانه باره عمرم گر خوش بگذشت یک نه خوش بگذشت

هر بنده که بکنان و جسد است تو بزرگ نه شسته خوش به شسته است
لے تدریست لے لے لے

بابر سرسبز با بنجہ ادی نہ سنی کھاں سبزہ ز خاک ماہرے رشتہ است

آں بہ کہ دین زمانہ کم گیری دوست با اہل زمانہ صحبت از دور نکو مست
آں کس بجنگی ترا تکیہ بدوست چوں چشم خرد باز کنی دشمنی دوست

چندیں غم مال و حسرت دنیا چیت ہرگز دیدی کسے کہ جاوید بزیست
ایں یک آنسے کہ در منت عاریت است با عاریتی - عاریتے باید بزیست

چوں مردن تو - مردن یکبارگی است یکبار بمیراں چہ بیچارگی است
خونے و نجاستے و شے رنگ و پوست در کار نبوداں چہ غم خوارگی است

ہند ار کہ روزگار شور انگیزست ایمن فشیں کہ تیغ دوراں تیز است
در کام تو گر زمانہ کوزینہ ہند ز ہمار فرود مبر کہ نہ برآیند است

بادشمن دوست فعل نیکو نیکو است بہ کہ کند آہم نیکویش ارشاد حوست
بادوست چو بد کنی شود دشمن تو بادشمن اگر نیک کنی گدو دوست

ایدل اچو نصیب تو بہ چوں شدن است احوال تو بہر لحظہ دگرگون شدن است
لہ دو حلو جس میں مغز بادام پرے مران -

لے جاں تو دریں تنم چہ کار آرد
چوں عاقبت کار تو بیرون شدن است

بنیاد و کعبه خانہ بندگی است
محراب و کلیسا ی و مسجد صلیب
خاک کہ بہاں نشاندہ بندگی است
ماقوس زدن ترانہ بندگی است

گل گفتہ از قلم ہے بر لب نیست
لیل ز بان حال با ادبی گفت
چندیں ہر گلاب گراہے چیت
یک روز کہ خندید کہ سہلے گریست

پیکار اگر وفا کند خوش ہوا است
گر در ہوا نقت کند تریاق است
درد لیش خفا کند بر اندیش من است
دردش خفاقت کندش من است

یار تو کرمی و کریمی کرم است
باطا عثم از بخشش آن نیست کرم
خانہ زریچہ رد بر دل باغ ارم است
اسید تم آگر بخشش کرم است

شادی مطلب کہ حاصل عمر ہے است
احوال جمال واصل این عمر کہ ہست
درد و زحاک کیتبا کے دہے است
نخواب و خیال و فریب دہے است

بہیات کہ این جسم جسم پیچ است
در باب کہ در کشاکش موت و حیات
دنیا و اترہ و متاع مجسم پیچ است
دانشہ ایک دم ایم و آنہم پیچ است

CALL No. {

ف ۸۹۱۵۵۰۷

۲۹۲

ACC. No.

۷۵۴۳

AUTHOR

مصطفیٰ حسن

TITLE

خزانہ ادب

Acc. No. ۷۵۴۳

Class No. ۸۹۱۵۵۰۷ Book No. ۲۹۲

Author

Title

خزانہ ادب

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue



MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

